U64610

3-12-9

Title – Gulzar-E-Ashrafi

Creator – Qutub Uddin Ahmad

Publisher – Matba Naami (Lucknow).

Date – 1912

Pages – 104

Subjects – Tasawwif; Urdu Shayari – Tasawwif Manzoom.

بسم الله الرحمن الرحیم نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

[illegible]

کلیاتِ آتش

[illegible] قطب الدین احمد [illegible] ذی الحجہ سنہ ۱۳۲۳ھ [illegible]

در مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مطبوع گردید

اشتہارات

مجموعہ ہشت رسالہ - ہر آٹھ رسالے مسائل نماز نیہ
قدسی و مسائل دعا جات با ہشتاں حلیہ شریف و نماز نامہ
و چہل مسائل کلمہ نامہ ہے قیمت فی جلد ۱/

جنگنامہ حضرت علیؑ - اس کتاب میں حضرت
علی رضی اللہ عنہ کی بعض لڑائیوں کو نظم کیا ہے قیمت فی جلد ۲/

اعجاز غوثیہ - حضرت غوث پاک کے حالات میں ہی
قیمت فی جلد ۲/

انیس الاشباح ترجمہ مونس الارواح
یہ اوسی کتاب کا ترجمہ ہے جسے نواب سلطان جہان آرا بیگم نے
حالات سلطان الاولیا حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری
رحمۃ اللہ علیہ میں لکھا تھا قیمت فی جلد ۲/

مجمع الحسنات فی ذکر اشرف الکائنات
یہ مجموعہ تیرہ رسالوں کا مولفہ مولوی حافظ حاجی ہادی علی علیہ الرحمۃ
اُردو زبان میں سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نہایت
معتبر تاریخ ہے قیمت فی جلد عہ

وسیلۃ المعاد - میلاد کے رسالوں میں یہ رسالہ
بھی مستند مانا جاتا ہے قیمت فی جلد ۱/

میلاد شریف علامہ جزری - یہ معتبر کتاب مستند
کتاب محتاج تعریف کی نہیں صرف اسکی نسبت یہ التماس
عرض کرنا ہے کہ یہ کتاب اس سبب سے کہ عربی زبان میں تھی
عام مسلمان اسکے مطالعہ سے محروم تھے اب مطبع نامی
لکھنؤ کی کوشش سے یہ کتاب مع ترجمہ اُردو بہ فوائد
طبع ہوئی ہے قیمت فی جلد عہ

عروس جنت - مولفہ اس کتاب کی ایک عورت تھی
جسنے سخت بیماری کی حالت میں اس کتاب کا تالیف
کرنا شروع کیا اور اسی ذکر کی بدولت شافی برحق نے
بے مدد طبیب و دوا صحت کاملہ اسکو عنایت فرمائی
قیمت فی جلد ۱/

سنبلستان رحمت - مصنفہ مولوی [illegible]
نعت میں اس رتبے کی کتاب نظم نہ میری آنکھ
نے دیکھی نہ کان نے سنی قیمت فی جلد ۲/

دیوان امیر المومنین سیدنا حضرت [illegible]
کرم اللہ وجہہ معرب مع ترجمہ اُردو - یہ دیوان سالہا
طبع ہو چکا ہے اس مرتبہ جسقدر نسخے مطبوعہ و
قلمی اور شروح دستیاب ہوئیں سبکو فراہم کرا کے
صحیح اور مرتب اور ترجمہ کی نظر ثانی کرا کے کاغذ
گندہ پر طبع ہوا ہے قیمت فی جلد ۱۲/

مجموعہ صبح ازل شام ابد لیلۃ [illegible]
اس کتاب کے مولف جناب منشی امیر احمد مینائی مر[illegible]
اول رسالہ میں ولادت شریف دوسرے میں [illegible]
تیسرے میں معراج کا حال ہے قیمت فی جلد ۲/

ذکر خیر - یہ رسالہ میلاد شریف کے بیان میں ہے قیمت [illegible]

مجموعہ نجم الضیا - اس کتاب میں نعتیہ [illegible]
اور اشعار میں قیمت فی جلد ۲/

دافع الاوہام - محفل میلاد شریف کے [illegible]
اور فضائل میں ہے قیمت فی جلد ۱/

محاسن الاخلاق - اخلاق میں یہ کتاب [illegible]
زبان میں اعلیٰ درجہ کی ہے قیمت فی جلد ۱/

فتوحات بہنسا - یہ کتاب سراپا صواب [illegible]
کہانی کی کتاب یا دل کا گڑھا ہوا ناول نہیں ہے اس کی
تحقیق اور تدقیق سے مولانا محمد بن محمد المعز علیہ الرحمہ نے
تالیف فرمایا تھا جسے مطبع نامی لکھنؤ نے برادران ہند
اُردو زبان میں ترجمہ کرا کے مع ازدیاد فوائد فتوحات
کے نام سے طبع کرا دیا قیمت فی جلد عاعہ

لوامع الالہام - یہ قصیدہ بھی حضرت خواجہ عز[illegible]
عزیز لکھنوی کی یادگار ہے قابل دید ہے قیمت فی جلد [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

یعنی کتاب [illegible] طریقت حضرت [illegible]

گلزار اشرفی

باہتمام خاکسار ابو الحسنات قطب الدین محمد غفر اللہ الصمد [illegible] بار اول [illegible] ماہ ذیقعدہ الحرام [illegible] مطابق نومبر [illegible]

مطبع [illegible] واقع [illegible] لکھنؤ مطبع

نمبر ۸۵۲۸

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حمد کے لائق وہی خلاق ہے ‏ ‏ جس سے تازہ گلشن آفاق ہے ‏ ‏ اسکی صنعت کی ہے سب جلوہ گری ‏ ‏ کیا زمین کیا گنبد نیلوفری
کیسے کیسے گل کھلائے ہیں ہزار ‏ ‏ واہ کیا صناع ہے رنگیں نگار ‏ ‏ بلبلوں کو کردیا شیدائے گل ‏ ‏ چھپ گئی ہے صورت [illegible]
اُنکے تارے نہیں وہ دور ہے ‏ ‏ لیکن آنکھوں میں نہیں وہ نور ہے ‏ ‏ تاکہ اپنے میں وہ دیکھے روئے جاں ‏ ‏ دیدۂ دل میں یہ بینا [illegible]
گلبن و اشجار نسرین نسترن ‏ ‏ ہیں حقیقت میں یہ سب غنچہ دہن ‏ ‏ جو حقیقت کا اگر رمز آشکار ‏ ‏ اور یہی دنیا میں ہو [illegible]
کیا کرے نرگس یہاں دیدہ دری ‏ ‏ چرخ ہے یاں عقل چرخ چنبری ‏ ‏ جب حقیقت کی نہیں پائی بہار ‏ ‏ ہو گیا گلشن میں لالہ [illegible]
کیا کرے سوسن زبان اپنی دراز ‏ ‏ یاں عنادل ہیں عنادل بے گداز ‏ ‏ اس خیابان ہے گئے گل ٹوٹ کر ‏ ‏ پردہ کچھ غنچہ سے نکلا [illegible]
شاخ گل پر ہو گئیں بلبل ہزار ‏ ‏ پر نہ پایا یار کوئی ایکبار ‏ ‏ کیا صبا میں بوئے عطر آمیز ہے ‏ ‏ سبزہ سبزہ معرفت [illegible]
ہر چمن میں گل فشانی اسکی ہے ‏ ‏ معرفت کی سب نشانی اسکی ہے ‏ ‏ اس میں ہر اوراق نخل بوستاں ‏ ‏ ہاتھ مل مل ہو گئے [illegible]
رنگ نارنگی سے وہ آزاد ہے ‏ ‏ باغ یکتائی میں وہ شمشاد ہے ‏ ‏ بیکلی کا گل کبھی پاتا ہے بار ‏ ‏ گاہ بلبل پر ہے ہجران [illegible]
برگ سے باد صبا لیکر سبق ‏ ‏ کھولتی ہے معرفت کا ہر ورق ‏ ‏ ہر ورق سے غلغل توحید ہے ‏ ‏ شاخ نوتائے دل [illegible]
گل بنا گلچیں بنا بلبل بنا ‏ ‏ طوق زیب گردن صلصل بنا ‏ ‏ عندلیب خوش نوا وقت سحر ‏ ‏ راز گلچیں سے وہ کہنا [illegible]
جو ہوئے محو تماشائے چمن ‏ ‏ خار سے انکا پھٹا سب پیرہن ‏ ‏ کام پشہ نے کیا نمرود کا ‏ ‏ مغز کھا کر اڑ گیا [illegible]
اسطرح شداد بھی کافر مرا ‏ ‏ ڈوب کر فرعون بھی آخر مرا ‏ ‏ جیسے جو بویا ملا اسکو وہ پھل ‏ ‏ خوب پائی سب نے یا [illegible]

اُسکی قدرت کا ہی کیا روشن چراغ
وہ ید بیضا ہو موسیٰ کا دراغ
جب کیا نور تجلی نے ظہور
تو تیاے چشم آیا کوہ طور

قہر کا جو گاہ دکھلا یا عمل
اژدہا بن کر عصا آیا نکل
پڑ گئی رحمت کی جو اُسکی نظر
ہو گیا فولاد کا پانی جگر

دی سلیمان کے تئین انگشتری
تابع فرمان ہوے جن و پری
حُسن یوسف کو دیا دنیا سے خوب
چاہ مین جسکی گیا یعقوب ڈوب

حضرت ادریس کے تدریس سے
رو ہوے تلبیس سب ابلیس کے
نوحؑ اپنی قوم پر تھا نوحہ گر
صبر کا ایوب نے چکھا ثمر

بطن ماہی مین ہوے یونس اسیر
اُسکا خود مونس ہوا رب قدیر
کارخانہ کیا ہی اک نیرنگ ہی
یہ جہان کیا تختہ ارژنگ ہی

کرتے تھے مردہ کو زندہ جو مسیح
تھا لحقت فیہ کا نکتہ صریح
حضرت آدم سے اور اسدم تلک
کیسے خوبان ہو گئے زیر فلک

راز اُسکا کچھ نہین ظاہر ہوا
ہو گیا وہ گنگ جو ماہر ہوا
روز روشن مین چھپا ہی وہ یا دیکھ
گل مین جا کر قدرت اللہ دیکھ

مست وحدت ہو گئے پی پی کے مل
شور بلبل کا سنو قلقل کا غل
غور سے کیجے اگر دل مین خیال
ہی یہ سب کچھ مظہر ایزد تعال

کوئی نوری یا کوئی ناری ہوا
جسکے حق مین حکم جو جاری ہوا
اپنے اپنے فہم کی ہی قیل و قال
ہو رہا ہی کل جہان محو خیال

گو قلم لاوے زبان اپنی ہزار
کر نہین سکتا ہی وہ اسمین قرار
ریگ دریا اون کا بھی معدود ہی
حمد رب ذرات نا محدود ہی

اس بھنور مین کشتیان آئین ہزار
کوئی تختہ پر نہین پہونچا کنار
جسکے حق مین آیت لولاک ہی
اُسکا لا احصی کلام پاک ہی

پھر کوئی یہ موشگافی کیا کرے
مسئلہ ہی اختلافی کیا کرے
جب ہوا منظور ایمان کا ظہور
کفر کی ظلمت ہوئی دنیا سے دور

تب محمدؐ مصطفی پیدا ہوئے
جسکے اوپر تن و جان شیدا ہوے

نعت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم

ساقیا مجھکو پلا جام طہور
تا لکھون مین نعت محبوب غفور
وہ محمدؐ اولین و آخرین
وہ محمدؐ رحمۃ للعالمین

وہ محمدؐ مخزن خلق عظیم
وہ محمدؐ مونس رب کریم
وہ محمدؐ خسرو جن و بشر
وہ محمدؐ سرمہ زاغ البصر

وہ محمدؐ شافع روز جزا
وہ محمدؐ شاہ تسلیم و رضا
وہ محمدؐ آفتاب چرخ دین
وہ محمدؐ صاحب تمکین متین

وہ محمدؐ ہی اصول ہر فروع
وہ محمدؐ جس سے لطف ہی شروع
وہ محمدؐ منتہی عرش حق
وہ محمدؐ رہ نورد نہ طبق

وہ محمدؐ باعث ہر جزو کل
وہ محمدؐ ہو حبیب گلزار گل
وہ محمدؐ اشفق از صدہا پدر
وہ محمدؐ چارہ درد جگر

وہ محمدؐ ہی انیس خاص حق
وہ محمدؐ مورد اخلاص حق
وہ محمدؐ ساقی آب حیات
وہ محمدؐ گوہر بحر نجات

وہ محمد راکب یکران براق
وہ محمد عارج نیلی رواق
وہ محمد تکیہ گاہ انس و جان
وہ محمد شمع راہ گمرہان

وہ محمد جان وہ جانان دین
وہ محمد تان وہ بانان دین
وہ محمد جان ایمان جان تن
وہ محمد کان احسان کان من

وہ محمد ناصب ارکان راست
وہ محمد بانی ایوان راست
وہ محمد مظہر روزہ نماز
وہ محمد مصدر حج و حجاز

وہ محمد جس سے عالم کا ظہور
وہ محمد موجب حور و قصور
وہ محمد مالک بہشت خلد
وہ محمد سالک گلگشت خلد

وہ محمد قاسم نار و نعیم
وہ محمد فارق نیک و لئیم
وہ محمد اولیاؤں کا کلاہ
وہ محمد صاحب اکلیل جاہ

انبیاؤں کا محمد تاج ہے
جسکا مقدم معرج معراج ہے

بیان معراج آنحضرت علیہ السلام

ایک شب وہ خسرو گردوں نشین
بادل بیدار تھا راحت گزین
نور افگن ماہ تھا تا دور دولہ
ذرہ ذرہ کو تھا غرائین بجن نولہ

کیا زمین کیا آسمان پر نور تھا
باغ عالم نور سے معمور تھا
کھل گئے ہر ایک ابواب فلک
محو نظارہ ہوئے جن و ملک

ہشت جنت ہو گئیں آراستہ
صف بصف حوریں کھڑی تھیں نوخاستہ
ہاتھ میں رضوان لیے کوثر کا جام
تھا براہ آمد خیر الانام

ہو گئے قدوسیان محو نشاط
چشم اختر کا بچھاتے تھے بساط
آمد آمد کا ہوا جسوقت غل
ایستادہ ہو گئیں ارواح کل

ہو چلے آراستہ جب ہفت فلک
چاند کو تاروں نے دکھلائی چمک
حکم حق آیا کہ اے روح الامین
خلد سے لیکر براق نازنین

کر قیام کل میں فرشتوں کے گروہ
جا در محبوب پہ گھر تیز تر
کہہ بلاتا ہے تمہیں جان آفرین
وصل کا مشتاق ہوا ہے نازنین

عقل کل آئے یہ سب سنکر سخن
خلد سے لیکر براق برق تن
وصل کا حضرت کو پہونچایا پیام
جو سن آیا تھا سنایا وہ کلام

عرض کی جاکر کہ اے محبوب حق
جا گئیے مشتاق ہے رب فلق
آ چکے در پر ہے استادہ براق
کیجیے سیاحی نیلی رواق

برق رو ہی تیز رو ہی بادپا
نازنین زہرہ جبین مہ لقا
ماہ طلعت پیکر پروین براق
آتشین کردار زرین زین براق

چشم جادو چشم آہو تند رو
[illegible]
جب چڑھے راکب بنے آفتاب
ماہ نو آیا تنکل بن کر رکاب

عقل کل رہبر کا بنکے طرفہ ہوا
[illegible]
داہنے بائیں فرشتوں کا پرا
بیچ میں وہ سرور خیر الوریٰ

راہ میں نور تجلی کا تھا فرش
روشنی جسکی پہونچی تا بعرش
شاہ وہ افضل جو تھا آفاق سے
دم میں گذرا گنبد نہ طاق سے

مثل مہ ہوتا تھا روشن جسطرف
مہر سے ذرونکو دیتا تھا شرف
حسن تھی آدم کو اسکے دید کی
دیکھ کر اسکو خوشی تھی عید کی

تھا سلیمان عاشق زلف دوتا
موبمو وہ تھا گرفتار بلا

جبکہ دیکھی اُسکی زلف عنبرین
پیچ سے آئی نکل جان حزین

منتظر یونس کھڑا تھا دید کا
پر نہ پایا نور ماہ عید کا

صورت ماہی وہ گو تڑپا کیا
آخرش بحر کرم سے جا ملا

خضر تھا جو تشنۂ دیدار یار
تھا لب آب بقا سے ہمکنار

تھا بہت یعقوب انکی تاک مین
نور پایا دیدۂ ادراک مین

نوح تھا از بس غریق بحر غم
چاک کر ڈالا گریبان الم

لیکے درس ادریس نے دیدار کا
تھا ثنا خوان سید الابرار کا

یوسف مصری سے کچھ آتی نبات
چاہ سے پائی لب آب حیات

تھا خیال شاہ والا جو بلند
دانۂ پروین بنا اُسکا سپند

چرخ روشن تھا رخ پر نور سے
مشتعل وہ تھی تجلی طور سے

وہ گیا سدرہ تک اس انداز سے
طائر سدرہ رکا پرواز سے

بولے چل آگے کہ تو دمساز ہے
کس لیے قاصر پر پرواز ہے

عرض کی سنکر کہ اے شہباز خیر
قہر و تمکین اب نہین ہے تاب طیر

اک سر مو بھی اگر اوپر چلون
آتش ہیبت سے جلکر خاک ہون

کر کے طے پردے کئی رفرف ملا
ایک جا پہونچا کے پھر رخصت ہوا

رہ گئے وہ دونون اندیشہ نورد
میہمان وہ انسے چلا مشتاق فرد

نور حق کا ابر آیا گھیر کر
عرش تک حضرت کو لایا پھیر کر

اُدن مِنّی کا وہان آیا خطاب
راز او ادنیٰ کا بھی پایا حساب

نام کو پردہ رہا قوسین کا
مدعا حاصل ہوا طرفین کا

مل گیا دریا سے دریا کا حباب
گوہر مقصود ہاتھ آیا شتاب

پھر ہوا نیسان رحمت سے صدف
دُر دریا سے امید آیا بکف

کاشف اسرار ما اوحیٰ ہوے
واقف اظہار او ادنیٰ ہوے

لگ گئے کب ہی رہ تاریک ہے
راز مخفی نکتۂ باریک ہے

کون طالب کون تھا مطلوب واہ
کون عاشق کون تھا محبوب واہ

گو علی شق تھا وہان شوریدہ سر
کون تھا قوسین سے نزدیک تر

اے حمایت یہ نہ کر اسرار فاش
چھوڑ اسکو کر دُر مضمون تلاش

یا دیکھ کو قصۂ منصور ہے
حال سرمد کا بھی کچھ مشہور ہے

راز جانان فاش کرنا ہے یون
ہاتھ سے اپنے نکر تو اپنا خون

دال ہے قرآن وصف حال پر
میم جسکی حلقۂ طوق کمر

میم انکی دور کی جس نے اگر
درمیان میں اسکی ٹوٹے گی کمر

گر نہوتی میم وہ بڑھ رہے ماہ
ماہ دکھلاتا فلک پر شکل آہ

شمس انکی میم سے طالع ہوا
شش جہت اُس نور سے لامع ہوا

کلخ گر وہ بنے جب آئے خاک پر
بستر اطہر تھا یونہین گرم تر

یہ مسافت دور اور تعجیل یہ
طول و قصر ساعت تکمیل یہ

شوق سے طالب کا وہ گر تھا طلب
جلد یون مطلوب کا آنا عجب

ایک ہی چشمک مین یہ کل ہو گیا
اختلاط بلبل و گل ہو گیا

جوش تیرا یہ حمایت کب تلک
یہ کلام و یہ حکایت کب تلک

ہو نبی تم پر درود و سو سلام
بر تمامی آل و اصحاب کرام

منقبت آل اطہار و ائمہ کبار

لکھ قلم اوصاف آل مصطفی	تا کرے مقبول رب تیری دعا	وہ جناب فاطمہ خیر النسا	زوج ہے جسکا جناب مرتضا
عاجز انکے وصف سے تقریر ہی	جسکے حق مین آیہ تطہیر ہی	بضعة منی ہے انکی شان مین	انکے ہین اوصاف خود قرآن مین
لخت جان احمد مختار ہین	نو عروس خلد کے سردار ہین	انکی کشتی پر چڑھا ایمان سے	پار ہونا حشر کے طوفان سے
جو کریگا گفتگو اس باب مین	وہ پڑیگا نقص کے گرداب مین	انسے دو مشتق ہوے نور نظر	وہ محمد کے ہوے لخت جگر
وہ تھے دونون مصطفی کی ہی مثال	صورت و سیرت مین با جاہ و کمال	وہ ہین سردار جوانان بہشت	پارۂ جان نبی نیکو سرشت
عقل کل انکا ہوا خدمتگزار	دو شہ بیہمسر کے دونون ہین سوار	ہے قلم حیران انکی شان سے	باہر انکا وصف ہے امکان سے
سید سجاد زین العابدین	رونق دین بادشاہ عابدین	پھر محمد باقر نیکو خصال	تھے سراپا مظہر لطف و کمال
جعفر صادق صداقت کیش تھے	ہم گنہگارون کے خیر اندیش تھے	علم مین کیا اہل استعداد تھے	بو حنیفہ کے وہی استاد تھے
موسیٰ کاظم تھے تحمل کاظمین	پیشوائے اولیائے کاملین	صاحب تسلیم مقبول خدا	گوہر بحر رضا موسیٰ رضا
معدن تقوی ہدایت و متقی	وہ محمد با تقی ابن علی	مسند شفقت نقابت سجدہ گاہ	وہ علی شاہ نقی پاک از گناہ
احسن الاخلاق ثانی حسن	وہ امام عسکری شاہ زمن	مظہر حجت و قائم بیگمان	وہ محمد مہدی آخر زمان
آسمان دین کے ہین بارہ برج	نجم ایمان کا ہو جن سے عروج	چاردہ سے کیون نہ ہو دل باغ باغ	خانہ دین کے ہین وہ روشن چراغ
	چاردہ پر اور بارہ پر مدام	سیکڑون رحمت ہزارون ہو سلام	

تعریف اصحاب سید المرسلین رضوان اللہ علیہم اجمعین

رونق ایمان تو دکھلادے قلم	منقبت اصحاب کی اب کر رقم	ساقیا مجھکو پلادے جام صاف	تا رہے باقی نہ دل مین اختلاف
پہلے ہی صدیق یار مومنین	جانشین مصطفی ارکان دین	عشق سے حضرت کے ہو کر بیقرار	کر دیا تھا مال کل اپنا نثار
دوسرے حضرت عمر مرد سمیع	دادگر انصاف کی نجم رفیع	قامع بنیان ظلم و اعتساف	قاتل کفار ہنگام مصاف
تیسرے اصحاب عثمان غنی	ہے حیا مین جنکی باعث روشنی	واہ کیا نام حیا ہے نام سے	جامع قرآن خوش انجام سے
ہے چہارم شیر حق دلدل سوار	جنکا ہے کرار شاہ ذوالفقار	چار یارون مین ہے عنائی انھین	حوض کوثر کی ہے سقائی انھین
یار غار مصطفی ہین چار یار	چار انکے اوصاف ہین بیشمار	چار دفتر مین ہین نام چار یار	چار سے عقدے کے ہوے سو مشکلا

چار کا چار و نطرف ہی شور غل
باغ عالم میں ہیں چار و چار گل
چار سے محکم بنائے چار حد
چار کا صد وصف کرتا ہی احد

ابر رحمت سے ہیں سیراب وہ
جملہ احباب نبیؐ اصحاب وہ

صفت ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ تعالی علیہم اجمعین

پیشوائے دین ہوئی پھر چار یار
چار وہ تھے پیروان یار چار
بوحنیفہ شافعیؒ مالک بنام
احمد حنبلؒ ہوئین حق کی امام

اُنسے روشن ہی چراغ اجتہاد
کیا پھلا پھولا ہی باغ اجتہاد
شارع شرع مقدس ہیں یہ چار
چار سے باہر ہیں جو وہ سب ہیں خوار

اُنسے ہی تازہ ہدایت کا شجر
اُنسے بدعت کا نہیں باقی اثر
چار یہ ایوان دین کے ہیں ستون
وصف اُنکا کیا کہاں تک میں کہوں

مشعل آنہا مضئ الی الاباد
رحمت حق باد تا یوم المعاد

مناجات مؤلف بدرگاہ باری بکمال تضرع و زاری

ساقیا مجھ کو پلا جام صفا
تا اُٹھاؤں پیش حق دست دعا
یا الٰہی یا الٰہی یا الٰہ
بسکہ ہے سر پر مرے بار گناہ

غرق بحر معصیت ہوں سر بسر
نفس ظالم نے کیا زیر و زبر
رات دن در پیش فکر خور و نوش
کچھ نہیں ہے کیا عقبی کا ہوش

بیس میں غافل تھا تیس اور چالیس میں
پھر ہی غفلت کا ہوں ساٹھ میں
پردۂ غفلت اُٹھا اے کبریا
تا ترا دیکھوں جمال با صفا

بخشدے میرے گنہ پروردگار
تو بڑا غفار ہی آمرزگار
بحر رحمت ہی خدا تیرا عمیق
گو کہ ہم ہیں قعر عصیاں میں غریق

ریگ سے زائد ہماری ہی خطا
پر ہی تیرا بحر رحمت کا بڑا
موج مارے وہ اگر غفران کا
دور ہو سب میل خس عصیان کا

دامن امید میرا بھر الٰہ
ہی صدف خالی تو پر دُر کر الٰہ
مجھ کو دے توفیق طاعت یا الٰہ
تا نہ سر زد مجھ سے ہو تیرا گناہ

میرے جرم ناسزا سے در گذر
مجھ کو دے توفیق توبہ سر بسر
دل میں ہو نور تجلی کا ظہور
ہو مرے الفت کا آنکھوں میں سرور

نفس امارہ ہی ناکارہ شریر
اژدہا خونخوار مکارہ شریر
ایک عالم کو لیا اُسنے نگل
پھر بجاتا ہی شکم مثل دُہل

عالمی را لقمہ کرد و در کشید
معدہ اش نعرہ زنان ہل من مزید
پیٹ اس مردود کا بھرتا نہیں
تا نہ ہو تیری مدد مرتا نہیں

فضل کا اپنے عنایت کر عصا
تا کروں میں مار کر اسکو صفا
چھوڑ کر دستار تسبیح ریا
یاد تیری میں کروں اے ذوالعلا

دل سے میں تیرا کروں ذکر جلی
دیکھ کر گل دل سے جاوے بیکلی
معرفت کا دل میں بھر جاوے سرور
زال دنیا سے رہوں میں دور دور

بیسوا غدار مکارہ ہے یہ
ایک ناہنجار عیارہ ہی یہ

ایک عالم کو فریب اسنے دیا
ساتھ مین اسنے وفا کس کے کیا

مجھ کو لے اس سے بچا رب غفور
وہ رہین ہمین کہ ہین اہل غرور

کر عطا ای رب مجھے رزق حلال
اپنے لطف و فضل سے ای ذوالجلال

روز و شب ہی پیش روزی کی تلاش
مانع طاعت ہے افکار معاش

بخشدے اسکے کوئی ایسے علاج
تا کہ حاصل خود بخود ہو احتیاج

عرض کی تجھ سے ای فریادرس
داد دے میری کہ تو ہی دادرس

جز ترے کس سے کرون فریاد مین
چاہتا ہون اپنی تجھسے داد مین

عاجزی پر کر مری یارب نظر
تو مرا فریادرس ہے دادگر

شر اخوان الشیاطین سے بچا
ای مرے فریادرس رب العلا

جب تلک باقی رہے یہ زندگی
مین کرون تیری خدایا بندگی

کوئی کامل کی ملے صحبت مجھے
تا ہو تیرے وصل کی رغبت مجھے

پیر کامل کا نشان مجھ کو بتا
تا ہو اسکے فیض سے میرا بھلا

سید اشرف سا کہان ملتا ہے پیر
جو کہ رہتا ہی ہمیشہ دستگیر

سیا اشرف کدورت دھوئیے
جملہ مذمومہ خصائل کھوئیے

دین و دنیا مین ہون مین شاد و شاد
ہو نہ کوئی فکر جز فکر معاد

یا الٰہی کر عطا خلق عظیم
عاجزی و انکساری یا کریم

بندگی تیری کرون ہو کر رجوع
با خضوع خاطر و قلب خشوع

نیک مردونکی دکھادے مجھ کو راہ
تا بوجہ نیک ہو میرا نباہ

نور سے سینہ مرا پُر نور کر
دل سے میرے فکر دنیا دور کر

ہون نہایت مین گرفتار بدی
یہان تلک ہی منفعل تیرہ صدی

کام اپنا جو ہی بد اسلوب ہے
ایسے مرنے سے تو مرنا خوب ہے

صرف عمرم شد بہ بحث نحو و صرف
از اصول عشق خوانم یک دو حرف

عارفونکے رمز سے آگاہ کر
اپنے در و خشت مین ہم کو شاہ کر

تجھ کو آگاہی ہے سب احوال سے
راز دل سے لو سب اقوال سے

تیرے غصے کے نہین قابل ہون مین
تیری خفگی کا نہین حامل ہون مین

عاجزی سے کر رہا ہون گفتگو
ہے فقط مد نظر لاتقنطو

اب مری حاجت روائی کر خدا
جلد یہ مشکل کشائی کر خدا

مین ترے در کا گدا ہون بینوا
جلد کر میری خدا حاجت روا

دوستونکو رکھ ہمارے شاد شاد
خانۂ آنہا ہمہ آباد باد

دشمنونکو جلد کر خانہ خراب
صورت برگ خزان مثل حباب

جو ہوا اس نظم کا باعث الٰہ
اسکو رکھ روشن مثال مہر و ماہ

گردش افلاک سے محفوظ رکھ
اسکے دل کو ہر طرح محظوظ رکھ

ہو نہ کچھ آزار اسکو یا الٰہ
حفظ مین اپنی تو رکھ اسکو نگاہ

نیک طینت وہ عزیز از جان ہے
وہ عزیز اشرف تصوف دان ہے

دور کر اسکا جو کچھ آزار ہو
شافی برحق نہ وہ بیمار ہو

ہر طرح سے رکھ تو اسکو شادکام
رکھ کرم سے آباد تا یوم القیام

اسکو اپنا مومن کامل بنا
خانۂ انوار اسکا دل بنا

بحر وحدت مین وہ کر جائے عبور
در مکنون معانی ہو ظہور

ہے صدف مین دھر کے در یتیم
اسکو رکھ با آبرو رب الکریم

عازم امر صلاحیت ہے وہ
ہر طرح سے حسن النیت ہے وہ

کیجیو محسود ہم دونون کو تو
پر نہ حاسد کیجیو یارب کبھو

عجز سے کرتا ہوں میں التجا
کہ مری مقبول یارب یہ دعا

اپنے لطف و فضل سے اے ذوالمنن
پُر اثر کر دے تو یہ میرا سخن

تا کہ کھل جاوے در مقصد تمام
از طفیل حضرت خیر الانام

از طفیل آل و اصحاب رسول
کر خدایا یہ دعا میری قبول

از طفیل حضرت پیران چشت
از طفیل جملہ مردان بہشت

یہ دعائیں کر خدایا مستجاب
عرض ہے تجھ سے یہی با چشم پر آب

سبب تالیف این اوراق منظوم بہ تکلیف اصحاب علوم

ساقیا مجھ کو پلا گلگوں شراب
تا لکھوں میں موجب نظم کتاب

اب سنو اے دوستو یہ داستان
حال کچھ کرتا ہوں میں اپنا بیان

نقد حال خویش اگرچہ ہے بہم
ہم ز دنیا ہم بعقبیٰ بے خبر ہم

اس چمن میں میں ہوا جب نونہال
ہوگیا ایام طفلی کو زوال

علم سے میں نے نہ کچھ تحصیل کی
ہر طرح اوقات کی تذلیل کی

ہوش جب آیا مجھے بیہوش ہم
دیکھ کر دل میں اٹھا جوش الم

پھر دفع غم کیا گلگشت باغ
اور بھی گل نے دیا لالے کے داغ

دیکھ کر شمشاد ناشادی ہی کی
سرو قامت سے نہ آزادی ہی کی

دیکھ گل پیدا ہوئی اک بیکلی
دیکھ کر غنچہ کھلا سوز دلی

ہائے ضائع میں نے کی اوقات کیں
خاکبازی میں سبھی ہیہات کیں

کیا ہوا ہیہات جو ہیہات کے
روز کب آتے ہیں پھر وہ ہاتھ کے

ہاتھ مل مل کر لگا کرنے ملال
آگیا مجھ خواب میں اسکا خیال

پنبہ غفلت لیے سویا بہت
عالم ناسوت میں رویا بہت

چاہیے علم و ہنر کی گفتگو
جستجو کر جستجو کر جستجو

گو نہ تو عالم نہ کچھ ہے اہل فن
پر گدا ایسا نہیں جو شاہ سخن

کچھ نہ تھا مجھ کو خیال اجتہاد
رکھ بزرگوں سے تو اپنا اعتقاد

دیکھ تو انکی کتابوں کو بغور
کچھ مزہ پاویگا انسے اور اور

اصل میں سے ہوگی آگاہی تجھے
ہوگی فی الدارین بہ شاہی تجھے

خاطر موزوں سے تب آیا خیال
کچھ سخن کا کیجیے اب اشتغال

اپنی استعداد سے ہو کر خجل
مشورہ کرتا رہا اپنے بدل

کوئی استاد سخن پایا نہیں
اور بھی خاطر ہوئی اندوہگیں

ہو نبی بخش آج جسکا نیکنام
کچھ دنوں تک میں تھا اُنسے ہمکلام

کچھ سنا اور کچھ سنایا بیت چند
ہمکو اس فن کی ہوئی خواہش بلند

دل مرا اُنسے بہت مانوس ہے
عہد کا اپنے وہ جالینوس ہے

ساکن ٹانڈہ ہے وہ نیکو صفات
بات ہے جسکی کہ ہے شیریں نبات

شوق موزونی مجھے وافر ہوا
عقل کامل بھی ہوئی کچھ رہنما

رہنما ہو کر مرا ذہن سلیم
بحر موزوں سے لیے در یتیم

گو کہ میں اپنے سخن سے تھا خفیف
دیکھ کر بولے عزیزان شریف

داستاں اپنی نہ کر طول طویل
جد امجد کا تو کر ذکر جمیل

تا سمجھو انکو یوں دیا میں نے جواب
تا سمجھو دشوار ہے نظم کتاب

گو ہوئے اس بات کو چندیں برس
مجھ کو رہتا تھا تردد پیش و پس

کس طرح اسکا کروں میں انتظام
واقعی دشوار ہے نظم کلام

منشورہ مجھ کو نہیں اُستاد سے — منفعل ہوں اپنی استعداد سے
ہاتف غیبی نے یوں کھولی گرہ — کچھ کیا کر کار رہ بیکار رہ

ہاتف غیبی سے یہ سن کر سخن — ہو گیا تازہ مرا ہوش کہن
یوں ہوا ناگاہ سامان سخن — ہے عزیز اشرف عزیز اہل فن

علم کی تحصیل کا تھا اسکو ہوش — کچھ دنوں تک رہ گیا خانہ بدوش
شرح جامی تک کیا تحصیل جب — علم منطق کا ہوا مرغوب تب

کچھ وہ قوت گئی ہوا تھا ناگہاں — ہو گیا بیماریوں سے ناتواں
آخرش چلہ کیا درگاہ میں — جد امجد کے پھر آیا راہ میں

بعد صحت کے کیا حاصل علوم — تکملہ کامل کیا علم رسوم
ہو گیا تھا وہ بڑا با اعتقاد — جس طرح وہاں بیان نامراد

اولیا و نسبے بھی کچھ اعراض تھا — جد امجد سے بھی اک اغماض تھا
ایسی حضرت کی ہوئی اسکو کشش — مٹ گئی وہابیت کی سب خلش

تب لطائف اشرفی لیکر شتاب — کر لیا کچھ حال حضرت انتخاب
لکھ لیا احوال کچھ مرآت سے — چن کیا کچھ حال مکتوبات سے

فارسی میں خوب تھا ری وہ کی — مجھ کو پھر نظم پر ترغیب دی
کیجیے اردو میں اسکو مثنوی — ہے یقیں ہو گی نوادر سے اچھی

یوں کہا ہے یہ کہ سن اے باتمیز — مجھ کو یہ قوت کہاں ہے اے عزیز
مجھ کو استعداد ہے اتنی کہاں — جو کروں دریا کو کوزہ میں نہاں

ہوئے ہوگی نیک یا تحریر بد — ہم کو وہ ہو گا کلام مستند
ہم کو اپنے کام سے درکار ہے — شاعری کا اس میں کیا اظہار ہے

گو کہ میں کرتا گیا اس میں درنگ — قافیہ پھر آ گیا واللہ تنگ
مثل سایہ وہ مرے ہمراہ تھا — اشہب خامہ بجولان گاہ تھا

صفحۂ خاطر اس پر یا بنگ و تاؤ — طبع کا گلگوں ہوا انشاط آؤ
فضل خالق پر رکھی میں نے نظر — باندھ لی اس عزم میں کیسے کمر

جس گھڑی میرے قلم میں قوت لگا — لگ گیا غل المدد رب العلا
رکھ لطائف اشرفی پیش نظر — نظم میں کرنے لگا یہ نظم تر

سید اشرف کا حال منتخب — ہے رقم اسمیں لطائف سے وہ سب
جسکو آیا ہے جہانگیری لقب — ہے لطائف کی رقم کا یہ سبب

ذکر میں جسکے ہے رحمت کا نزول — کیا عجب ہو مدعا میرا قبول
ابتدا سے مجھ کو تھا شوق سفر — ہر گل و بلبل پہ کرتا تھا نظر

پیر میرے معتقد آتے تھے پاس — اسطرح کہتے تھے سب کر التماس
ہم کو یا حضرت ہدایت کیجیے — کچھ لطائف سے حکایت کیجیے

کیجیے منظوم صاحب کا کلام — کیونکہ ہیں ہم لوگ ناواقف تمام
جو کہ ہے معلوم وہ کہتا تھا میں — کہتے سب خاموش پھر رہتا تھا میں

ہے جو قاضی ردولی نیک نام — متصل باندہ کے ہے جسکا مقام
ہے نہایت نیک خو سرور غلام — ہے مگر مقلوب یہ نام کرام

ہے وہ غلام انبیا بھی خوش نہاد — دونوں بھائی کا ہے کامل اعتقاد
اک صدف سے دونوں گوہر ہیں تمام — دونوں سرور انبیا کے ہیں غلام

حق تعالیٰ رکھے انکو ہمیشہ شاد کام — دولت ایمان سے تا یوم القیام
یا خدا انکو سدا آباد رکھ — نعمت دارین سے دل شاد رکھ

انکی آل اولاد تا روز معاد — خوش رہیں دارین میں رب العباد
انکو دنیا کا نہ کچھ پہنچے گزند — عمر و دولت سے رکھ انکو سود مند

دونوں بھائی نے کہا مجھسے کہ پیر
شوق ہے ہمکو لطائف کا کثیر

کیوں لطائف ساتھ ہیں لاتے نہیں
ہمسے وہ اسرار فرماتے نہیں

یوں کہا میں نے نہیں لایا ہوں اب
خیر لاؤنگا اگر چاہیگا رب

راز سے اسکے کرونگا میں خبر
تا کہ دیکھو وہ میں رنگ دگر

لاؤ ایمان اسکے مرقومات پر
دو فنون سے تا بچو با یکدگر

اپنے دل میں ہم ہوے اندیشہ ناز
مندرج اس میں ہے احوال راز

گو ہیں الفاظ عربی و فارسی
پر لغات اسکے بھی ہیں اشعار بھی

نارسائی ہوگی میرے غور کو
کیا بھلا سمجھاؤنگا میں اور کو

علم کل اسکے لیے درکار ہے
ترجمہ کرنا بہت دشوار ہے

ماسوا اسکے کہاں فرصت مجھے
دشمنوں کے پیچ سے مہلت مجھے

خاتمہ کو بھی نہ پہونچا انتخاب
نظم ہوئی کس طرح ساری کتاب

مختصر میں نے یہی تحریر کی
بات ہے جو کچھ شہ توقیر کی

اسلیے دقت ہے کی ہے اختیار
تا رہے دنیا میں میری یادگار

اسکے باعث جب کرون عقبی کی سیر
خاتمہ اسوقت ہو میرا بخیر

جسکو ہو سب علم میں کامل شعور
وہ لطائف اشرفی دیکھے ضرور

ہو گئے سب کشوف جو الہام
نیک و بد معلوم ہو ویگا تمام

صاف دیکھیگا صراط المستقیم
دور بھاگے اس سے شیطان رجیم

وہ لطائف اک یم ذخار ہے
اس میں اکثر گوہر اسرار ہے

عالموں کو چاہیے ایسی کتاب
ہو بڑا دنیا میں اسدم انقلاب

دین میں ڈالا ہے جنھوں نے فساد
ہو گئے حضرت سے خود بد اعتقاد

پڑ گیا ہے اختلاف ہر اصول
پڑھ کے منطق خود کیے تفسیر و اول

انکے دل میں جب پیمبر ہی نہیں
رہنما کوئی نہیں رہبر نہیں

پڑ گیا ہے کیا زمانہ میں خلل
آ گئے ہیں انصار و جاہل کل

اب لطائف چاہیے رکھنا نگاہ
تا بچا ہیں بھول بھٹکانے سے راہ

فتنہ و جال سے جاؤ گے بچ
جو کہ میں کہتا ہوں جانو اسکو سچ

کہدیے یہ سب نصائح کے کلام
آگئے اب ماقل و ما دل والسلام

در فشان خامہ یہ تھا قرطاس پر
آ گیا اک شخص اسمیں نامور

موشگاف تیز راہی اسکا فہم
قدردان با ہنر اہل علوم

ہے تعلقدار وہ مرد سلیم
خوب واقف انسے ہیں عبدالکریم

سید اشرف کا ہے وہ معتقد
ذی ہمم نیکو شیم اور معتمد

ہے جو وقت نام کی توضیح میں
اسلیے لکھتا ہوں میں توشیح میں

نامور نام آور و نامی ندیم
ثانی حاتم ثنا خوان کریم

اسکی ہمت اور شجاعت ہے عیاں
رعب میں ایسا ہی جیسے شیر خاں

عابد معبود رہتا ہے مدام
لب پہ ہے تسبیح جاری صبح شام

یادگار دہر ہو با اعتقاد
نیک خلق و خوش مزاج و خوش نہاد

اولیا و انسے نہایت ہے انیس
نصرت فتح و ظفر کا ہے رئیس

عارضہ اسکے بھتیجے کو ہوا
لائے اسکو گھر سے یاں بہر شفا

ایسی حضرت کی ہوئی اسپر مدد
عارضہ اسکا ہوا اکبار رد

ہو گئی امداد غیبی سے شفا
ہو گئے بیمار ہی وہ دریائے وفا

جو لکھا تھا میں نے وہ سنکر کلام
یوں ہوے گویا کہ اے مرد کرام

لکھیے اس مثنوی کو جب تمام
پہلے مجھکو دیجیے گا لا کلام

اسکو چھپوا دونگا میں بیشک ضرور
ہے یہ پاکیزہ مضامین [illegible]

یہ گذارش ہے مگر شاہ شریف / کہیے منظوم اسرار لطیف
تا ہو لوگوں کو لطائف کی تلاش / ہاتھ آوے تا شریعت کا معاش
تا شریعت سے رہیں اخلاص دور / اہل شر سے تا بچیں مردم ضرور
بات شیریں یہ ہوئی دلکو پسند / کر دیا ملفوف کاغذ میں یہ قند
یعنی ہم کرنے لگے نظم کلام / تاکہ ہو یہ مثنوی جلدی تمام
خاطر احباب تا خوشنود ہو / تا دعا میرے لیے افزود ہو
جو پسندیدہ ہو میرا قاعدہ / مجھ کو پہونچاؤ دعا سے فائدہ
تاکہ ہو آسان ہی مشکل تمام / رحمت حق کے ہو شامل تمام
ہے سخن ور سے یہی میری التجا / اس سخن ناقص میں جو دیکھیں خطا
عیب پوشیدہ رکھیں اصلاح دیں / حرف حرف تو نہیں وہ میرے رہیں
چل سمند خامہ بسر قدم / مختصر حال پدر بھی کر رقم
ساقیا مجھ کو پلا جام لبین / رو رہا ہے اندرون طفل سخن
وہ اب آئے ہاے اہل احتشام / نام تھا جسکا تقی الدین عالم
آپکو طفلی سے تھا جذب خدا / عشق کا لیتے تھے ہاتف سے مزا
حیا بہ حق تھا نہایت رہم / رحم فرماتے تھے مار و مور پہ

حکایت

یوں روایت کرتے ہیں اکثر ثقات / نحو سے دیکھو نوا ذی صفات
عہد شاہی میں کوئی ناظم بڑا / فوج لیکر آ کے بسکھاری پڑا
کوئی تھا ہمراہ اسکے فلسفی / تھا سفر زادہ صاحب وہ غنی
ساتھ لیکر کچھ پیادہ کچھ سوار / وہ گیا درگاہ عالی ایکبار
زیر و بالا پیش و پس کر کے نظر / تھے جہاں بیٹھے وہاں آیا بشر
سجادہ و علم بیٹھے ہوئے تھے یکہ / فلسفی بھی آ کے پہونچا جلد تر
والدین و جد و عم کے پا کہ / مغفرت کر مغفرت کر سب گناہ
یعنی اشرف جنکا بیٹے نام ہے / خانقاہ میں جسکا کہ رضوان امام ہے
فلسفی نے کی ملاقات حضور / پھر سے وہ بولا براہ غرور
آپکے بیٹھے ہوئے ہیں جو پسر / علم منطق سے بھی واقف ہیں مگر
یا نہیں اسکو پڑھایا آپنے / بولے کیا کیا سکھایا آپنے
آپ ہیں فی علم سجادہ نشین / تا ایک درگاہ با شوکت زمین
کچھ نہ فرمایا زبان سے تھا ہو / بولے خود حضرت کے سن لی گفتگو
علم منطق کا نہیں ہے پڑھا / سو لوگوں کا شعر سنا کے پڑھا
علم دین فقہ سنت تفسیر حدیث / ہر کہ خواند غیر ازین گردد خبیث
فلسفی سن کر ہوا پر غضب / اور بولا ان بیان پہ یہ سبب
آپ نے چاہا کہ یہ اغیار ہو / فلسفہ و پا بیعہ عیار ہے
سنکے کہیکا جواب تا حضور آپ / کو دکر اسکو لیا حضرت نے داب
باز لیوے جس طرح تیر و تیغ / اسکو نہیں کیا فوج فوج
زرگانی اسکے ہوئے چون زرد رو / تن بھی نیلا ازو فوج ہے کو
روک دالیے اور حضرت آتے تھے کہ / چھوڑ دو بادشاہ چھوڑ دو الٰہی
فوج ہی نزدیک ناظم کی پڑی / آپکو تکلیف پہونچیگی کڑی

فلسفی ناظم سے ہوگا دادخواہ
جبکہ بیٹھے فلسفی کو چھوڑکر
بولے تو رکھتا نہیں اپنی خبر
یہ سخن کیا تھا کہ تھا تیر قضا
ہوگیا ناظم گرفتار سپاہ
بے ادب تنہا نہ خود را داشت بد
جس طرح کشتی پہ ہوں مردم کثیر
شیخ عالم کا پلیسر ہی مقام
ہوگیا اس غم سے کاہیدہ ہلال
رات کو کرکے ستاروں پر نظر
ہندسہ اور کیا رمل کیا فال سے
پڑگئی جب اس کی صورت پر نظر
جبکہ پہونچا تو رہا با جلوہ گر
دمدمہ پر آپ تھے رونق فروز
یوں کہا بیٹے کہ ہوں نہیں بے چراغ
غم نہ کھا اسکا مگر اسکے علاج
یہ بشارت پاکے میں یہی ہوا
جو کہ فرمایا ملا اسکا ثمر
اولیا را ہست قدرت از اله
ایسے عاشق تھے مزار پاک کے
یاد آئی اس جگہ اطہر کی بات

تنگ حضرت کو کریگا روسیاہ
فلسفی کہنے لگا منہ موڑکر
یہ خیال خام دل سے دور کر
پڑگئی ناظم کے زنجیر قضا
فلسفی بھاگا بہت ہوکر تباہ
بلکہ آتش در ہمہ آفاق زد
ایک ہو نہیں اگر کوئی شریر
حال اپنا وہ لگا کہنے تمام
کار دنیا مجھپہ تھا گویا نکال
گاہ کہتا تھا نجومی وہ خبیر
کیا نجومی ہی ہمیں رمال سے
کچھ نہ سوجھا مجھ کو کار و بار گھر
ابتلک وہ مشکل ہی زیر نظر
گر پڑا زیر قدم جاکر بسور
آپ جو چاہیں تو مٹتا ہی داغ
جلد بر آویگی تیری احتیاج
فرط خوشنودی سے وہ رنگا ہی چلا
بعد نہ مہ جنے سے ہر پسر
تیر جستہ باز گرداند ز راہ
نور چشم صاحب لولاک کے
اسطرح کہنے لگا وہ نیک ذات

تھا وہی حضرت کا ایام شباب
تیرے بسکھاری کو لٹواتا ہوں آج
کچھ نہیں ہونیکا جو تجھکو ہے لاگ
حکم آیا لکھنؤ سے شاہ کا
مولوی کا سن کلام دلپذیر
بے ادب تنہا نہیں ہوتا خراب
ساتھ اسکے سب کے جاتے ہیں ڈوب
مدتوں تک لاولد پر غم رہا
دیکھتا تھا گاہ اسکو فال سے
گاہ بستر پر پڑا سوتا رہا
یہ نہیں عقدہ کسی سے حل ہوا
آخرش گھر سے نکل درگاہ کو
سید اشرف کے سجادہ نشین
بولے ہاں کہا سال یہ پہونچ گیا
سنکے فرمایا کہ جا اے بیقرار
صبر کر جلدی نہ کر جا اپنے گھر
تھا تصرف آپکا کیا کاملہ
مولوی کا سن کلام ایسا کہا
گاہ سالک تھے گہے مجذوب تھے
نام جسکا ہو چکا [illegible]
آپ آئے گھر [illegible]

اوج پر تھا آفتاب انجذاب
کہکے ناظم سے ابھی بد مزاج
تو ابھی جاتا ہے بسکھاری سے بھاگ
افسروں کے نام عالیجاہ کا
مثنوی میں لکھ گیا ہے وہ امیر
اور لوگوں پر بھی لاتا ہے عذاب
صحبت بد کی ہے [illegible] خوب
گل چراغ خانہ عالم رہا
گاہ کہتا تھا کسی رمال سے
منہ لپیٹے گاہ میں روتا رہا
کل نہیں دل کو ہوئی بیکل ہوا
میں چلا ہمراہ لیکر آہ کو
مقتدا و بادشاہ عارفین
کون تو ہے کہہ یہ کیا ہو ماجرا
تیرے ہونگے تین لڑکے [illegible]
مانگو جو حق سے دعا [illegible]
ہوگئی [illegible] آگے [illegible]
مثنوی میں اسطرح وہ لکھ گیا
ہر طرح اللہ کے محبوب تھے
[illegible]
[illegible]

وقت کھانے کا جب آیا عنقریب
پیچھے پیچھے آدمی لوٹا لیے
تین منزل ہے مسافت راہ کی
تین منزل کی مسافت دور راہ
راہ میں پایا نہ تھا درگاہ میں
آگیا تھا یار کا مجھ کو خیال
کوئی صدمہ بھی نہ پہونچا راہ کا
نام حاتم کا کیا حضرت نے طی
ایک حضرت کا سنو اب حال جود
وہ لگا گانے بالحان طرب
نقد زر پوشاک و ملبوس بدن
جب نہ باقی رہ گئی کچھ پاس چیز
لیکے کملی آپ نے دستار کو
ایک تہمد پہنے رہتے تھے فقط
صید کا گاہے اگر آیا خیال
ایکدن کا ذکر ہے اے ہوشیار
اک ہرن آیا نظر اثنائے راہ
یا صندوق بھی وہ پُر ذہب
تھا اُسکا گیا افلاس رم
ہے یہ سیم ہے یہ ہی حال
اور یہ اعجاز تھا

سو گئے ہم لوگ کے جاگے نصیب
ساتھ تھا اک ہاتھ میں سوٹا لیے
میرے مسکن سے وہاں درگاہ کی
طے کیا اک پل میں اُسکو واہ واہ
کوئی متنفس نہ تھا ہمراہ میں
سید اشرف کا نظر آیا جمال
یہ تصور تھا بندھا درگاہ کا
ذکر حاتم کا بیان بیکار ہے
ذکر اسکا بعد اسمین ہے نمود
حال جو آیا ہوا حالی تعب
فرش و قالین و دری ہم پیرہن
تاج سر سے پاؤں کی نعلین نیز
بخشدی اُس صاحب ستار کو
جانتے تھے اُسکو بھی غلطا غلط
صید خود آکر ہوا نخچیر جال
آپ اچھتے کو چلے بہر شکار
پڑ گئی جسکو بہلیا کی نگاہ
کچھ نہ چھوڑا آپنے جز یاد رب
ہاتھ آیا اُسکو گویا جام جم
یہ عطا ہے یہ سخا ہے یہ نوال
سید اشرف کا نمایاں راز تھا

یعنی حضرت ہیں رفع احتیاج
روضۂ اشرف کا جو آیا خیال
وقت مغرب چھوڑکر آپ نے طعام
پھر نہیں جانا کسی نے کب گئے
یوں لگے کہنے مریدوں سے کلام
یہ نہیں معلوم کب آیا ہوں میں
اب سخاوت کا بیان کرتا ہوں میں
ہے تفاوت کفر اور اسلام کا
ایکدن مجلس ہوئی وان پر کہیں
آگئے حضرت فنا فی اللہ میں
وجد میں دینے لگے قوال کو
تھے عزیز و کیں کوئی حضرت کے ایک
پو نہیں رکھتے تھے دنیا کا لباس
کچھ نہ رکھتے تھے بجز یاد اللہ
دام میں وہم کے پھنسایا آپنے
تھا مگر جسکو بہلیا ساتھ میں
اُسکو مارا دیکھ کر بندوق سے
اُس بہلیے نے کہا ہے رام رام
یہ سخاوت یہ ہے بخشش یہ ہی جود
یاں دھر سائل پکارا دیجیے
وہ مطاعت میں تھا ہر برنا و پیر

اُٹھکے بستر سے چلے خوش خوش مزاج
پھینک کے لوٹا چلے پھر جلد چال
صبحدم درگاہ فرمایا مقام
گو عقب میں پہنچے سبکے سب گئے
کس لیے حیران بیٹھا ہو نیکنام
یا کسی کو ساتھ بھی لایا ہوں میں
حال حاتم کا عیان کرتا ہوں میں
وہ فقط حاتم تھا اپنے نام کا
تھا کوئی قوال خوش آواز میں
کچھ نہ چھوڑا ماسوا کی چاہ میں
حال میں ظاہر کیے احوال کو
سامنے بیٹھے ہوئے تھے مرد نیک
بخشدیتے تھے جو کچھ آتا تھا پاس
کار دنیا سے نہ تھا فہما کی چاہ
چشم آہو کو دکھایا آپ نے
تھا لیے بندوق اپنے ہاتھ میں
ہوکے خوش دینے لگے صندوق سے
واہ کیا بخشش ہے کیا ہی فیض عام
اسکو کہتے ہیں سخی مرد ودود
وان دھر حاجت ہوئی لیجیے
کیا نیاری کیا تیاری سب اسیر

جسنے سر پھیرا تو وہ سر ہوگیا / جسنے منھ پھیرا تو منھ بر ہوگیا
جسنے طاعت سے کیا پیچھے قدم / صورت شاخ قدم پایا قلم

جسنے تن اپنا دکھایا نکلے بس / جھک گیا وہ تن کمان بن نکلے بس
جو کڑا آیا فقیرا کی طرح / ہوگیا وہ نرم کھیرا کی طرح

جسکو فرمایا نکل نکلا وہ تیز / پھر نہیں پائی کہیں جائے گریز
کیا محا اور کیا خادم فقیر / قوم کیا اور کیا مسافر کیا شریر

کانپتے تھے نام سنکر مثل بید / دھوکے پلہ مین دکھاتے تھے سفید
حال یہ تھا قال یہ تھا جلال / مختصر آگے ہے حال انتقال

بیان وفات

پشت تھی یا تختہ صندل تھا صاف / آبلہ ظاہر ہوا اسپر خلاف
بولے یہ پھنسی ہے پیغام اجل / پھر یہ دکھلایا اجل نے اب نکل

روز ہو جو داجل آیا قریب / اب طلب کرتا ہے خود مجکو حبیب
سارے احباب اقارب ہیں بحال / دیکھنے کو آئے سب نیکو خصال

رخصتی کا آپ کرتے تھے کلام / دوستوں سے اور عزیزوں سے تمام
آگیا حسب طلب جراح بھی / دیکھ کر اسکی اڑی ارواح بھی

آخرش نشتر لگایا ایک بار / ہوگیا نشتر رگ شریان کے پار
ٹوٹ کر پھوڑا ہوا وہ غار سا / زخم خندان سے ہنسا وہ یار سا

زخم کاری پر لگا گویا نمک / وہ نہ پھر اچھا ہوا رحلت تلک
بولے لوگو اب ہے غالب شوق دید / آہ تم لوگو سے ہوتا ہون بعید

خاطر وسے جائیو مجھکو نہ بھول / گل گلو نکو دیکھ کر جانا نہ بھول
فاتحہ مین یاد ہم کو کیجیو / ہم کو بخشش کی دعائین دیجیو

پھر منگا کر آپ قرآن شریف / پڑھکے با اوراد معمولی ضعیف
کلمہ طیب لگے پڑھنے تمام / بولے عزرائیل سے پھر یہ کلام

آکے عزرائیل اپنا کام کر / اپنے لطف و فضل سے اکرام کر
قبض وہ کرنے لگے روح شریف / خلد مین لیکر گئے جان لطیف

منتظر ہین جملہ حوران بہشت / در پہ رضوان تھا کھڑا انکو سرشت
جان گئی تن سے نکل خلد برین / رہگیا باقی بدن اندر زمین

چھپ گیا زیر زمین بدر کمال / روز روشن مین پڑا یہ اختلال
انکو رکھ فردوس مین اے رب الٰہ / بارش رحمت سے دھوئیے کہ گناہ

ہے دعا تجھسے یہ رب مشرقین / بخشدے یا رب ہمارے والدین

مذمت دنیاے غدار و بے ثباتی حیات ناپائدار

ساقیا مجھکو پلا تیار مل / ہے چمن مین ہمقرین خار گل
کیا ہے دنیا اک سراے بے ثبات / نقش ہے موہوم یہ نقش حیات

یکدم دم کی نہین امید ہے / کون آدم رہگیا جاوید ہے
کوئی آدم ہے عدم جسکو نہین / کون عالم ہے کہ لم جسکو نہین

فرق کیا ہے در حیات و در حیات
ایک دو نقطہ کی اسکی کائنات

زیست دو روزہ محض ہی مستعار
بندگی کر بندگی کر بار بار

زال دنیا ہے یہ مکارہ بڑی
بیسوا غدار عیارہ بڑی

ایک عالم کو دغا دی اسنے آہ
ساتھ میں کسکے وفا کی اسنے آہ

خوب دانہ پر بچھاتی ہے یہ دام
دل پھنسا لیتی ہے دم دیکر تمام

دیکھ کر دانہ نہ ناداں ہو جیو
بچکے پوشیدہ وہ غلطاں ہو جیو

ہے ملمع اسکا رنگ خط و خال
ہے سویدا دل کا وہ اسکو نکال

زلف پیچیدہ ہی پیچیدہ بلا
مو بمو گویا ہے ژولیدہ بلا

اسکی باتیں ہیں نہ دو انگشت تم
مار ہے مار و نہایت چپ تم

نام کالے کا نہ لینا زینہار
یہ بڑا کالا بڑا کالا ہے یار

من پہ اسکے جانا ہائے کسطرح
لوٹتا ہے کیوں تو کالے کیطرح

چھوڑ اپنے من کو من ہے خوار خوار
چاہتا ہے من تو پہلے مار مار

اژدہا ہے اسکے دم میں تو نہ آ
سونگھنے تو کاکل مشکیں نہ جا

کیچلی عصیاں کی دے تو صاف چھوڑ
چوب لا کر سر تو ہر ناگن کا توڑ

ایکدن آخر کو ڈس کھائیگی یہ
کوئی منتر سے نہ باز آئیگی یہ

ہست دنیا پیرزال پر فریب
میکند مرد جوانرا ناشکیب

حسن پر ہیں اسکے مغرور لوگ
عاقبت کا کچھ نہیں انکو ہے سوگ

ہو جہاں کچھ تذکرہ ایمان کا باب
کچھ بیاں تفسیر یا قرآن کا باب

بھاگ جائیگی وہ زنجیریں تڑا
اس جنوں گویا آہی تو چھڑا

غیر کی باتیں تو لیں پگڑی اتار
ایک قصہ پر کریں دستار تار

قبر لیگی ایکدن آخر لپیٹ
ہو گا یہ معلوم سب جھلیا جھپیٹ

دیکھیے دولت ہی دولت کے سوا
کچھ نہیں ہوتا بر آمد مدعا

نیک و بد اعمال اپنے دیکھنگے ساتھ تم
پھر وہاں مل مل کے رہ جائینگے ہاتھ تم

کیا غرض دنیا نے کی ہے کور کر
روز و شب آتی برابر ہے نظر

مال نے اتنا بنایا بد مآل
عاقبت گویا کیا ہے پائمال

جانتے ہیں ہم کو ابدی ہے حیات
ہم بھلا دیکھینگے کب دیوے ممات

آ گئی ہے موت کو گویا کہ موت
ہم کہاں وہم و گماں میں خوف فوت

آکے عزرائیل ہونگے جب کھڑے
بھول جائینگے سخن یہ سب کڑے

اور کہینگے ہائے آفت آ گئی
ہائے یہ کیسی قیامت آ گئی

کچھ نہ کی نیکی کہ اب آوے وہ کام
تھا گمان باطل خیال و وہم خام

یہ نصیحت یاد آئیگی تجھے
ٹھیک تھا جو کچھ وہ کہتا تھا مجھے

دیگراں را نصیحت می کنی
چوں نہ خود را خود نصیحت میکنی

جبکہ کہتا ہے ادھر تکبیر تو
سوچتا ہے دل میں سو تدبیر تو

مثنوی کو تو نے دیکھا بار بار
مولوی نے کیا لکھا ہے ہوشدار

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر
ایں چنیں تسبیح کے دارد اثر

چوں شوی استادہ از بہر نماز
دل بود در گاو خر ای حیلہ ساز

آں نماز تو شود آخر تباہ
فکر با طاہا کند رویت سیاہ

ہائے تجھ کو کچھ نہیں اسکا خیال
نفس نے تجھ پہ کیا ڈالا ہے جال

دام کے تو اول و آخر کو توڑ
اک الف اللہ کا پھندا نہ چھوڑ

تجھکو سمجھاتا ہوں ہر دم بار بار
دال دینار و درم کی میم مار

بیخبر غفلت میں ٹک سوتا ہے تو
گوہر مقصود کیوں کھوتا ہے تو

چھوڑ دنیا ہاے سلطانی پکڑ
درگہ اشرف کی دربانی پکڑ

آغاز حال منظور بارگاہ ربانی مشہور بادشاہ سمنانی مخدوم سلطانی سید اشرف جہانگیر سمنانی سامانی

ساقیا جام معانی بھر کے دے
کشف اسرار نہانی کر کے دے
سلطنت کا چاند ہونا ہی طلوع
گرمی گلگوں سے سقائی شروع

سید اشرف نام ہی جس شاہ کا
چرخ خادم جسکی ہی درگاہ کا
جسکے در پر بادشاہ خاوری
روز ہی جاروب کش یا چاکری

کیا ہی روضہ قبۂ انوار ہی
یا مشعل خانۂ اسرار ہی
ہی مزار پاک اُنکا اس طرح
سیپ میں رہتا ہی موتی جس طرح

آب گوہر سے سر والا ہوست ہی
فیض سے پُر در دل ناشتو ہی
وہ لطائف کا مصنف نیک نام
یوں بیان کرتا ہی حاجی نظام

عالموں میں وہ تھا عالم باعمل
راویوں میں ایک راوی اجل
تھا نظر میں شاہ کی منظور وہ
تھا خلیفہ شاہ کا مشہور وہ

شاہ ابراہیم تھا انجم سپاہ
خاص سمنان میں تھا اُسکا تختگاہ
عدل میں نوشیروان مملوک تھا
جاہ میں جم بھی نظر مفلوک تھا

کہاں دریا کہاں کسری سدا
یہ سمندر اور جام جم حباب
تھا صدف پُر درنگاہ چشم سے
پیکر خصمان دو پیکر خشم سے

چرخ سنکر نام خود جاتا ہی تھم
فرقدان کا فرق تھا زیر قدم
تخت پر جب قدم ہوا تھا زیب تخت
تھا جوان بارہ برس کا سلطنت

بیست و پنجم کا ہوا جب سن و سال
عقد کرنیکا ہوا اُسکو خیال
تھیں خدیجہ بیگم اک والا تبار
متقیہ صالحہ پرہیزگار

تھیں ہمیشہ قاری قرآن تھیں
عابدہ تھیں اور وہ ذیشان تھیں
روز و شب محو اوراد و نافلہ
واہ کیا تھیں پارسا کیا کاملہ

دن کو روزہ تھا تو راتوں کو قیام
یوں بسر کرتی تھیں عمر اپنی مدام
شاہ نے اُنسے کیا اپنا نکاح
یہ ملی دارین کی اُسکو فلاح

جو تقابل ہو گیا نیرین کا
حال ظاہر ہو گیا سعدین کا
تھیں وہ بیگم بیگم والا تبار
خواجہ احمد کی اولاد کبار

لڑکیاں پیدا ہوئیں دو سہ مگر
نور آنکھوں میں نہ کچھ آیا نظر
گو کہ گذرے اُسکے اوپر آٹھ سال
پر نہیں آیا نظر ماہ کمال

تھی نہایت اُسکی درویشوں پہ لَو
تھا فتیلہ نور کا اُسکے گرو
شاہ درویشوں کا تھا خدمتگذار
تا کہ ہو شاخ تمنا باردار

ماہ کامل تھا ہوا گھٹ کر سہا
تار بستر ہو گیا یہ غم سہا
ایک ابراہیم تھا ہمنام شاہ
تھا بڑا درویش مقبول اِلٰہ

شہر سمنان میں وہ خوش اسلوب تھا
اولیا تھا قطب تھا مجذوب تھا
شاہ کا بیحد تھا اُسپر اعتقاد
کیونکہ وہ مجذوب تھا نیکو نہاد

ایک دن افسوس میں تھا بادشاہ
کون ہوگا وارث تاج و کلاہ
بادشاہ و بیگم با اعتقاد
تھے مصلے پر بوقت بامداد

اس میں وہ درویش آیا ناگہاں
دیکھ کر حیران ہوا شاہ زمان
کس طرح آیا محل میں یہ فقیر
ہی عجائب ماجرا راز قدیر

جس محل کے ہون کو اک پاسبان — کس طرح ذرہ کرے جنبش وہان
نیر اعظم جہان ہو جلوہ گر — وان کنندن کا ہو گذر دشوار تر

پاسبانون سے جو پوچھا حال وہ — کس طرح آیا شکستہ بال وہ
بولے سب ہم کو نہین اسکی خبر — کس طرح آیا چلا مثل نظر

جو کہ تم لوگون کی ہو راہ چلین — وہ نہین اسکا ہو رستہ جان مین
چاہتے ہین یہ جہان کو وہ قال — راہ کر لیتے ہین اندر کوہسار

لامکان سے لیکے تا تحت الثریٰ — یہ جہان چاہین کرین سیر و فضا
راستہ انکا نہ آویگا نظر — یہ پہونچ جاوینگے وان مثل خبر

پیشوائی کر کے لایا پیشوا — تخت پر لا کر بٹھایا پیشوا
دست بستہ آپ استادہ رہا — واسطے خدمت کے آمادہ رہا

دیر تک خائف کھڑا تھا بادشاہ — اسہین کی درویش نے اوپر نگاہ
دیکھ کر بولا کہ اے شاہ سریر — کیون ادب سے ہو کھڑا پیش فقیر

ملتفت بابا ہوا ابراہیم تو — چاہتا ہے وارث دیہیم تو
قیمت اسکی ہو بڑی اے شہریار — ہوگا بیٹا انتخاب روزگار

رکھ مرے آگے ابھی شاہی ہزار — بولے بسم اللہ لے اے نامدار
جبکہ فرمایا کیا موجود وہ — دست بستہ باادب موجود وہ

بولے جو خواہش ہو انکو لیجیے — پر دوا اس درد کی کچھ کیجیے
اسطرح بولا کہ سن اے شہریار — ہونگے اس یوسف کے لاکھون خواستگار

مصر جان ہین اسکو کہیو برمحل — عین عائین کا یہ کچھ پہونچے خلل
ہی یہ نور دیدۂ یعقوب جان — اس عزیز جان کو رکھ جان مین نہان

گنج اک نایاب ہوگا یہ پسر — ہوگا مفتاح در راز بشر
خوب یہ تو نے لیا ہی جیب ہار — ہونگے جسکی سلک مین لولو ہزار

کھولکر یون صاف مہر اسخن — تخت سے اٹھ کر چلا وہ خوش چلن
بادشاہ و بیگم نیکو سیر — پیچھے اسکے یہ چلے دونون بشر

پربشارت شاد و خرم چند گام — آئے شاہ و بیگم عالی مقام
وہ لگا کہنے کہ بابا ہو بھلا — مین چلا جاتا ہون تو بھی جا چلا

تو نے پایا ہی دُر نایاب یک — جسکے حلقہ ہونگے صدہا مرد نیک
یہ بشارت دیکے وہ فرخندہ فال — کچھ دونون شہ سے رہا پوشیدہ حال

اسکی تاثیر دعا سے جلوہ گر — آگیا برج حمل مین وہ قمر
ماہ نو گذرے تو نکلا ماہ نو — بدر کامل سے بھی بڑھ کر نیر ضو

تھا عجب صبح سعادت کا ظہور — جبکہ طالع ہو گیا خورشید نور
وہ خوشا شب تاکہ اصلاح جہان — ہو گئی صبح ولادت سے عیان

دہر کے مشرق سے مہر تابدار — جبکہ نکلا سب ہوئے خورشید وار
ہو گئے مفتوح دریا سے کنوز — ہو گئے ابدال کے ظاہر رموز

دادودی جود و عطا کی شاہ نے — چاندنی کا فرش ڈالا ماہ نے
ماہ نے پھیلا کے دامان ضیا — لے کے انوار عطا کامل ہوا

لے زمین سے تا بچرخ چنبری — بن گئے ذرات زہرہ مشتری
چل گیا افلاس بھی بنکر فلوس — روم ایمان ہو گیا اور کفر روس

ہو گئے محتاج سارے تاجور — بیکسون نے باندھلی کس کے کمر
جسکو دیکھو وہ لیے جاتا ہی زر — ریگ دریا ہو گئی لعل و گہر

ایک کا سائل ہوا تو دس ملا — دس کا جو سائل ہوا وہ بس ملا
جو کوئی خواہان ہوا جس چیز کا — وُہ ملا تہذیب اور تمییز کا

ہوگئی خلق خدا آسودہ حال
ہوگئیں حاجات محتاج سوال

حاتم طائی کو وہ طے کر گیا
بخشش و جود و عطا جی کر گیا

دولت افزا ہوا درویش وہ
یوں لگا کہنے حقیقت کیش وہ

تو نے ابراہیم کیا پایا پسر
پر نہیں یہ کہتا ہوں تو اسکی خبر

ہے جو نعمت خاصۂ رب العلا
یہ پسر کیا ہو کہ ہو راز خدا

یہ پسر مصباح انوار آگہ
یہ پسر مفتاح گنج وحدتگاہ

یہ بشارت دیکے اپنی راہ لی
خوش ہوا بے انتہا شاہ سخی

کیا گیا تھا غنچۂ امید کھل
تھا گل و بلبل نہ کوئی مضمحل

اسکو لیکر دایۂ حق نے بغور
خانۂ خاروں کا تا پہونچے بجور

ناز و نعمت میں بڑے پالا کیے
روز و شب اس ماہ کو ہالا کیے

بستر آرام پر سوتا رہا
رام تھا آرام ہر دم روتا رہا

سال ہفتم میں بصد فر و جلال
آ گیا ساتوں قراءت کا کمال

چاردہ میں چاردہ کا ماہ تھا
چاردہ علموں سے وہ آگاہ تھا

پڑھ گیا تھا چار سو خور علوم
از عراق و تا بخارا تا بروم

ہو گئے مہر علم میں جب طاق وہ
ہو گئے مشہور فی الآفاق وہ

عالمان دہر آکر دور سے
سیکھتے تھے وہ ادب پر نور سے

جب ہوا سولہ برس کا سال و سن
اٹھ گئے دنیا سے سلطان ایکن

دفن کرکے باپ کو زیر زمین
تخت پر بیٹھے شہ گردوں نشین

ضمیمۂ بیان عدالت

صاف تھا بے بادۂ بے اعتساف
کیونکہ اک یہ تھا ہو پر انصاف صاف

پا پلا دے ایک جام معتدل
نصفت دل سے ہو منصف خجل

جب تلک حضرت کے تھے زیب سریر
ہو گئے تھے یار روبہ و شیر سیر

چرخ حیرت میں پڑا جور و رنگ
بھاگ گئی موذی سے کی ایذا الک

رہ گیا گل کو نہ کھٹکا خار کا
خوف بلبل کو نہ تھا آزار کا

باغ عالم پر نہ تھا جور خزاں
عدل کسرائی سے تھا تازہ جہاں

آپ کی روش عدالت دیکھ کر
رشک کرتے تھے تمامی تاجور

کرتا تھا شیر ببر بکری کو پیار
جانتا تھا گرگ اپنے خونکی وفا

باز کرتا تھا کبوتر سے نیاز
بار پر کرتا تھا وہ چنگال باز

بیٹھ کر شاہین کے سر پر کلنگ
واڑتا ہے پر کرو نہیں تجاوز لگ

جرّہ سے طاؤس خواہاں باج کا
جنگلوں میں راج تھا دراج کا

بحر و بر سب تھے مطیع بادشاہ
چیل کرتی تھی نہ مچھلی پر نگاہ

مور پر رکھتا تھا ہاتھی کان پیر
مور کہتا تھا کہاں تجکو ہے خبر

صاف دور عدل احسان ہے گر
شاہ سمنانی سا یاں عادل ہے گر

تو نے مجھ کو کس لیے ڈالا کچل
چل فرا نزد شہ عادل تو چل

دیکھ ہوتا ہے ترا نہ بخیر
توڑتا آنکس ابھی ہر سر ترا

خوب میزان عدالت تھی کھری
بیکسوں کے آگے بلے میں پڑی

شیر پر دہقان سا کہتے تھے شیر
شیر سے سب شیر لیتے تھے دلیر

وہ علاء الدین شہ سمنان ولی
نقل یوں کرتے ہیں یاران علی

ایکدن وہ خسرو گردوں وقار
دشت کی جانب چلے بہر شکار

روز دو یا تین تک تھے صید مین
صید بیکس گرہ سے تھے قید مین

اک ضعیفہ آ گئی رستاق سے
داد چاہی خسرو آفاق سے

بولی کہ کیا حال ہے بولی کہ شاہ
کھا گئی سیرا وہی تیری سپاہ

بولے اسکو جانتی ہے یا نہین
شکل کچھ پہچانتی ہے یا نہین

ڈھونڈھکر آئی تو یون بولی وہ اس
فوج سے باہر کہین ہے بے ہراس

اتنے مین دیکھا کہ آتا ہے وہی
جسنے فریادی کہ کھایا ہے دہی

بولی وہ آتا ہے جو میٹھا قدم
دل مرا اینٹھا کیا کہکے ستم

تر بتر ہو کر کہا اسنے یہی
تونے کھایا اسکے بالکو یا دہی

وہ لگا کہنے کہ ای شہ شیرین
جھوٹ کہتی ہے یہ بڑھیا بدچلن

بولے ہے اس بات کا کوئی گواہ
یا پھنسایا چاہتی ہے بیگناہ

بولی ہین تھی اور کوئی واخدا نہین
ہے خدا شاہد دگر شاہد نہین

بولے اسکا جانتے ہین بھید ہم
سب نکل آوینگے اخلاط شکم

مکھیان وو تھین کھاتا ہین وہین
گو کہا اسنے نہین شاہا نہین

جی جو متلا یا ہوئی قی بر محل
پیٹ سے آیا دہی باہر نکل

اسکی پس حضرت نے کی ایسی سزا
ظلم کی کرتا ہے شہ جیسی سزا

کس کسا کے اسکے گھوڑے کو بزین
وہ زن بیکس کو بخشا بالیقین

کس کے اس بیکس نے جو پایا سمند
بس یہین لائی اپنے بے بخش تن پسند

اسکو گھوڑے کے عوض کوڑا دیا
مارے لاتون کے بدن پھوڑا کیا

زندگی سے ہو گئی کچھ اسکو یاس
ظالمون پر چھا گیا ابر ہراس

حکایت

ایکدن اپنے ہین شہ گردون سریر
تھے سر مسند عدالت پر زیب گیر

ایک آیا مستغاثی مرد فرد
بولے حضرت تجکو کیا ہے بتا ہے درد

اسطرح گویا ہوا وہ ناشکیب
چند لوگون نے دیا مجکو فریب

انکو سوتا تھا مین انہین مقیم
ہاے انہین تھا کوئی دزد لئیم

پاس میرے تھی نہ دینی ہمیان پر
روپیہ چالیس بالاے کمر

رات اسکو ہی چرایا چور نے
زور یہ مجکو دکھایا چور نے

کر گئے عیاری گیا باہر نکل
ہاے انہین جو کہ تھا دزد دغل

جب کھلین آنکھین تو مجکو کھل گیا
کھل گیا جو کچھ کہ تھا وہ کل گیا

صاف اب ہر ایک کو انکار ہے
حال یہ ہوا اور یہ اظہار ہے

بولے لاؤ پھر شہ یہ انکو بلا
جسنے عیاری یہ کی ہے جو برملا

بات یہ لب پہ تھے گویان وہ اسیر
قید ہو کر آئے سب زیر سریر

بولے زر تم نے لیا ہے یا نہین
سچ کرو اظہار از راہ یقین

بولے جانتا یہ تماشا ہے عجیب
ہم نہین کوئی گئے اسکے قریب

ہم کو یہ تہمت لگاتا ہے بشر
خیبر کر انصاف تو اے داد گر

بولے شہ بہ انداز اپنی کرو تقریر یہ
ایسے ہو صدق و کذب کی تدبیر

آگے آؤ میرے ہو کر ایک ایک
دیکھتا ہون کون بد ہے کون نیک

سب پشمہ یہ لکھے حضرت جو ہاتھ
سامنے اپنے بلا کر ساتھ ساتھ

دس کو دیکھ آئے تھا کوئی نہ چھے
بانزدہ پہ رکھ کے اپنا دست زرد

بولے تو ہی جو زر اسکا نکال ۔ ورنہ بدتر ابھی ہوتا ہے حال
جبکہ فریادی نے فرمایا شمار ۔ ایک تنکا ہو گیا کم ہوشیار
اقربا کے ہو گئے باز ضعیف ۔ رستی کرتا تھا ہر مور نحیف
شیخ سمنانی ولایت دستگاہ ۔ اسطرح کہتے ہیں حال بادشاہ
سب ادا کرتا تھا شاہ کائنات ۔ کیا فرائض کیا سنن کیا واجبات
با دل و جان تھا وہ محو بندگی ۔ وہ تھا اختر پرستار بندگی
تھا اگر سائل تو سائل راہ کا ۔ تھا گدا کوئے حبیب اللہ کا
تھا خلیل اللہ کو مہمان نواز ۔ ہے خلیل کعبۂ دلہائے راز
سائل اسکے عہد میں مفقود تھا ۔ ہم کنار دلبر مقصود تھا
صغر سن سے وہ سرتاج ملوک ۔ تھا بدل جویندۂ راہ سلوک
پر کوئی دیتا نہ تھا اسکا سبق ۔ ہر کسی سے پوچھتے تھے راہ حق
باعث فقدان شرط ناگزیر ۔ کوئی کر سکتا نہ تھا تعلیم پیر
لا سکی تقدیر وان سے کھینچکر ۔ اس لیے پائی نہ تعلیم دگر
ناگہاں اک شب بتائید الٰہ ۔ خضر نے آکر کہا اے بادشاہ
آج تک مد نظر ہو انتظام ۔ چھوڑکر ملک بطون کا انصرام
از رہ اجمال اسم اللہ را ۔ بے توسط این زبان ناطقہ
تا روی زین راہ بر راہ دگر ۔ یا نمودم انچہ یا تو سر بسر
آپ رکھتے تھے اسی کا اشتغال ۔ خضر نے جو کچھ کہ بتلایا تھا حال
خواجۂ اویس قرنی کی بھی روح ۔ ایکدن آکر ہوئی ناگہ وضوح
گو کہ ان اذکار کا مذکور تھا ۔ پھیر ظاہر کا مگر منظور تھا
بست و ہفتم در شب قدر قیام ۔ شاہ سے آکر ہوئے وہ ہم کلام

تھا بند تھا وہ جسطرح ہمیان زر ۔ رکھ دیا لاکر حضور داد گر
یہ عدالت تھی وہ انصاف تھا ۔ تخت ملک و مملکت کا صاف تھا
ماہ کرتا تھا کتان پر جو نظر ۔ دیکھتا تھا صورت شق القمر
گو امور سلطنت کرتا رہا ۔ پر عبادت میں قدم دھرتا رہا
حکم خالق کا کوئی چھوڑا نہیں ۔ منہ عبادت سے کبھی موڑا نہیں
عہد میں انکے کوئی سائل نہ تھا ۔ مال و دنیا پر کوئی مائل نہ تھا
دل میں سائل کے جو کچھ آیا خیال ۔ دی ہے ہیچ اسنے کاہش کو نکال
اسکی فیاضی سے دریا دنگ ہے ۔ آگے اسکے لعل و گوہر سنگ ہے
بارش بخشش سے تھا عالم نہال ۔ بلکہ حاجت خود تھی محتاج سوال
جو کوئی ملتا مشائخ یا فقیر ۔ کہتے تھے دکھلائیے راہ قدیر
جو کوئی اس عہد میں تھا اہل دل ۔ وہ نہ ہوتا تھا ادھر کے متصل
کیونکہ تھا اس امر میں راز نہاں ۔ وہ نہ تھا تقدیر حضرت میں مکاں
پر سدا رہتی تھی اسکی گفتگو ۔ جستجو تھی جستجو تھی جستجو
ابتلا کرتا ہے کار سلطنت ۔ یاد حق کر چھوڑ شاہی تمکنت
ذکر کا تجکو بتاتا ہوں طریق ۔ کیجیو اسکو بدل شاہ شفیق
در صنوبر مضغہ میکردہ پاش ۔ و قعنا انفاس ہم باشی تلاش
کیجیو غفلت نہ اس میں زینہار ۔ ہو گئے غائب یہ کہکر ایکبار
دن بدن اسکا نتیجہ تھا نمود ۔ دو برس اسمیں تھے مشغول وجود
ذکر ولیسہ کا بتلایا تھا طور ۔ اس میں تھے مشغول قدسہ سال اور
جبکہ سن پہونچا بحد بیست سال ۔ پھر دکھایا خضر نے اپنا جمال
چاہتا ہی تو اگر وصل الٰہ ۔ ترک کر اپنا یہ سب تاج و کلاہ

چل بہانے سے جا سو ہندوستان
سلطنت کی چھوڑ ہوے بوستان

ہان بہا یہ خبر سر در راہ آر
مژدہ اشد دولت و اقبال یار

ہی ولایت کا سرا پا وہ ظہور
ہند مین شہرہ ہی اسکا دور دور

قصر حق کا ہند مین زینہ ہی وہ
اوج پر کیا پیر دیرینہ ہی وہ

کہتے ہین اوتاد ہی اوتاد حق
کہتے ہین ابدال ابدال بحق

کہتے ہین بعضے علاء الدین ہی ٹل
کہتے ہین خورشید آیا ہی نکل

کہتے ہین ملکوتیان موسیٰ خصال
کہتے ہین اکثر خلیل اللہ نوال

مشرق اقبال سے تب ناگہان
صبح صادق کا ہوا اظہر نشان

رنگ تھا اور رنگ کا نا پایدار
چھوڑ کر اسکو یہ کی راہ فرار

شاہ سلطان محمد نام تھا
بادشاہ صاحب اکرام تھا

سنیے حضرت والد فرخ سیر
مجکو اک درپیش آیا ہی سفر

سنکے فرمایا کہ سن اے طرب
تھا ازل سے مجکو یہ معلوم سب

ایک لڑکا تجھ سے پائیگا ظہور
ایک عالم مین اسی کا ہوگا نور

کھل گیا ہی وقت وہ راز قدیم
وہ سب توفیق سے پہونچی نسیم

تمکو بخشیں سب اپنے حقوق
لے پکڑ راہ خدا ہو کر وثوق

جائیو جب تخت شاہی چھوڑ کر
داب شاہانہ رہے مد نظر

ای عزیز مصر دل ہی دل کو چاہ
شہرہ سے تو لے سامان راہ

نادر انہ یہ وصیت اس کے واہ
خوب کی حضرت نے اسکی بھی نباہ

وہ ہزار آئین تھے مردم قوی تھی
تھا شجاعت مین کہ جنکا شور تھی

شیخ سمنانی بھی ہمراہ رکاب
تا منا ہے ہند آ کے کامیاب

وہ بہیئت آ کے وہ آگاہ ہو
یہ غزل پڑھتے ہوئے اپنی ہو

گر ہمی خواہی وصال یار را
لذت دیدار ہم رخسار را

ایک ہی میر انہایت بار رنگ
وہ کریگا سب ترا انجام کار

از زمین تا گنبد نیلوفری
ہو سکے عرفان سے ہی جلوہ گری

کہتے ہین اخیار اہل خیر ہی
کہتے ہین ابرار یہ خیر ہی

کہتے ہین ہی یوسف مصری صفات
ہی عزیز مصر جان گنج نبات

کہتے ہین عشاق بیوت رو ہی
کہتے ہین خواجہ محمد خوے ہی

یہ بشارت پا کے باشوق کثیر
خضر کے حضرت ہی ہو فرمان پذیر

بس کمر ہمت کی باندھی شاہ نے
تارک و رنگ عالی شاہ نے

اپنے بھائی کو بٹھا کر تخت پر
شاہ آیا تخت شاہی سے اتر

انکو اپنا کر کے بس قائم مقام
ایک ماں سے یون کہا کر کے سلام

والدہ قبلہ اجازت دیجیے
مجکو رخصت لب نظر سے کیجیے

تیسے عالم مین تھا ترا خاکی وجود
روح احمد نے کہی ہو کر نمود

جلوہ گر اہیون کا ہوگا رہنما
وہ کریگا نور عرفان کا سوا

تجکو سونپا ہے خدا کو جا سدھار
ہو ترا حافظ وہی پروردگار

یہ وصیت ایک میری ہے بسیر
یاد رکھیو اسکو ہو ہنگام سفر

چاہیے سامان سلطانی کے ساتھ
کیجیو ہم سفر پائے نجات

اپنے دل مین چین و تنگی ہو گمان
ملک گیری کو گیا کشورستان

مردم چیدہ سلیے بارہ ہزار
کچھ پیادہ اور کچھ ان مین سوار

اسطرح وہ گویا دریا کے ہم
قطرہ دریائے ہی ہوا با صد کرم

چاہیے جو کچھ نصائح یا کہ پند
اسکو کر کے وہ ہوئے خرسند

غزل

ترک دنیا گیر تا سلطان شوی / محرم اسرار با جانان شوی
چیست دنیا کہنۂ ویرانۂ / در جلای باد این ویران شوی

تا بکی در دام دنیا پای بند / در ہوای دانۂ بریان شوی
دام فانی بگسل زیبای جان / تا تو وصل باقی از سبحان شوی

برگذر از خواب و خور پروانہ وار / تا براہ عشق چون مردان شوی
پا بہ تخت و تاج سرور راہ شد / تا برای مملکت بردان شوی

از حجاب نام و ناموس گذر
عاشق چو اشرف سمنان شوی

غزل لمؤلفہ

اگر ترک دنیا دلا کیجیے گا / ہمیں محرم دلربا کیجیے گا
یہ دنیا سرائی سراسر ہے فانی / نہ آباد اسکو بھلا کیجیے گا

یہ دام فنا توڑ کر پا سے جان سے / حصول انکا لقا کیجیے گا
نہ دامن پہ جانا کہ جاہ نہیں ہے / نہیں دام دم میں پھنسا کیجیے گا

پتنگے کے مانند ہم کو جلا کر / رہ عشق میں ابتلا کیجیے گا
نہ کچھ تخت و تاج کی ہو خواہش / مگر عاشقوں میں فنا کیجیے گا

حمایت نے چھوڑا ہے ناموس اشرف
نگاہ کرم دلربا کیجیے گا

تھیں منزل تک وہ افواج کثیر / سب تھے ہمراہ ہیں فرمان پذیر
پھر جدا کرنے لگا وہ بادشاہ / سامنے اپنے بلا کر ہر سپاہ

اسطرح ہر ہر مقام و لشکر حضور / فوج کو کرتے تھے رخصت با سرور
آپ نے اتنا کیا اسکا نظام / رہگیا باقی نہ کوئی اک غلام

ایک تھا محرم حبیب اللہ نام / اسکے سینے میں تھا کوئی کلام
وہ نہایت آپکے مانوس تھا / شمع تھے خود اور وہ فانوس تھا

اسکو فرمایا کہ جا بولا کہاں / میں نہیں جانے کا [illegible] یہاں
بولے یا نے جا کہ انشا ہیں / یہ نہ فرمانا نہ فرمانا کہیں

بولے جا تو نہیں ہے ابھی مصلحت / پیش جاویگی نہ کوئی معذرت
رشتۂ الفت کو یکدم توڑ کر / پھر گیا حضرت کو تنہا چھوڑ کر

جبکہ وہ محرم ہوا آنکھوں سے دور / پڑ گیا اسوقت اک شور نشور
پھر نہ کچھ باقی تھا لطف زندگی / زندگی میں آ گئی شرمندگی

ما وراء النہر تک ہمراہ تھا / جو کوئی حضرت کا نیکو خواہ تھا
سب کو رخصت کر دیا اک آن میں / [illegible]

ہو گئے آ کر بخارا میں مقیم / واں ہوا دو چار اک مرد کریم
سر پکڑ کر آپکا اپنا بھی سر / خوب رو کر وہ لگا کہنے بشر

جا یہاں سے اے امیر نیک نام / کیا کہوں آگے زیادہ والسلام
[illegible] آپ آئے نزد و دور / [illegible]

یاں ضیافت خوب کی اسلام نے
آپ نے معبود جانا سامنے
یہ فقیروں کو تکلف کیا ضرور
چاہیے انکو خودی سے دور دور

چاہیے فقرا کو یکہ بے نیاز
ہو فقیروں کے لیے بینا جواز
رہ گئے تھے ساتھ باقی وہ خواص
بولے یہ اسباب سوالی ہو خاص

انکو بھی رخصت یہاں سے کیجیے
اور دو گھوڑے کسی کو دیجیے
کسکے اک بیکس کو وہ گھوڑا دیا
کس کسا کے ہاتھ بیچن کو دیا

سب علائق چھوڑ کر تھے رہرو
عالم تجرید پر رکھتے تھے لو
ایک شب اک گانو میں بستر ہوا
ماندگی راہ سے مضطر ہوا

سو رہے جاکر کہیں باحال زار
نیم شب گذری تو جاگے ایکبار
دل میں سوچے ہیں مجرد وہ بشر
جو کہ ہو ہم صحبتوں سے دور تر

رہ گئے تھے جو کہ اسباب قلیل
کر دیے انکو بھی غربا نے سبیل
خطرہ آج میں لکھا و انشنے قدام
یاں جلال الدین تھے مجذوب مدام

بعد مدت کے ہوا ہم کو طرب
طالب صادق کوئی آتا ہے اب
یہ نظر آئی سیادت کی بہار
منتظر تھے جب ہو گیا اک روزگار

خوب یہ فرزند مردانہ ہوا
عاشق صادق دلیرانہ ہوا
وہ ولی آیا ولی کے پاس
نور کچھ اسنے کیا تھا اقتباس

بولے یانسے جا مبارکباد بس
ہے علاء الدین کو تیری ہی ہوس
مدتوں سے ہے براہ انتظار
ہے علاء الدین نہایت بیقرار

وان سے دہلی آگئے دیکھا اک فقیر
با جمال خوب با شان امیر
دیکھ کر حضرت کو بولا جلد جا
سید اشرف [illegible] چلا

ہے علاء الدین تمہارا منتظر
آپکا مشتاق ہے وہ منتشر
آپ یہ سنکر چلے مثل بہار
پہونچے آکر شاد و خوش شہر بہار

واقعۂ عجیب

اب سنو یاراں ایک احوال عجیب
شاہ شرف الدین بہاری خوش نصیب
آگئے تھے انکے ایام اخیر
ہو گئے تھے عازم وصل قدیر

آپکے آنے سے کچھ دن پیشتر
اپنے اصحاب کو دی ایسی خبر
ایک سید تارک اورنگ و تاج
انکو ہے ساتوں قرأت حفظ آج

وہ یہاں آتا ہے مغرب سے عزیز
ہے بڑا درویش کامل با تمیز
یہ وصیت تمکو کرتا ہوں ایک
وہ پڑھے پھر جنازہ مرد نیک

جب تلک تشریف وہ لاوے نہیں
نہ پڑھے کوئی جنازہ مرد دیں
یہ وصیت کرکے وہ فانی ہوے
ظاہر آنکھوں سے نہانی ہوے

غسل دیکر اور پوشاک کفن
منتظر تھے لوگ پھر گلبدن
دیکھیے وہ سید والا نسب
کب یہاں آتا ہے باشان عجب

ایک خادم تھا جلالی نیکخو
وہ گیا کچھ دور بہر جستجو
دیکھتا کیا ہے عجب نور الہٰ
دور سے روشن ہوا ہے مثل ماہ

بڑھ گیا نزدیک کی تحقیق خوب
حال ان سے تا با سرار قلوب
آخرش پایا وہی گلفام تھا
شیخ نے جسکا بتایا نام تھا

باادب جھک کر کیا پہلے سلام
اور سنایا آپ کو انکا کلام
لیجیے پہنچا ہے تارک آلا سے ہوں
آل پیغمبر کا خاک پا ہے ہوں

پھر وہ خادم کے آکر با نیاز — اس جنازہ کی پڑھی پھر سے نماز
کیونکہ بنگالہ کا یہ ظاہر ہے دیس — اسلیے معلوم ہوتا ہے یہ بھیس
کسلیے ہوتا ہے اشرف بیقرار — ہے جہان مین پیر تیرا ذی وقار
ناگہان اک اور گل آیا نظر — ہو گئے حیرت مین اصحاب خبر
سب لگے کہنے عجب ہے ماجرا — ہے یہ کیا اسرار کیا راز خدا
آپکو معلوم ہوگا راز یہ — ہاتھ جو نکلا ہے کیا ہے ساز یہ
بولے کوئی تاج ہے بے شک و ریب — شیخ نے پایا تھا از مردان غیب
بھول کر تمنے نہین رکھا ہے تاج — اسلیے وہ مانگتا ہے ہاتھ آج
ہاتھ پر لاکر رکھا وہ ہاتھ سے — ہاتھ وہ جاتا رہا تب ہاتھ سے
شاہ خاور جب چھپا ظلمات مین — نور چمکا چاندنی کا رات مین
جملہ مکتوبات خرقہ پیرہن — تمکو بخشا مین نے انعام کہن
خرقۂ شبلی چھٹا جب رات کا — نور سے پردہ اٹھا ظلمات کا
وہ لگے کہنے نہ دیکھے ماہ جی — کون ہو تم ہم ہین یا شاہ جی
دیکھیے انکو ملے بالا سے ہزار — اور اٹھائے باری باری ایکبار
عہد جب محکم ہوا با یکدگر — تب رکھا خرقہ کو لاکر قبر پر
خرقۂ سالوس وہ خرقہ نہ تھا — پردۂ فانوس وہ خرقہ تھا
کب اٹھا سکتا ہو کوئی جنگ سے — قوت بازو و دست جنگ سے
انکو خرقہ ہو گیا انبار کوہ — ہو گئے آخر اٹھا کر سب ستوہ
صورت بلبل لیا گل کو اٹھا — آپ ساقی نے لیا اس گل کو اٹھا
آکے حیرت مین یہ دونون بچے — چرخ نے احسنت ہاتف نے کہے
سر نگون بیٹھے تھے اکدم بیدلیل — شعر پڑھ پڑھ کے پڑا ناگہ کھل

جب ہوئے فارغ تو آیا یہ خیال — پیر نے شاید کیا ہے انتقال
عالم رویا مین آکر انکی روح — اطلاع یہ دی اور فرمایا وضوح
جلد جا اسکو نہایت ہے تعجب — انتظاری مین تری ہے باادب
ہاتھ انکا قبر سے آیا نکل — پڑ گیا سب کے حواسون مین خلل
بولے حضرت سے بتا حضرت یہ بھید — ہے یہ ہم لوگون کو حضرت سے امید
آپکی ہمت بحق مصروف ہے — آپکے اوپر نہان مکشوف ہے
کھل گئے تھے قبر مین رکھیو یہ — یہ ادا میری وصیت کیجیو
واقعہ یہ سن کے بولے واقعی — کہہ گئے تھے ہم سے بھولے تھا وہی
ہاتھ فوراً قبر مین جاتا رہا — ہاتھ کس کے ہاتھ وہ آتا رہا
مقبرہ مین شب کو تھے شاہ شریف — بولی آکر آپ کی روح لطیف
کیجیے یارو نہ مجھ سے ہی طلب — دیجیے تم کو جو کچھ مین نے کیا ہو کسب
آپنے اسکے لیے سوال خواب — اور کہا دو ہم کو خرقہ اور کتاب
گفتگو مین ہوئی پھر چند چند — ہو گئے اس بند پر آخر کو بند
جو کہے انکو اٹھا کر قبر سے — اسکا وہ مال ہے اپنے صبر سے
بار بار آخر اٹھانے سب لگے — رستمی اپنی جتانے سب لگے
تھا وہ خرقہ رشتۂ اسرار حق — عالم ناسوت مین دستار حق
کون رستم ہے اٹھائے زور سے — اٹھ نہین سکتا ہے خرقہ زور سے
جب اٹھانے کو اٹھا وہ پرکاہ — ہاتھ مین وہ کوہ آیا مثل کاہ
چرخ نے احسنت کی آواز دی — اور ملک نے مرحبا اوپر سے کی
آپ نے پہنا وہ لیکر پیرہن — حالت وجدان بنا سارا بدن
مرا چون بود از خود تاج افسر — برآمد راست ما را خرقہ در بر

کھلکے یہ والنے چلا سوے چمن — بلبل شیدا بہ انداز چلن
منتظر جسکا کہ تھا دس سال سے — ہو مری آنکھوں میں جالی چال سے
ہاتف غیبی کا ہی اکرام یہ — دولت موعود کا ہی کام یہ
خضر نے اخبار ستر بار کے — کوئی دن کے لذت دیدار کے
پیر کو جیسا کہ تھا شوق مرید — حیطۂ تحریر سے وہ ہی مزید
گاہ طالب ہو گیے مطلوب ہی — ہر جگہ انکا نیا اسلوب ہی
ناگہاں نکلے وہاں سے بیقرار — بوے خوشبو گل کی ہی اب مشکبار
مرحبا آتا ہی یار غمگسار — راہ دن کرتا تھا جسکا انتظار
پالکی اپنی اور اپنے پیر کی — دونوں لیکر راحت و توقیر کی
شہر میں اسکا ہوا شور عظیم — کون آتا ہی عزیز ابن کریم
کون دلبر صاحب تسخیر ہی — زلف میں جسکی کہ الجھا پیر ہی
آمد آمد کا یہ کس کی شور ہی — محو وحدت جملہ یار و مور ہی
کون ایسا یوسف ثانی ہی وہ — کون ایسا شاہ سمنانی ہی وہ
پیشوائی کے لیے وہ پیشوا — کوس بھر گھر سے نکل آیا چلا
پیر نے دیکھا کہ مہ تاباں ہوا — بولے خادم سے کہ جا خشنان ہوا
دیکھکر آیا کہا واللہ یہ — شخص نورانی ہی رشک ماہ یہ
یہ خبر سنکر بڑھے دو تین گام — پیشوائی کے لیے نیاو خرام
دوڑکر سر رکھ دیا زیر قدم — بلبل و گل ہو گئے دونوں بہم
یہ اگر تھا دام وہ دانا رہا — یہ اگر دانا تھا وہ بینا رہا
یہ اگر تنویر تھا وہ ماہ تھا — یہ اگر تھا ماہ وہ آگاہ تھا
شیخ سکے نزدیک بیٹھے باادب — بازی عرفان کے ہوئے اسباب سب

تھے علاء الدین جہاں گرم سخن — بولے آتا ہی مرا یار کہن
ہجرت ہجرت ہی وقت وصل ہی — فصل کوئی دن میں ہی وہ فصل ہی
شوق طالب میں اپنے تھے وہ — اپنے یاروں سے خبر کہتے تھے وہ
دمبدم کرتا تھا وہ مجکو خبر — تھا بشارت سے مبشر وہ بشیر
واقعی ہوتا ہی جب اقبال یار — آپ گل ہوتا ہی بلبل پر نثار
دوپہر کا وقت تھا وہ مہر پیر — خواب قیلولہ میں تھا راحت پذیر
ہو گیا سارا معطر کام جان — دیتی ہی باد سحر آرام جان
بولے یارونسے ابھی تیار ہو — بہر استقبال یار یار ہو
پیشوائی کو چلے با صد حشم — با مرید و معتقد یار و خدم
کسکی آمد ہی کہ ہی یہ دھوم دھام — کسلیے ہی اولیا کا اژدحام
کاکل شبرنگ ہی کسکی بلا — سلسلہ کس نے کیا زنجیر پا
کس سلیمان کا ہی جوش و خروش — انس و جان جسکے کہ ہیں حلقہ بگوش
جسکے استقبال کو جاتے ہیں پیر — ہی جوان بہت بڑا روشن ضمیر
ایک تھا سینہل کا کوئی ان خست — اسکے پیچھے لوگ ٹھہرے نیکبخت
دیکھکر اسکو یہ دی مجکو خبر — ہو وہی جانان کہ ہی جان دگر
نام اشرف اور ہی اشرف خو — اسکے پیراہن میں ہی عرفان کی بو
قلب قالب ہو گئے طرفین کے — تھے عجائب جذبہ بیچین کے
یکدگر کیا ناز جانا نہ رہا — وہ جو تھا مشعل یہ پروانہ رہا
یہ اگر مینا تھا سا پیر تھا — وہ بھی اس خورشید کی تنویر تھا
پیر نے مل کر شہ برنا و پیر — اور لوگوں سے ہوئے احسان پذیر
شیخ بولے اسکو سن فرزند من — شوق نے تیرے جلایا جان و تن

ہمکلامی کا نہایت شوق تھا / اشتیاق دید بس مافوق تھا
بولے مجھ کو تھا سکندر سے سوا / جلد پہونچوں تاکہ بر آب بقا
چل گئی جان اب تن بیجان کے بیچ / ہی نہیں اسکا بیان امکان کے بیچ
عین دل سے مین ترا نگران رہا / توکہ ہر منزل مین یادگران رہا
شیخ بولے پالکی تیار ہے / چڑھئے بسم اللہ نیکو کار ہو
گو کیا اصرار پر مانا نہین / بولے یون جانا نہین جانا نہین
شیخ کی آئی نظر جب خانقاہ / پالکی سے گر پڑے کرکے نگاہ

کیا کہون مین کہہ نہین سکتا ہون مین / وہ الم ہی سہہ نہین سکتا ہون مین
شکر ہی اب آب حیوان مل گیا / تو دین ظلمات سے یہ دل گیا
شیخ بولے اور سن اے جان من / تو چلا ہی چھوڑ کر جب سے وطن
دیکھتا تھا جسکو وہ جانی ملا / واہ کوشش یوسف ثانی ملا
بولے ہو مین آپکا کمتر غلام / کسطرح مالک کے ہو ہمسر غلام
پالکی پر آخرش ہو کر سوار / سوے گلشن وہ چلے مثل بہار
شیخ کے رکھکر پہ اپنے پاک سر / یہ غزل پڑھنے لگے با چشم تر

ما بر جناب دولت سر بر نہادہ ایم / رخت وجود بر سر این دکشادہ ایم
ظلمات راہ گرچہ بریدیم عاقبت / تشنہ بر آب چشمہ حیوان فتادہ ایم
ای بر حریم عرش جناب تو بازہ سر / پا بر نہادہ ایم چہ برتر نہادہ ایم
بر شاہراہ فقر نہادیم رخ ولی / بر عرصہ حریم چو فرزین پیادہ ایم
سر بر حریم حضرت عالی نہادہ ایم / بر روی خود کشادہ بر دو ستادہ ایم
دارم امید مقصد عالی نہ درگہت / چون چہرہ دیا زحرت ز نہم نیادہ ایم
تشریف مس وجود خود آوردہ بہر ر / از دولت حکیم باکسیر دادہ ایم

غزل لمؤلفہ

کوے جانان مین ہی مقام اپنا / ہی معطر دل و مشام اپنا
رخ کیا راہ فقر پر لیکن / مثل فرزین کے ہی خرام اپنا
ہم کو امید وصل یار کی ہی / چھوڑ ہم نے دیا قیام اپنا
ہم کو ہی آرزو حمایت یہ / کار بالخیر ہو تمام اپنا
فرط شفقت سے لیا آغوش مین / آگیا بیہوش گویا ہوش مین
اور بٹھایا صورت دل اپنے پاس / راز عرفان سے دیا ہوش و حواس
بس گیا لایا اٹھا کر ماحضر / رکھ دیا پیش شہ والا گہر
مجھ کو تا حاصل ہو حلوائے وصول / کام جان شیرین تو کر مر قبول

کٹ گئی گو کہ راہ کی ظلمات / لب حیوان ہی تشنہ کام اپنا
سر کے بل ہون گے العرش جناب / کیا بڑا ہی بلند گام اپنا
آستان پر ہی فرق در ہی کھلا / پر پہونچتا نہین سلام اپنا
یہ غزل سنکر نہایت خوش ہوے / پیار فرما کر وہ غش مین آگئے
لیگئے اپنے درون خانقاہ / کل بتائے جو تھے اسرار الٰہ
یون ہوا ارشاد عبداللہ کو / لاؤ کھانا طعام جو تیار ہو
بولے اے فرزند دونون ہاتھ ہو / دین و دنیا سے ہمارے ساتھ ہو
بولے پہلے ہاتھ دھو کر ہم چلے / آپکے ہمراہ ہو کر ہم چلے

ہاتھ دھوکر پھر وہیں بیٹھا وہ ساتھ ۔ اب دوبارہ کیا ضرورت غسل ہاتھ
شیخ نے پہلے لیے لقمے چار ۔ اپنے طالب کو کھلایا چار بار
دل میں لوگوں کے حسد پیدا ہوا ۔ بلکہ کچھ وہم بھی پیدا ہوا
کیا بیگانہ اور بیگانہ عزیز ۔ یون نہیں بخشی کسی کو ایک چیز
لائے جب کھانا اُٹھا شیخ کرام ۔ اور فرمایا یہ کھا بیٹھا طعام
بعد اسکے پاندان لائے اُٹھا ۔ خود لگا کر پان کا بیڑا دیا
اپنے جانان کو لیے خود جان کر ۔ پھر دیے بیڑا ایک کو پہچان کر
تا ارادت کرلے ہو روز وصول ۔ جو کہ ہے مقصد ترا ہوگا حصول
پیر سالکوں جہان تک پیر تھی ۔ وہ نظر کیا تھی کہ اک اکسیر تھی
زیب سر جسدم ہوا وہ تاج راز ۔ یون ہوا وہ دست کا اعزاز
زیبے پیر سے کہ ترک سلطنت چار ۔ برآورد وہ مراد جاہ و آفاق
ایک مولانا سے علی نامور ۔ تھے خلیفوں میں معزز خوش سیر
مرید عشق را اثر پیر ارشاد ۔ جہاں آمد مبارکباد کردہ
لیئے حضرت کو حجرہ میں وہ پیر ۔ وان کیا اظہار اسرار قدیر
دیکھتے کیا ہیں کہ ہے بستہ بست ۔ پھر کیا باہر پکڑ دست بدست
گھر سے لائے سب اُٹھا اپنا لباس ۔ تھا جہاں تک جو تبرک آپ پاس
یہ امانت تھے بزرگان سبق ۔ تھے جو اپنے عہد میں مردان حق
تمکو دیتا ہوں میں یہ انعام غیب ۔ ہے ہمارے پاس جو اکرام غیب
تھا جو سلطان المشائخ کا لباس ۔ آگیا تھا پھر سراج الدین پاس
تھی جہاں تک آپکے جو پاس چیز ۔ اسکو دی حضرت کو جیسے عزیز
یون لگے کہنے سنو ارشاد کیو ۔ کسطرح کی ہے کہا بیٹھ کیو

لوگ سب کھانے لگے بے قیل و قال ۔ آپ ہر لقمے پہ پاتے تھے کمال
آپ نے تسلیم ہر لقمہ پہ کی ۔ چارون عنصر جھکے تھے اُسوقت بھی
وہ لگے کہنے تمامی اہل راز ۔ یون نہ فرمایا کسی کو سرفراز
لوگ تھے مشغول تا خیر شگوار ۔ آپ تھے محو تماشائے عذار
تشنگان راہ وادی طلب ۔ واسطے اُنکے ہی یہ بر و طرب
جا رہا اُنکے پہلے پان کا ۔ جس سے ہو سرسبز دل بستان کا
بولے ای فرزند مصری کی ڈلی ۔ ہو مسلم آج یہ عزم ولی
یہ سخن سنکر ہوئی حضرت کو عید ۔ پیر کا لائے بجا حکم سعید
سر مبارک پر رکھے تھے جو کلاہ ۔ وہ سر شہ پر رکھا اکلیل جاہ
تہا وہ تاج دولت بر سر ۔ علاء الدین والحق گنج نایاب
جہاں ثابت ہے ہوا وہ شاد شاہ ۔ لوگ کہتے تھے مبارک بادشاہ
فی البدیہہ یون کہے شاہ گو ۔ شاد من کہ سب ہیں اسرار گو
درآورد وہ بسہر قبیلہ رائے ۔ تہ چند روزگار آزاد کردہ
چھوڑ کر حجرہ میں پھر آئے نکل ۔ پھر گئے بعد آلکے پہ سکے بر محل
اپنے پہلو میں بٹھا کر ناز سے ۔ تو سب کا ہے دیا ہر راز سے
اپنے یارون کو بلا کر دو تجر ۔ یون لگے اُنسے یہ کرنے گفتگو
آجتک اسکو رکھا ہیں نے تہا ۔ مستحق اسکا اب آیا نیک خواہ
بولے یہ سنکر کہیں مختار آپ ۔ کیا کرین ہم آپ سے اظہار آپ
اسکو حضرت نے کیا زیب بدن ۔ ماسوا اسکے تمامی پیرہن
اُنکے یارون کو ہوا اسکا حسد ۔ کیا نہ تھے ہم لوگ مقبول احد
لائق خرقہ نہیں ہر خرقہ پوش ۔ چاہیے اسکے لیے عرفان و ہوش

یہ تھا اشغت بڑی اعتراض
صورت غنچہ نکھولے لب انقباض

بولے کوئی دیکھی خدمت مجھے
دیکھے خدمت سے نہ زحمت مجھے

بولے رحمت جانتا ہوں میں حضور
وہ سعادت مانتا ہوں میں ضرور

دور خدمت سے نہ رہتے تھے کبھی
یوں رہے بارہ برس درگاہ جی

جو بتاتا خضر وہ دیتا تجھے
جسطرح خرقہ دیا ہمیں مجھے

شیخ سوچے ہو چکے کامل فقیر
واقف اسرار اعیان قدیم

ہاتف غیبی کرے لیکن خطاب
ہو وہی القاب بہتر اے جناب

ناگہاں آواز آئی دلپذیر
ہے جہانگیر و جہانگیر و امیر

شیخ بولے لو مبارک یہ خطاب
فی البدیہہ یہ ملا اُسکا جواب

اس جگہ باقی نہیں جاے کلام
ختم کرتا ہوں یہیں پر والسلام

بولے محنت اپنی تھی سے اے پسر
یہ نہیں مجھ کو گوارا سر بسر

کچھ نہ مانا اور نہ فرمائے تھے کام
آپ کرتے تھے وہی سب انتظام

شیخ فرماتے تھے اکثر سن پسر
گو نہیں خدمت سمجھتے وہ سہل تر

فکر اسکی آپکو تھی چار سال
پر اطاعت کا نہیں چھوڑا خیال

اب لقب اسکا کریں تجویز کچھ
تا کہ ہو مشہور عالم چیز کچھ

ایک شب خلوت میں وہ نیکو صفات
تھے مراقب میں کہ تھی وہ شب برات

یہ در و دیوار سے آواز تھی
کوئی گوینده نہ تھا پر باز تھی

رُباعی

مرا از حضرت پیر جہاں بخش
خطاب آمد کہ اے اشرف جہانگیر

کنوں گیرم جہان معنوی را
کہ فرمان آمد از شاہم جہانگیر

لمؤلفہ

ہوا ہم کو ارشاد گیا پیر کا
کہ تجھ کو لقب ہے جہانگیر کا

آپ حجرہ میں تھے گرم اجتہاد
آگیا آنکھوں میں نور رشاد

پنجگانہ تھا یہ معمولات پیر
یکدگر ہوتے تھے باہم دستگیر

آج جو کرتا تھا کہتا تھا شتاب
ہو مبارک یہ جہانگیری خطاب

تھا در عرفان کا ہر جانب سے باز
کرتے تھے اسرار پنہاں پاکباز

تھا جہانتک بھیر کے گنجینہ میں جو
پایا جہانتک جو کہ تھا سینہ میں

نعمتوں کے لوٹے پائے مائدے
خلق کو اب بخش اُسکے فائدے

ہوا قابض عالم معنوی
کہ فرمان ہوا آپکو تسخیر کا

لوگ سب آنے لگے ہر بار
جو کوئی آتا تھا کرتا تھا نیاز

با جماعت وقت پر پڑھ کر نماز
لوگ کرتے تھے مصافحہ بانیاز

بست وہفتم قدر شب رمضان کی
خدمت عالی میں تھے اس آن میں

بولے مخدومی کہ اے نور بصر
نعمتیں دیں تجکو میں نے بیشتر

تجکو سب دیں نے وہ بخشی گنج گنج
کوئی شی باقی نہیں اے نکتہ سنج

مناجات

یا الٰہی از طفیل مصطفےٰ — دلبر مقصود سے مجکو ملا
ذہن میں میرے صفائی دے خدا — فکر کو میری رسائی دے خدا
مجھ کو کر افلاس سے یارب رہا — مکر شیطان سے تو لے مجکو بچا
مجھ کو شیطانوں پہ غالب کر خدا — کل روا میرے مطالب کر خدا
پر لطائف سے ہو تسطیر حال — یا نسے ہو مکتوب سے تحریر حال

بیان ولادت شاہ لطیف مطابق مضمون مکتوب شریف

ساقیا مجھ کو پلا جام لطیف — تا لکھوں میں راز مکتوب شریف
شاہ ابراہیم سے اے باخبر — کہتے ہیں کوئی نہیں آیا پسر
ماسوا دختر کے مولود و دگر — دس برس گذرے نہ کچھ آیا نظر
غم ہوا اس ماہ کو کاہش ہوئی — وارث و ہیم کی خواہش ہوئی
وہ لگا کرنے پسر کی التجا — ہر فقیر و اولیا سے جا بجا
اک برس کامل ملک کی جستجو — آخرش سکی بر آئی آرزو
ایک شب سوتا تھا شاہ زیب تخت — اسکا رویا میں ہوا بیدار بخت
دیکھتا کیا ہے کہ اک مرد جمیل — جسکا دنیا میں نہیں کوئی عدیل
خواب میں آکر ہوا اسکو نمود — صورت خورشید دکھلایا وجود
دیکھ کر انوار شکل پاک وہ — صاف جاتا ہے شہ لولاک وہ
پا برہنہ سر برہنہ بیقرار — گر پڑا جا کر قدم پر اشکبار
بولے تجھ کو دیکھتا ہوں بے پسر — ہے پسر کی فکر میں تو سر بسر
سنکے یہ کہنے لگا وہ شاہ بس — غم میں گذرا عرصہ بارہ برس
ہے عنایت جو عنایت کیجیے — رحمت عالم ہدایت کیجیے
بولے دو تیرے پسر ہونگے پسر — ایک اشرف ہوگا اور عارف دگر
ہوگا اشرف صاحب اورنگ ناز — اور اعرف ہوگا شاہ سرفراز
کھلکے پنہاں ہوے شاہ رسل — چین رویا میں گئے دو عین کھل
واہ کیا تاریخ کیا بہتر گھڑی — ناز کرتی تھی گھڑی پر ہر گھڑی
وہ جہانگیر زمان پیدا ہوے — دستگیر بیکسان پیدا ہوے
جشن شاہانہ کیا پھر شاہ نے — چاندنی کا فرش ڈالا ماہ نے
ہر خزانے کے ہوے مفتوح در — ریگ دریا بن گئی لعل و گہر
قطرہ بخشش سمندر رہ گیا — ایک فیاضی کا دریا بہہ گیا
جسنے زر مانگا تو اسکو زر دیا — جسنے گوہر اسکو وہ گوہر دیا
جو دوشالہ مانگتا تھا ایک مرد — اسکو دیتا تھا دوشالہ فرد فرد
گھر مساکینوں کا گنجینہ ہوا — سیم و زر کا قصر میں زینہ ہوا
مال کو کیا مال ہے کہتے تھے سب — اوج پر اقبال ہے کہتے تھے سب
لٹ گیا افلاس سے بنکر فلوس — ہو گیا عالم غنی مثل عروس
سیم دے محتاج نے سکے کر دیے — تاج دیکر اسکے دو چاک کر دیے

ہیں محمد واقف اسرار حق ۔۔۔ ہر دو عالم ہے وہ اظہار حق
خلعت زریں مرصع زرنگار ۔۔۔ ہوگئے ناسوت میں وہ سنارار
طبع کی جودت دکھانے سب لگے ۔۔۔ شاعری اپنی جتانے سب لگے
تہنیت میں کوئی کہتا تھا کبت ۔۔۔ کوئی کرتا تھا ولادت کی صفت
ہر سلاطین زمانہ تاجور ۔۔۔ سنکے یہ حال ولادت کی خبر
لیکے جو آتا تھا نامہ کو رسول ۔۔۔ بذل سے جاتا تھا مثل پھول پھول
رسم مکتب کی ہوئی پھر دھوم دھام ۔۔۔ پھر ہوئی جشن شہنشاہی تمام
پھر عمادالدین سے شہ ہو کے رجوع ۔۔۔ انسے بسم اللہ کروائی شروع
جو معلم کو کر شاہان دیار ۔۔۔ خلعت و زر جو کہ بھیجا تھا انھا
اور لوگوں نے بھی جو بخشا تھا زر ۔۔۔ سب معلم کو دیا سیم و گہر
اک برس میں حافظ قرآں ہوے ۔۔۔ قاری وہیں شاہ عالیشان ہوے
جبکہ سن پہونچا بحد بیست سال ۔۔۔ اصطلاحوں کو کیے خوب انحلال
اس میں ابراہیم شاہ نامور ۔۔۔ کر گئے دار البقا کو وہ سفر
سب کچھ فرمانروا فرماں گزیں ۔۔۔ ماہ سے ماہی تلک زیر نگیں
تہنیت کا پھر ہوا وہ ازدحام ۔۔۔ پھر وہی جود و عطا انعام عام
خضر سے پاکر بشارت دلپذیر ۔۔۔ چھوڑ کر راہی ہوئے تاج و سریر
فیض پاکر وہ انسے پھر جاتے چلے ۔۔۔ خطہ اُچ میں جلال الدین ملے
غوثیہ او قطبیہ کے راز سے ۔۔۔ خوب آگہ کر دیا اسرار سے
انسے جا کر تو ارادت کر حصول ۔۔۔ وہ کہے نکلے خود بدل تجکو قبول
سنکے یہ انکا کلام دلپذیر ۔۔۔ خوب کی تعمیل اسکی ناگزیر
بست و ہفتم تھی بایام صیام ۔۔۔ جذب حق نے دوڑ کر کھینچی لگام

حاتم طائی تھا سائل جود کا ۔۔۔ کیونکہ تھا فیاض وہ موجود کا
ہر سخن سنجان عالم اہل فن ۔۔۔ شاعران نیک خو اہل سخن
کوئی لاتا تھا قصیدہ فارسی ۔۔۔ کوئی عربی تھا غزل جوں آرسی
جسکو دینا ایک تھا دیتا تھا سب ۔۔۔ بھر گیا ہر حرص کا جام ہوس
تہنیت نامے روانہ کر دیے ۔۔۔ شادیانے خسروانہ کر دیے
وہ پڑھا گہوارۂ رحمت میں جو نہ ۔۔۔ چار سال و چار ماہ و چار روز
جو ولادت میں ہوا تھا جشن جم ۔۔۔ یونہیں مکتب میں ہوے سب دور غم
علم میں استاد اول وہ ہوے ۔۔۔ لوح ابجد کے محصل وہ ہوے
شاہ نے وہ سب معلم کو دیا ۔۔۔ اور بھی فخر و ناز خود خود کیا
ہوگئے آخر عمادالدین غنی ۔۔۔ بلکہ بھی دنیا میں خوب انکی بنی
پارہ پارہ یاد سیپارے کیے ۔۔۔ نور افزا ہفت سیپارے کیے
چاردہ میں بدر کامل ہو گئے ۔۔۔ چاردہ اعلام حاصل ہو گئے
ساکنان سرزمیں پرفا پیر ۔۔۔ ہر سلاطین ہر وزیر و ہر امیر
تھا مبارک باد کا غل چار سو ۔۔۔ آج ہی اورنگ پر وہ ماہ رو
ہو گیا خطبہ ہمیں بھی تحریر نام ۔۔۔ حکم سکہ ہو گیا جاری تمام
رہ میں ملتا تھا جو کوئی عزیز ۔۔۔ فیض پاتے تھے شہ والا نمیر
لطف فرماکر نہایت وہ بشیر ۔۔۔ کر دیا اسرار حق سے باخبر
بولے بنگالہ کو جاؤ جان جاں ۔۔۔ اک [illegible]
غوثیہ اور قطبیہ کا نور ہے ۔۔۔ ہوگا روشن بعد اسکے نور یہ
جب ارادت آپ حاصل کر چکے ۔۔۔ اپنی سب تکمیل کامل کر چکے
شیخ کے دل میں ہوا پیدا یہ غور ۔۔۔ کیجیے رخصت اب اسکو سمت اور

بولے سن فرزند اشرف جانمن
خوب ہے تقدیم حکم ذوالمنن

دل میں آتا ہے کہ تجھکو اے حبیب
دور آنکھوں سے کروں اپنے قریب

بعد اسکے ہوں فتوحات کثیر
سب مطیع حکم ہوویں تا کہ میر

داب شاہانہ کیا ہمراہ ہیں
چوب ڈنکا اور نشان خیمہ گاہ ہیں

ہوگا اسکا اسطرح وہ دور تک
تا نہ آئندہ کرے دلکو تنک

ماسوا اسکے ہے یہ اسکے سوا

ہو چکا موجود ہر سامان حشمت
کیا ارادہ ہے تمہارا نیکو صفت

تجھکو ظفر آباد ہوگی اک ظفر
پہلے یا پیچھے جاؤ وہاں اے سیمبر

جو کہ سر پھیریگا سرکش ہوگا وہ
جو کہ تابع ہوگا دلکش ہوگا وہ

معترض اس میں کرے جو کچھ خلاف
ہے لطائف کے اور اسکے اختلاف

خواب کی تعبیر تھا درویش وہ
جو کہ آیا تھا صداقت کیش وہ

جسکو جو اسنا دیکھیے لکھدیا

نظم

ساقیا لا کر پلا جام شراب
پھر لطائف سے لکھوں حال جناب

باغ ایمان کا تر و تازہ ہوا
جشن کا عالم بپا آوازہ ہوا

اک میاں میں دو نہیں رہتی حسام
ہے دوئی کا پاس یعنی شکل قیام

گھر ہو انکی واں ہدایت کیجیے
ظاہر اپنی ولایت کیجیے

تا رہوں حضرت کے در کا خاکروب
دہن آلودہ پیالہ ام ہے شوب

کہکے وہ پڑھنے لگے اشعار یہ

جھکے بوے طرہ زلف مشکبار
لیگئی باد صبا پھر ہر دیار

شیخ بولے ایکدن سے ہی پیر
ایک جا رہتے نہیں دو شیر نر

اسلیے کرتا ہوں میں تجھ سے بیاں
جا کروں تجھکو کوئی پاکیزہ جا

بولے حضرت اب یہیں ہے گزر میں
چھوڑ کر آیا ہوں میں اپنا وطن

ہمدم ہمدم رہوں ہمدم ہم
تا بقائے دم نہ چھوٹے یہ قدم

عالم وجدان میں گوہر بار یہ

قطعہ

کسی کز دولت توفیق یزدانی
بریدہ از دیار کامرانی

شراب فرقت یاران کشیدہ
شکستہ جام عیش کامرانی

بسر پیمودہ این بیدائی محنت
رسیدہ در جحیم بی معانی

اگر دم از رہ تحقیق آمین
جدا از خاک درگاہ جہانی

نہ چون سایہ ولو ہیچ شخصی
چرا این سایہ بداز شخص ثانی

بدرگاہ تو انحرف گرد خاک

کشیدہ پا از در خواری
دریدہ پردہ وصل یار جانی

نہادہ پا بہ صحرای غربت
کشیدہ پا از قاصی و دانی

برای آنکہ از خاک و پایت
کشیدہ چون سرمہ در چشم عیانی

مرا الحمد گہ عالی خدا را
مرا این سایہ النبی و جانی

نگیرد عکس من از شخص ثانی
کہ از تیغ صد پارہ ام ہانی

باو جمشید و کیخسروانی

مؤلفہ

کیا طالع بیدار یہ رہبر ہی ہمارا   واللہ دماغ آج فلک پر ہی ہمارا
الفت میں دیا چھوڑ ہر احباب وطن کو   وہ گھر جو گیا چھوٹ تو گھر ہی ہمارا

ہر تخت کو بھی تختہ تابوت سمجھ کر   مارا ہی قدم تخت برابر ہی ہمارا
ابروئے صنم ہم کو ہی محراب عبادت   جو طاق کہ فرگان کا ہی منبر ہی ہمارا

صحرائے وطن چھوڑکے اس دشت جنون میں   زنجیر بلا سے ہیں کہ دلبر ہی ہمارا
جو شیشۂ عزت تھا گیا ہم نے اچھور   گھر زار الم ہی بھری پیکر ہی ہمارا

ٹلکر کے ہم آئے ہیں یہ میدان مصیبت   خاک در جانان ہی کہ بستر ہی ہمارا
یہ خاک ہی یا سرمۂ عینین بصارت   ہر دیدۂ ابصار منور ہی ہمارا

ہی شائق یہ بندہ کو تو مولا کی جدائی   کیونکر ہوں جدا تجھسے کہ قنبر ہی ہمارا
گو قتل نگاہوں سے کر دیں یہ چھبیلے   وہ تیغ تمہاری ہی تو یہ سر ہی ہمارا

اشرف کی غلامی میں یہ حاضر ہی ہمارا   دارا ہی وہی اور سکندر ہی ہمارا
سنکے یہ بولے کہ سن فرزند من   چھوڑتی ہی جان تجھ بن یہ بدن

پر مشیت ایزدی ٹلتی نہیں   سو کرو تدبیر کچھ چلتی نہیں
اس میں ہی کچھ حکمت رب ودود   چاہیے اسکو تو کر مقبول زود

دان یہ تھا اصرار یاں انکار تھا   دو برس یونہیں بہم تکرار تھا
بولے مخدومی نہ کر اصرار اب   دیکھتا ہی یا نہیں مرضی رب

گو وصال یار ہی حلوائے تر   پر لگا رہتا ہی خنظل کا ثمر
کون وصلت جسکو فرقت ہی نہیں   کون فرقت جسکو وصلت ہی نہیں

عذر کا موقع نہیں ہی اے پسر   گر مصمم آپ اب عزم سفر
آخرش ناچار ہو کر ہر طرح   ہاتھ تدبیروں سے دھوکر ہر طرح

وہ ہوا فرمانروا فرمان پذیر   رکھدیا سر زیر احکامات پیر
پیر لگکر رخصتی کرنے لگے   باہر اسباب سفر دھرنے لگے

ناگہان خاطر میں یہ گذرے خطور   بھیجیے اسکو بشہر جونپور
شہر کے بھی لوگ گرد اگرد سب   اسکے نور فیض سے ہوں خوش طرب

مختصر قصہ ہوا اقرار یہ   ماہ رمضان یکدگر ہو یار یہ
جب نمایاں ہو ہلال عید کا   تب بعید ماہ ہو ہر دید کا

یوں ہوا محکم یہ وعدہ و عہد   بھیجیے تا عید کے پیچھے بعید
ماہ رمضان آخرش آخر ہوا   جو کہ تھا چھوٹا بڑا حاضر ہوا

نور دیدہ نے ادھر باندھی کمر   عین عالم سے گیا نور نظر
ایک جانب تھا بندھا عزم سفر   ایک جانب تھا رواں نور نظر

خم گیا خمخانۂ عشرت کا لوٹ   عیش کا شیشہ گیا ہاتھوں سے چھوٹ
بولے حضرت پیر سے کیجے حضور   حکم ہوتا ہی کہ جاؤں جونپور

پر ہوا یوں وہ ہی ماموں پر خطر   ایک رہتا ہی وہاں شیر اغر
گو کہ شیروں کا نہیں ہی مجکو ڈر   کیونکہ میرا شیر بھی ہی شیر نر

لیکن اسکی اطلاع کرتا ہوں میں   تا نہ بھولیں آپ یہ ڈرتا ہوں میں
اک پہر کے بعد پیر ارجمند   اسطرح بولے با آواز بلند

کچھ نہ کر تو خوف شیر مرغزار   ایک بچہ پائیگا وقت شکار
شیر بچہ سے نہ بچکر جائیگا   ہاتھ میں صید ان کے تیرے آئیگا

مارتے ہیں جسطرح شیران شکار   اسطرح وہ بھی کریگا کارزار
یہ ظفر پہلی ہو ظفر آباد میں   شور ہوگا عالم ایجاد میں

دام تقدیر میں کچھ دانا ہوا وہ	دونون پھندے میں پڑ بیٹھے کوئی طرح	ہو گئے دونون پریشان ہو گئے وہ	زلف پیچان سے کہ پیچان ہو گئے وہ
بلکہ گر ہو زخمی تیر نگاہ	دونون رو بشکستگی ہو گئی کج کلاہ	بولے حضرت خیر ہی کچھ ڈر نہین	ہی سپہر اسکی خطر اس پر نہین
شیخ آگے اور پیچھے سب گروہ	دور تک آئے نکل تا ایک گروہ	وہ گھڑی کیا تھی قیامت کی گھڑی	وقت رخصت اور فرقت کی گھڑی
وصل نے ہجرت کیا اب فصل ہے	فصل کوئی ان میں وز وصل ہے	رشتہ الفت چلے لوگون سے توڑ	سب کو نالان اور گریان چھوڑ چھوڑ
	یہ اُدھر راہی ہوئے اور یہ ادھر	یاد کرتے تھے مضمون سبیر	

غزل

فرقت کا تیری رنج ہی جانکاہ جہانگیر	جی مجکو نہ رکھیگا یہ الله جہانگیر	تو جانکے تو مین جیسے ہون چھوڑ نہین جاتا	کیونکر مین کہرون دم نہ تھمے آہ جہانگیر
اکدم کی جدائی نہین ہی دم کو گوارا	پر کیا کرون ہی مرضی الله جہانگیر	دکھلائیگا مجکو یہ جنون وحشت صحرا	کر اپنے سلاسل مین تو ہمراہ جہانگیر
تقدیر نہ دکھلائے کہین وادی غربت	جب جائیگا بہا لسے تو ہمراہ جہانگیر	دل زلف صنم مین ہی پھنسا ہو کے پریشان	اس سلسلے سے ہم نہ تھے آگاہ جہانگیر
یون دل کو لگا نا تو چھڑانا نہین اچھا	اقرار نہ تھا آپ کا یہ واہ جہانگیر	عالم ہی ترا عاشق ای یوسف ثانی	یعقوب کو کس طرح نہو چاہ جہانگیر
محشر مین حمایت کی حمایت کو پہنچنا	بندہ ہی ترا ایک ہوا خواہ جہانگیر	جبکہ کرتے تھے کہین عزم سفر	ساتھ رکھتے تھے سب اسباب ظفر
اونٹ گھوڑے باعماری اور زین	مردم چیدہ بشان شاہ چین	یون سفر کرتے ہوئے شاہ کبیر	ناگہان پہونچے کہین شہر منیر
یہ خبر سن کر باخلاص دلی	آگے پہونچے شیخ ثمن اور ولی	دیکھتے کیا ہین کہ شاہی ہی جلوس	دیکھکر جسکو کہ بھاگے شاہ روس
اُنکے دل مین آگئی کچھ بدظنی	خوب ہی درویش الله الغنی	یہ گدا ہی یا کہ ہی یہ شہریار	جسکے ہی ہمراہ اونٹون کی قطار
بولے شیخ جانور یہ کل مین ہی	یہ گڈی گویا دل باطل مین ہی	اصل مطلب پر ہماری ہی نظر	جانور رکھنے سے کیا ہی کچھ ضرر
دیکھیے تمثیل بھی معقول ہی	حضرت بو النجیب سے منقول ہی	ہم کو ہی راہ حقیقت پر گذر	صورتون پر ہی نہین ہم کو نظر
غرض از حاصل کا رست اے یار	پھر تو عکیہ ظاہر ہست گو باش	پھر کس نسبت لازم راہ تجرید	جو آوان تو شہ تو آن اد باش
ہی رہ تجرید سے ہر شخص دور	جو ہوا اُسکا تو وہ اُسکے حضور	کہکے یہ اُنسے ہوئے راہی حضور	چھوڑتے رنج سفر کو دور دور
آگئے ظفر آباد یارون نے کہا	حکم ہو جس جا کرین خیمہ بپا	بولے جو مسجد ظفر خان کی ہی ایک	اُس مین یہ اپنا اُتارو رخت نیک
جانور ہین جو کہ ہمراہ رکاب	باندھے جاوین صحن مین وہ سب شتاب	جاکے باندھے صحن مین سب جانور	شہر مین اک غل پڑا اسکا نظر

گوکہ یہ درویش ہی روشن ضمیر
ہین مگر حرکات اسکے بےنظیر

طالبان علم پھر امتحان
آگئے دو تین یہ سنکر وہان

آپ نے جانا کہ پھر اعتراض
گوکہ آئے ہین یہ غنچہ انقباض

انکی اب کچھ گوشمالی کیجیے
حال اسکا خوب حالی کیجیے

صحن مسجد سے نکالو بار بار
تاکرین پیشاب باہر راہوار

بولے اُسنے ملتفت ہوکر یہ شاہ
یون جو باندھے جانور کیا ہی گناہ

پر نہین یہ جانور کوئی کثیف
جو کرین پیشاب بر جائے لطیف

سنیے اسکی ایک ہی آسان دلیل
ہم کو جائز ہی کہ ہین ابن السبیل

سنکے یہ سُن ہوگئے بھاگے شتاب
کچھ نہ اسکا بن پڑا اُنکو جواب

اس مین آیا مسخرونکا ایک غول
قوم کے وہ بھانڈ تھے مرد ٹھٹول

بولے آکر آپ سے با صد نیاز
پڑھ دیجیے حضرت اس جنازہ کی نماز

تالیان مل کر بجاوین اور بغل
اُنکی درویشی مین پڑجاوے خلل

بھیجو اُسنے اجازت تین بار
تاکرے کوئی نہ پیچھے اعتذار

ایک تکبیر ابتدائی جاکے جب
چار تکبیر اُسنے کی دنیا پہ تب

پڑھ کے بولا ای گروہ سب بیباک
خاک مین پنہان کرو میت خاک

جو بزرگون سے اگر خندہ کرے
آپ کو گویا پراگندہ کرے

استہان پر چاہیے ہرگز نہ تھوک
بات یہ بہتر ہی غافل تو نہ چوک

یہ کرامت سنکے آئے خاص و عام
پاس حضرت کے ہوا اک ازدحام

یہ چراغ ہند ہی بے نور و ضو
خلق کی سید پہ اب ہوتی ہی لو

اور اُسی ایام مین شیخ کبیر
جو کہ سرہر پور تھے مسکن پذیر

حاجیہ اُسکو ارادت کا بندھا
منتظر تھا دولت بیدار کا

خاص مسجد کو بنایا اصطبل
خوب ہی درویش یہ مرد دغل

خوف سے لیکن نہ کی کچھ گفتگو
رہگئے خاموش بیٹھے ایک سو

پر دلون مین اُنکے غالب خوف ہی
نور عرفان سے دل اُنکا جوف ہی

ایک گھوڑے کا ہوا کچھ بدمزاج
بولے اسکو بول کی ہی احتیاج

جاکے باہر اور کرا کے بول لید
باندھتے تھے جانور مردان پلید

جانور یہ ہی کثافت کا مکان
اسلیے ہی باندھنا ممنوع یہان

ہی مگر آداب مسجد سے بعید
جانور کرتے نہین یہ گو کہ لید

چاہیے مال عرب پیش عرب
ہی شتر لعبت یہان روا یہ امر سب

ایکدن اشراق کی پڑھکر نماز
تھا در عرفان پھر جانب سے باز

اُس مین تھے اک شخص کو مردہ کیے
سب وہ رانڈ نے نعش زندہ کی لیے

تھا یہ اُنکا مدعا تحقیر ہو
جب جنازہ کی ادھر تکبیر ہو

ایک اپنے یار کو بھیجے کہ جا
اُٹھنے لیکر تو اجازت پڑھ کے آ

پڑھ ابھی جاکر جنازہ کی نماز
تاکہ ہو اس قوم پر افشائے راز

مرگیا زندہ کہ تھا مردہ بنا
چارپائی پر تھا افسردہ بنا

مسخرے بھاگے وہانسے سُنکے سب
کہتے جاتے تھے ہوا یہ کیا غضب

استہان پر تھوکنا بیجا ہی یار
اپنے اوپر وہ پڑی انجام کار

مرحبا آداب تو ہی خوب چیز
آدمی ہوتا ادب سے ہی عزیز

یہ ہوا معلوم حاجی کو بُرا
کیون خلائق کا وہان مجمع ہوا

لو لگائے کیون چلے جاتے ہین لوگ
کسلیے گل گل بنے آتے ہین لوگ

کر چکا تھا علم کی تحصیل وہ
سب علوم عربیہ تکمیل وہ

راندن اپن ہوا محو خیال
خواب مین آیا نظر اُنکو یہ حال

ہو کوئی اک مرد کامل نیک پے / قد میانہ ہو اور اسکا سرخ ہوے
خواب سے جب دم ہوا بیدار وہ / جام الفت سے ہوا سرشار وہ
غالباً انکا یہ ہوگا انجذاب / ہین یہ دیکھا جو کہ ہی شکل یہ خواب
اتفاقاً آکے حاجی سے حصول / دیکھ کر انکو ہوا دل مین ملول
وہ کہان ہی گل کہ جسنے کیا داغ / جو ہوا تھا خواب مین روشن چراغ
دل مین یون کہنے لگا اے دل ٹھہر / کچھ دنون یہان تامل اور کر
ملک ملک شہر شہر و گانون گانون / لیکچی بادشہ اشرف کا نانون
یہ خبر سن کر چلے شیخ کبیر / دیکھیے یہ کون ہی روشن ضمیر
ہو گیا شیدا لیے رویے دلفریب / وہ چلا مشتاق ہو کر ناشکیب
بیٹھے تھے اشراق کی پڑھ کر نماز / اس مین پہونچا بلبل باغ نیاز
دیکھ کر وہ شکل روشن مثل ماہ / اپنی وحشت بڑھا کرکے نگاہ
ثانی و شہرت قبل سے موجود تھا / جو کہ اسکو خواب مین موعود تھا
اگرچہ خضر سان در راہ ظلمات / عنا را در رہ ظلمات خوردیم

مجکو بیعت کرکے وہ شیرین سخن / ثانی و شہرت بھی دیا با حسن ظن
اسطرح وہ گل ہوا اندیشہ گیر / ہو چراغ ہندیان روشن ضمیر
یہ توہم کرکے وہ مرد صفات / آئے ظفر آباد شاگردونکے ساتھ
سخت حیرت مین پڑا مرد گزین / جو کہ دیکھا واقعہ واقع نہین
خوب کی جب صورت و سیرت کی سیر / صاف ظاہر ہو گیا مین شخص غیر
ناگہان پہونچی ہوائے جانفزا / جا بجا پھیلی تھی نگہری ہوا
لوگ ہر جانب سے تب آنے لگے / فیض خود فیاض سے پانے لگے
جسکے اوپر خلق ہی پروانہ وار / کرتے ہین جانونکو گر گر کر نثار
بولے یارونسے یہ شاہ نیکخو / یار آتا ہی کوئی پاتا ہون بو
بولے کرتا تھا مین جسکی یاد / آ گیا وہ دلبر نیکو نژاد
گھر پڑا از بہر قدم دیوانہ وار / کو بکو پھرتا ہون گھر بیٹھا ہی یار
اسکو کھا کر اور یہ کہہ کر چھوڑ لے / پھر پڑھی دو بیت از راہ سرور
لے بعد از جستجوئے بسیار جا / کنون بر آب حیوان راہ بردیم

لمؤلفہ

خضر سان ظلمات مین ہم جا بجا ہو کے پھر / عین پائی ہی وہ نور نظر کر پھر
لوگ کہتے تھے مبارکباد شیخ / خوب پائی دولت ارشاد شیخ
اس ارادت کا ہوا شہرہ بڑا / تب ہوا معلوم حاجی کو برا
اب ہوا حاجی کہ وہ اشرف کا مرید / ذات سے اسکی ہوا بیجا پدید
اولین در خدمتم پرداختی / باز با اشرف ارادت ساختی
آپ بھی اس راز سے آگہ ہوے / حرف زن یون شیخ سے ناگہ ہوے
تجکو حاجی نے جو کی ہی بددعا / تو بھی رجعت کا دکھا دے مزا

بعد جب کتنے برس آپ آ گئے / باری تقدیر سے خود والد کے گھر
جو کوئی آکر ملا تا باپتہ تھا / وہ مبارکباد کہتا ساتھ تھا
جو کہ آیا مجھ سے بیعت کیلیے / خود ارادہ بھی ارادت کا کیے
کرکے متجلی تجلی جلال / کہ جوان بولے کبیرا انتقال
ہو چکا تھا شاہ کا مد نظر / بددعا کا ہو گیا ظاہر اثر
غم نہ کر اسکا تو اے فرزند من / حق کریگا تجکو اک پیر کہن
بولے شاہا کس طرح ہوگا رجوع / تا بسے آنکی ہوا ہی یہ شروع

چاہیے مصدر کے اوپر ہو صدر
اول و آخر آخر بالضرور
بات دونوں ہوگئیں مقبول حق
دونوں مصرعوں سے گیا دل کا قلق

بست و پنجم سال ہیں شیخ کبیر
سو برس کے ہوگئے گویا کہ پیر
سب ضعیفی کے ہوئے ظاہر نشان
دانت ٹوٹے بال پکے ناتوان

قبل پنجم سال کے حاجی چراغ
ہوگئے گل چھوڑ کر دنیا کا باغ

حکایت بر سبیل تمثیل

غوث اعظم سے یہ کی حضرت نے نقل
اب سنو اس بات کو ارباب عقل
ایک سوداگر حسن ابن تمیم
ساکن بغداد جو آزاد و کریم

حضرت حماد کو کر کے سلام
عرض وہ کرنے لگا اے عالی مقام
قافلہ میں نے کیا ہے ایک راست
ہے ارادہ شام کا بے کم و کاست

سات سو دینار ہیں سیمیں فقط
کل یہی پونجی ہے مت جانو غلط
یوں دیا حماد نے اسکا جواب
تو نہ جا ورنہ بہت ہوگا خراب

تو اگر اب کی برس جاویگا شام
تیرہ بختی سے بگڑ جاویگا کام
مال بھی لینگے ترا قزاق لوٹ
بار سر کا بھی نہ جاویگا چھوٹ

سنکے یہ تاجر اٹھا ہو کر اداس
غوث سے جا کر کیا یہ التماس
تھا وہی اس پاک کا پہلا عروج
جا بجا پھیلا نہ تھا نور سروج

بولے اندیشہ نہ کر آفات کا
جا خوشی سے کر یقین اس بات کا
خوش بخوش آویگا تو لیکر کے گھر
کچھ نہ ہوگا تجکو نقصان دگر

یہ بشارت پا کے سوداگر حسن
شام کو راہی ہوا وہ خندہ زن
شام میں آکر کیا بیع و خرید
شام سے نکلا مثال صبح عید

منفعت حاصل کیا حد سے سوا
جیب و دامان خوب سب اپنا بھرا
وہ کسی کوچہ میں جا کر خوش مزاج
کر رہا تھا اپنی رفع احتیاج

پھر حاجت کو اسنے جب کھولی کمر
رکھدیا ہمیان زر پیش نظر
جب فراغت کر چکا وہ خوش سیر
چھوڑ کر آیا چلا زر بھول کر

آ کے خیمہ میں وہ اپنے سو گیا
خواب کے عالم میں غافل ہو گیا
دیکھتا کیا ہے چلا جاتا ہوں راہ
آ گئے ہیں رہزنان روسیاہ

قافلہ پر سب پڑے ناگاہ ٹوٹ
اسکو پکڑا ہی لیا ہے مال لوٹ
حلق پر اسکے چلائی ہے چھری
دیکھ کر چونکا یہ حالت ہو بری

حلق پر گویا جراحت کا اثر
تھا نمایان جو کہ آیا تھا نظر
یاد آیا مال ہاں آیا ہوں بھول
ڈھونڈنے اسکے چلا ہو کر ملول

چھوڑ آیا تھا جہاں پایا وہیں
خوش ہوا بیحد کہ تھا اندوہگیں
واں سے سوداگر چلا بغداد کو
آ کے دیکھا حضرت حماد کو

دوڑ کر زیر قدم اسکے گرا
بولے وہ ہنسکر کہ تو زندہ پھرا
عبد قادر کے قدم پر جا کے گر
میرے مقدم پر نہ رکھ اپنا تو سر

جسنے کی حاجات سب تیری روا
ستر باری کیا حق سے دعا
اسکے باعث شکل اصلی کر گئی
آکے سر پر جو قضا تھی پھر گئی

خواب سے تیرا ہوا تبدیل خون
مال نسیان سے ملا حد سے فزون
خواب میں دیکھا جو تونے ماجرا
اسکے باعث ٹل گیا حکم قضا

اے قلم اسکا بیان اب چھوڑ کر
قصۂ مذکور کو لکھ سر بسر

شیخ حاجی کے ہوا دل پر یہ داغ
سامنے سورج کے کب ہوگا چراغ

ایکدن مسجد مین تھی شاہ صفا
گرم مسجد ہو گئی مثل توا

سبکے سب مسجد سے خود آئے نکل
رہ گئے اک آپ بیٹھے بیخلل

اپنے یارون کو بلا کر اور کہا
مشک سے چھڑکاؤ کر دو ویلا

سب لگے پانی گرانے با امید
کانپنے حاجی لگے مانند بید

حضرت حاجی سے ہو کر بیقرار
اپنے پیر سے کہے یہ کارزار

بولے حاجی سے کہ سن حاجی چراغ
تمنے اس گل کو دیا ناحق یہ داغ

عذر کر اسکا ابھی جا کر حضور
ورنہ تجھ سے ہوا صادر قصور

معذرت کی سبنے جا کر شاہ سے
ہے کہان ذرہ کو نسبت ماہ سے

اب رکھو یا بیرن مین دریا کا حد
تا نہ آئندہ ہو کچھ مکر اور کد

گومتی دریا کا باندھا خوب حد
اب نہین کوئی کریگا اور کد

تا کرین دریاے عرفان مین عبور
اپنے اپنے گھاٹ پر با صد سرور

ملک جو تقسیم کرتا ہے فقیر
ہے فقیرون مین نہایت وہ حقیر

چاہیے ہمت رکھین ہمراہ وہ
خلق کے تا ہون شفاعت خواہ وہ

جب کرامت یہ ہوئی شہ سے ظہور
شہرۂ عالم ہوئین نزدیک و دور

کچھ تصرف کیجیے اپنا نمود
تا کہ خود جاوے چلا مرد و دود

پڑ گئی سبکے دلون مین اک شرار
جل گیا گویا جگر مثل انار

بولے ہنسکر یون کہ ہے سوز چراغ
سہل مین جاتا ہے یہ آتش کا داغ

صحن مسجد مین وہان پانی کرو
نار کو گلزار ربانی کرو

کچھ عجب حالت برودت ہو گئی
بید مجنون انکی صورت ہو گئی

رفتہ رفتہ تا بسلطان رسل
دونون پیرونکے گئے احوال کل

ایک یہ سید مرا فرزند ہے
دوسرے مہمان ترا دلبند ہے

مجتمع آ کر ہوئین ارواح سب
یکدگر مین تا کرین اصلاح سب

فیصلہ اس بات کا آخر کیا
حکم ارواحون نے یہ صادر کیا

درمیان ہر دو رود اہل حشیت
جا بجا محدود ہو ای خوش سرشت

تا کرین روشن ہدایت کا چراغ
اپنی اپنی حد پہ ہو کر با فراغ

آپ فرماتے تھے اکثر یہ کلام
بے حقیقت ہو وہی درویش خام

جو کہ طالب بہر زمین ہے
وہ سواد الوجہ فی الدارین ہے

ہر ولایت اور دیار امصار پر
اپنا قبضہ وہ رکھین یا یکدگر

جو کسی اطراف مین آوے بلا
اسکو مل کر مار کر دیوین ٹلا

حکایت

آپ کہتے تھے کہ یہ میرا ہی حال
جا پڑا شہر یمن کو ایک سال

ایکدن بیٹھا تھا مین وقت سحر
آ گئے بوالغیث یمنی خوش سیر

آنے والی ہے یہان آفت بڑی
خلق پر اس سال گذریگی کڑی

ایک مسجد مین کیا مین نے مقام
اور بھی تھے انمین اشخاص کرام

بولے ای اشرف برادر سن سخن
اب بتا کیونکر امان پاوے یمن

بولے مین بھی دیکھتا ہون حال یہ
تم نے سبقت سے کہا ہو فال یہ

ہے مناسب مل کے دین آفات ٹال
دین مین سے جلد تر اسکو نکال

ہو کے باہم لے لیا بار بلا
کب ہوا کوئی گرفتار بلا

زرد رو انکا صبحدم رخسار تھا
کچھ بلا کا وہ عجائب بار تھا

آفتون کا ٹالنا انکا ہی کام
ہے انھین کا ضیغم اللہ نام

بند باہم کی لڑائی ہو گئی
بلکہ گھر مین خود صفائی ہو گئی

بولے باز صو خوبیت بانسے باضرور
اب چلو تعجیل شہر جونپور

شاہ کا تھا شاہ ابراہیم نام
جسکی مسجد مین کہ فرمایا مقام

تا کرے کب رخ زیبا پر نگاہ
ہو گیا مشتاق سنکر بادشاہ

کہتے ہین سید بھی ہی درویش بھی
مائل عالم ہے نیکو کیش بھی

بعد اسکے شاہ کو ہی اختیار
کیجیے دیدار جاکر بار بار

چاشت کی بیٹھے تھے شہ پڑھکر نماز
اسمین قاضی آگئے با صد نیاز

پس اتر کر پالکی سے باادب
بولے طلبہ سے رہو خاموش سب

ہین جبین پر اسکی خود داغ سجود
اسکے چہرہ سے ولایت ہے نمود

کوئی رنجش نہ آئی گفتگو
دیر تک تھی گفتگو رو در رو

فی البدیہہ سب سوالونکے جواب
ہو الوفا دیتے تھے با طرز صواب

اک طرف وہ بحث کی لیتے رہے
داد قاضی اک طرف دیتے رہے

پھر زیارت پہلے خادم نے ہی کی
مدعا حاصل ملازم نے ہی کی

بولے حضرت آپ ہی مختار وہ
پر نہین مجھ کو ہی کچھ درکار وہ

ہو کے رخصت جب گئے وہ نیکخواہ
بولے قاضی ہی بڑا دانا ہے وہ

یون روایت ہی کہ شہ روز دگر
آکے پھر حاضر ہوا اسوقت پر

وہ در مسجد پہ آیا بادشاہ
با مصاحب چند ہو کر رو براہ

ہوگا یون البتہ ایمن مین مین
ورنہ ہوگا مورد رنج و محن

جب مین سے وہ گئین آفات ٹل
اولیاؤنکے گئے چہرے بدل

سرخ آنکھین ہو گئین مثل شفق
کیا تھے سلطان لایبعد رد حق

جبکہ حاجی باز آئے جنگ سے
پھر کدورت کے پھرے آہنگ سے

بیٹھ کر کھا کر بہم نان و نمک
دور کر کے ہر دلونسے ریب و شک

آکے ٹھہرے مسجد شاہی مین شاہ
لیکے سب ہمراہ مردان الہ

آپکے آنے کی جب پہونچی خبر
منتشر بیحد ہوا وہ تاجور

بولے یون قاضی شہاب الدین ٹھہر
جاکے دیکھ آؤن مین اسکو پیشتر

دیکھ آؤن مین تو کیا انداز ہے
کیا کرامت اور کیا اعجاز ہے

طالبان علم لیکر تین چار
پالکی پر آئے وہ ہو کر سوار

بولے آیا کون نیکو مین ہے یہ
بولے سب قاضی شہاب الدین ہے یہ

ہان نہ کچھ کرنا فضیلت آشکار
گفتگو کوئی نہ کرنا زینہار

پیشوائی کو اٹھے شہ چند گام
اور کیا قاضی نے بھی جھک کر سلام

عقلمندونکے کیے ظاہر علوم
اپنا اپنا جو کہ تھا علم رسوم

طالبان علم سب طرفین سے
بحث علمی کر رہے تھے چین سے

بولے قاضی آپکا مشتاق ہے
ہند کا جو شاہ با اخلاق ہے

کل شرف حاصل کریگا بادشاہ
جو اجازت ہو تو آوے نیکخواہ

آپکا آنا ہی بہتر شاہ سے
دل کو راحت ہی دل آگاہ سے

منتخب ہی عالمون مین وہ علیم
ہند مین ایسا نہین کوئی فہیم

جب وظائف سے ہوے فارغ جناب
شاہ پوچھا تھا بعنوان شتاب

بولے یون قاضی کہ حسن اے شہریار
بھیڑ سید کو یہ ہو گی ناگوار

اپنے مخصوصان کو چن لیجیے ۔ ایک میری بات بس سن لیجیے
بیس مردم خاص کر کے منتخب ۔ لیکے آیا بادشاہ خوش لقب

باادب بیٹھا بجالایا سلام ۔ خاکساری سے لگا کرنے کلام
اسکی باتونسے ہوئے محظوظ آپ ۔ ہر بلا سے وہ ہوا محفوظ آپ

تھا کوئی باغی بڑا نخوت قرین ۔ ایک تھا اسکی کہیں حصن حصین
فوج بھیجی تھی وہاں اس شاہ نے ۔ تاکہ ہو مفتوح نیکو خواہ سے

تھا تردد میں نہایت شہریار ۔ دیکھیے مفتوح ہوتا ہی حصار
یون ہوا اس شعر کا انشا طراز ۔ تا دعا سے ہو در امید باز

اشعار فارسی

دلے کان انور ست از جام جمشید ۔ روان روشن ترا زخورشید باشد
چہ حاجت عرض کردن بر ضمیرش ۔ کسے کو را یقین امید باشد

بولے یہ سنکر کہ سن اے شہریار ۔ گو لگیا تیرا قدم اب استوار
ہو گئے محصوران اب زیر و زبر ۔ تجکو ہوگی نصرت و فتح و ظفر

مسند زرین شہ مسند نشین ۔ ملک سے لائے تھے اپنے بہترین
وقت رخصت اسکو فرمایا عطا ۔ خوش نہایت وہ ہوا شاہ سخا

تخت پر بیٹھکر ہوا جب نیک گیر ۔ بولا یہ سید بزار و روشن ضمیر
ہند میں بیٹھیل یہ آیا ہی مرد ۔ ہی یہ افراد البشر میں ایک فرد

تین دن کے بعد پھر وہ شہریار ۔ با مصاحب چند آیا بیقرار
شربت و روٹی بہم کھاتے تھے شاہ ۔ پہونچے اسکی فتح کے اخبار واہ

لوگ بولے ہو مبارک بادشاہ ۔ یہ خبر سنکر ہوا وہ شاد شاہ
یون لگا کہنے مبارکباد یہ ۔ اسکو درویشنے کیا ارشاد یہ

انکی برکت سے در بستہ کھلا ۔ جو کہ تھا مسدود وہ رستہ کھلا
اک عقیدہ سے ہوا انکو ہزار ۔ خو ارادت میں در آیا شہریار

اسطرح بولا کہ اے پیر سعید ۔ میرے فرزندونکو بھی کیجے مرید
حلقہ بیعت میں انکو لایئے ۔ معرفت کی چاشنی چکھوایئے

انکو بھی لائے ارادت میں حضور ۔ راز عرفان سے دیا سب کو سرور
عرض یون کرنے لگا وہ ذیشعور ۔ کیجیے میرے مکان کو رشک طور

کیجیے مقبول کچھ نان جوین ۔ دور اشفاق و کرم سے ہے نہین
بولے حضرت اسکو سن اے شہریار ۔ اپنی آیا سلطنت پر لات مار

مجکو ہے ایوان شاہی ناپسند ۔ مجکو ہے خاک زمین عرش بلند
تو نہ کر اصرار اس مین زینہار ۔ پر نہین چھوڑونگا میں تیرا دیار

وہ ہوا اس بات کو سنکر خموش ۔ دور فرقت کا ہوا دل سے خروش
دو مہینے سے گئے زائد گذر ۔ آپ تھے وان کرسی ارشاد پر

نور ایمان سے ہوے پر نور سب ۔ ہو گئی وانکی نحوست دور سب
تھا بدل قاضی شہاب الدین مرید ۔ تھا نہایت معتقد مرد سعید

روز آتا تھا بلا ناغہ حضور ۔ بعد دو دن کے تو آتا تھا ضرور
اپنے تصنیفات دکھلاتا تھا وہ ۔ پر نہین خدمت میں سر اٹھاتا تھا وہ

یہ تھا ارشاد آپ نے کی تھی پسند ۔ اسطرح کچھ اور تصنیفات چند
پر صنائع دیکھ کر جون آ رسی ۔ لیسکے چھوڑ دو واحدی یہ فارسی

واحدی بھی اک قصیدہ لیگئے	چھوڑ کر مضمون چیدہ لیگئے	اور قاضی بھی بفکر چند غور	لیگئے کہکر قصیدہ ایک اور
دیکھ کر دونون کو کہکر واہ واہ	بولے یون قاضی سے ہنسکر یا وفا	واحدی پر فارسی اب چھوڑئیے	ریختہ علم و ہنر نہ توڑئیے
	واحدی نے قطعہ اک موزون کیا	روبرو قاضی کے وہ مضمون کیا	

قطعہ

لشکر علم تو بہ تیغ بیان	از عرب تا عجم گرفتہ دیار	چون گرفتی عراق عربیت	فارسی را بواحدی بگذار

لمؤلفہ

تیغ بیان سے علم کے لشکر نے تیرے آپ	قبضہ کیا عرب پہ عجم پر بھی لیکیا	زیر نگین ہو لی ہی عراق عرب جب	اب واحدی کو دیجیے فارس کا احتیا
جب ہی بانکے لوگ ہر خورد و کلان	نور ایمان سے ترے پر نور جان	بولے یارون سے کہ با صد حسرت آہ	چل کے لکھو لو جاہیے ہو جو دم ہے اب
ہی لطائف اشرفی مین یون رقم	یعنی حال آمد بشاہ رہم	ایکدن بیٹھے تھے ہنگام سحر	با علاء الدین شہ فرخ سیر
تھے بہم گرم کلام معرفت	دیکھتے تھے خود مقام معرفت	شیخ بولے دیکھتا ہی کچھ بشر	بولے حضرت آپ ہین بینا نہ تم
بولے دیکھو اسکو مدور جھیل ہے	نقطۂ دل ایک بے تمثیل ہے	اک درخت اسکے کنارے ہی بلند	دیکھو اسکو غور سے ای ارجمند
سوے مغرب ہے جھکی شاخ شجر	ہے وہی مسکن وہی تیرا مقر	راہبت نہضت اُٹھا ز جو نہود	آئے کرتی شہنشاہ غیور
دیکھ کر اسکی بہار سر زمین	بولے مرشد نے بتایا ہی یہین	تھا وہان وہ تیغ جان حسن قیام	ایکدن کرتے تھے سیر اسکی تمام
ہر طرح خود خوب کر کے سیر جھیل	یون لگے کہنے کہ یہ ہی غیر جھیل	وہ نہین ہے جو کہ تھا میرا گمان	دیکھے ملتا ہی وہ نقطہ کہان
اب یہان سے لیچلو شاہی خیام	جسکا مرشد نے کہ بتلایا تھا نام	موضع بہدروند آئے وان سے شاہ	باغ مین ٹھہرے لگے کرنے نگاہ
پہلے آ گئے تھے ملک محمود آپ	تھے محب اولیا مسعود آپ	ایک سایہ دار انبہ کا شجر	تھا وہ زیتون مین نہایت خوش ثمر
اُسکے نیچے تھا قیام پادشاہ	آئے وان محمود با شوق اکہ	آپ تھے آرام مین قبل زوال	ناگہان نکلے کہ بینا سیر نال
خوب کی لوگون نے جو اسکو نظر	سوے مغرب تھی جھکی شاخ شجر	بولے بیشک ہے وہی جا یہ جھیل	پیر نے جسکی کہ بتلائی سبیل
یون ملک بولے کہ ای عالم پناہ	ایک ہی جوگی بڑا جادو نگاہ	خوب لکھتا ہی وہ پاکیزہ زمین	ہی مگر ساحر شہا بیحد خشمگین
گرد اسکے ہے مدور جھیل اب	وہ زمین گویا ہی بے تمثیل ایک یہ	اسکے استدراج کا شہرہ ہی آج	پانسو رکھتا ہی جوگی بد مزاج
بولے گو جادو ہی یہ مغرور وہ	حق جب آیا ہوگا باطل دور وہ	یون ملک محمود سے نکلا کلام	شاہ جب آیا اُٹھا غوغاے عام

خوش ہوے سنکر نہایت یہ سخن
بولے خادم سے کہ جا اے بوالحسن

جا کے کہہ جوگی سے ہان جاوے نکل
چھوڑ کر اس سرزمین کو بیخلل

آکے خادم نے بتاکید اکید
یون لگا کہنے نکل یان سے پلید

شاہ سمنان کا یہان ہوگا محل
آج کل تو چھوڑ کر اسکو نکل

یون کہا جوگی نے یہ سنکر پیام
ہو نکل جا نامراد و شوار کام

کون ہو دنیا مین از جن و بشر
جو کریگا سامنے میرے نظر

پانسو جوگی ہمارے ساتھ ہین
جسکے زیر حکم ہر جنات ہین

سامنا میرا کرے جن یا کہ دیو
سنکے بھاگے جوگیونکا وہ غریو

ماوہ شیران سے مین لیتا ہون شیر
پنجہ سرپنجگان بیتا ہون پھیر

جو نکالیگا کوئی اعجاز سے
تو نکل جاؤنگا اس انداز سے

راہ ایسے مرد کی تکتا ہو مین
وہ نکالے تو نکل سکتا ہون مین

سنکے یہ اسکا جواب ناصواب
یون جمال الدین کو فرمایا خطاب

ڈال جا کر جلد جوگی پہ بجوگ
چھوڑ کر وہ جوگ بھاگے لیکے گو

اسکو جانے مین کچھ اندیشہ ہوا
ایک گلوری پان کی تب یہ کھلا

وہ بشارت شاہ سے پاکر چلا
خود گلوری پان کی کھا کر چلا

آکے للکارا بآواز بلند
آ ادھر بیہودہ گوئی تا بچند

مجکو دکھلایا کہ دکھلاؤن تجھے
حیطۂ تسخیر مین لاؤن تجھے

گو کہ ہو اظہار اسکا نادرست
پر یہان اب چاہیے ای مرد سست

سن کے یہ آواز جوگی شریر
چیونٹیون کی بھیجدی فوج کثیر

جو لگا وہ پاک پر آیا خیال
چیونٹیان بھاگین لگا پر و بال

فوج شیرونکی پھر آئی ناگہان
دیکھ کر خادم کو بھاگے ہو رسان

ایک سوٹا لیکے موٹا ہاتھ سے
آسمان پر اسنے مارا گھات سے

دیکھ کر خادم نے بھی مارا عصا
مارا سا وہ عصا پہونچا قفا

مار کر اسکو گرایا بر زمین
دیکھ کر جوگی ہوا اندوہگین

پڑگیا شطرنج مین جوگی کمال
اسکا منصوبہ ہوا اسکو وبال

پھیر کر بولا رخ بدبچہ اس
لیکے چل اب مثل فرزین شاہ پاس

یون کہا خادم نے بسم اللہ چل
مات ہو کر چل مرے ہمراہ چل

آگئے قدمون پہ وہ حضرت کے گرا
مذہب باطل سے جی اسکا پھرا

ہاتھ مین خادم کے دیکر ہاتھ وہ
روبرو آیا بحسرت ساتھ وہ

وحدہ بولا خدا ہی لاشریک
ہے محمد بھی رسول اللہ ٹھیک

تھے جہانتک ساتھ اسکے ہم جوگ
نور ایمان سے ہوے وہ نور لوگ

اپنے مذہب کی جو جو تھی کتاب
سب جلائی لا کے وہ پوتھی کتاب

فیض صحبت سے ہوا زاہد وہ
تربیت پاکر ہوا عباد وہ

ایک گوشہ مین ہوا گوشہ نشین
جبکہ پائی دولت ایمان و دین

واہ وا دیکھو کہ کیا ہے شان رب
یا ابھی حیوان تھا یا انسان ہے اب

کفر کافر سے ہوا کافور کیا
ظلمت شب سے ہے نکلا نور کیا

دار پر جاکر ہوا ہے دور وہ
تار بنکر پھر ہوا ہے نور وہ

یا پڑا تھا رشتۂ زنار مین
یا پڑا تسبیح کے اب تار مین

جو بھجن کرتا تھا بیٹھا رام رام
رام سے رم کر ہوا جوگی کرام

یا رمائن اور گیتا کہتا تھا وہ
جوگیون مین سربسر ہنتا تھا وہ

یا جپا کرتا تھا اک مالا لیے
یا کہ لکڑی لات عزی کی لیے

تھا کہان مندر مین بیٹھا مرد پیر
یا کہان حجرہ کی وہ کرتا ہے سیر

تھا کہاں بیٹھا ہوا دھونی دیے
یا کہاں چل باز جوگی کیے

لٹکے بال اُس کے گئے گیسو لپٹ
لٹ گئی جوگی کی جٹا اب ہوئی کٹ

جوگیوں میں تھا بڑا ممتاز وہ
اب ہوا دانائے اہل راز وہ

کہتے ہیں جوگی ہوا جھٹ دم مرید
تھا خلائق کا بڑا مجمع مزید

حلقۂ بیعت میں اُس دن بار بار
پنج الف آئے تھے لوگ اندر شمار

بولے یاروں سے چلو اٹھکر وہاں
جو گیا اُن جا کے تھا جہاں

لائے واں تشریف شاہ نیکخواہ
ہے جہاں اب درگہ عالم پناہ

آ کے کی تقسیم قطعات زمین
اپنے یاروں پر براہ بہترین

جا بجا حجرہ مساجد خانقاہ
لوگ بنوانے لگے پھر آکہ

پر ملک محمود نے باعز و جاہ
ایک بنوائی کلاں تر خانقاہ

تھے نہایت وہ وسیع و سربلند
کب وہاں وہم کی پہونچی کمند

جو کہ ہر سادات تھے قرب و جوار
حلقۂ بیعت میں آئے بار بار

وہ ملک محمود اور اولاد بھی
سب ارادت سے ہوئے دلشاد بھی

تھا ملک محمود پر لطف دو چند
تھا ملک محمود کا رتبہ بلند

دو برس میں ہر مکان و خانقاہ
ہو گئے تیار حسب حکم شاہ

کا جب بنکر ہوا سب اختتام
رکھدیا حضرت نے روح آباد نام

کثرت ارشاد کا جو تھا مکان
کثرت آباد اُسکا فرمایا نشان

ایک حجرہ بھی بنا تھا مختصر
بہر یاد خالق جن و بشر

واں اکیلے آپ رہتے تھے فقط
وحدت آباد اُسکو کہتے تھے فقط

اب جہاں بیٹھے ہیں سید خرقہ پوش
یہ وہی حجرہ ہے سُن اہل ہوش

ہے مکان خاص سجادہ نشین
واں گئی بغض و عداوت کا نہیں

لیکے یاروں کو کبھی درگاہ سے
بیٹھتے تھے آپ پورب جا سے

ہے جہاں بی بی بلائی کا مزار
بولے یہ دار الاماں ہے بے گماں

مثل دریا کے بڑی ہے ایک جھیل
گھاٹ ہے اُسکا بکو چکنا طویل

کہتے ہیں اب اُسکو لامہ عوام
جاہلوں میں ہو گیا مشہور عام

ایک ہے قطعہ زمین سوئے شمال
دلکشا راحت رساں ہے بے مثال

روح افزا اُسکا فرمایا ہے نام
ہے حقیقت میں وہ روح افزا مقام

لے جو رونق یہاں ہو وے کہیں
دہر میں اسطرح ہوئے گی نہیں

یاں پر آئینگے بزرگان سبق
اولیا اخیار ہر مردان حق

صالحان متقی و الکرم مردان غیب
یاں پر آئینگے وہ سب بے شک و ریب

فیض پائینگے یہاں ہر شیخ و شاب
کہدیا واللہ اعلم بالصواب

ذکر سیاحت حضرت قدوة الکبرا رحمۃ اللہ علیہ

ساقیا کیوں سست ہے چل تیز گام
دے مئے دو آتشہ سے بھر کے جام

سیر بھائی مجکو ہے آفاق کی
تاکہ دیکھوں صنعت خلاق کی

کلک محو صنعت خلاق ہے
بر سر سیاحی آفاق ہے

یہ لطائف میں لطیفہ ہے لطیف
ہے پسند ہر وضیع و ہر شریف

دل میں تھا جا دو خیالی کیجیے
حال گنج راز حالی کیجیے

پر یہاں تائید حق درکار ہے
وہ اگر چاہے تو بیڑا پار ہے

تا نکالوں بحر سے چُن کر صدف
گوہر اسرار لاؤں میں بکف

پیشکش اہل معانی کے کروں
واقف از نہانی کے کروں

اب سنو اے سامعان نیک نام
یوں رقم کرتا ہے جامی نظام

جو کہ کی ہے شاہ نے سیر جہاں
آنجہاں نے سیر ویسی کی کہاں

رنگ رنگ اعجوبۂ پروردگار
چند چندیں نادرات روزگار

کی ملاقات بزرگان کبار
جو ہیں کوہستان میں با عز و وقار

آپ فرماتے ہیں وہ فرخ سیر
ہم نے دیکھے جو کہ افراد بشر

یا کہ دیکھی جو کہ مخلوقات حق
یا کہ دیکھی ہیں جو مصنوعات حق

جو کسی سے وہ کریں ظاہر نہیں
بعض لوگ اسکو نہ جانینگے عزیز

آپ فرماتے ہیں یوں شاہ جلیل
لوگ تھے ہمراہ میرے کچھ قلیل

اک جزیرہ میں ہوا جا کر گذر
تھا جزیرہ وہ نہایت خوبتر

وہ جزیرہ تھا عجائب پر کوہ
ایک تھا اس میں درخت پر شکوہ

نام اُسکا شجرۃ الوقواق تھا
وہ درخت اعجوبۂ آفاق تھا

تھا تناور اور نہایت سربلند
اُسکی جڑ پھیلی ہوئی تا دور چند

اُس میں انساں تھے بجائے پھل پھلے
ناف رگ سے سب لٹکتے تھے تلے

جبکہ ہلتی تھی ہوا پر پائے شاخ
بیٹھتے تھے کود کر بالائے شاخ

گفتگو کرتے تھے جو با یکدگر
وہ نہ آتی تھی سمجھ میں سر بسر

کہتے ہیں اکدن کیا میں نے مقام
دیکھیے کھاتے ہیں وہ کیونکہ طعام

تیرگی شب ہوئی آفاق گیر
آگئے اُڑ کر کچھ طیور دلپذیر

سب کے سب مرغان رنگیں بال تھے
طائران نادر الاشکال تھے

وہ لگے کھانے جو کچھ اثمار سے
بیٹھ کر ہر شاخ پر منقار سے

ام بنیے گرتا تھا جہانتک چھوٹکر
اُسکو وہ کھاتے تھے مرغم لوٹ کر

گر پڑا اک زمیں پر دو سہ ثمر
خوب میں نے اُسکو دیکھا بھر نظر

صاف تھا دو قسم کا انگور وہ
صاف جیسی تھا یہ غلمان حور وہ

واہ کیا رزاق ہے روزی رسان
کیسی کیسی حکمتوں سے بیگمان

پھر ہوئی اس بات کی ہمکو طلب
موت کا ہوتا ہے کیا انکی سبب

لوگ جو رہتے تھے نزدیک شجر
یہ ملا احوال کا اُن سے ثمر

جب قضا سے اُنکی کٹ جاتی ہے ناف
روح تن کا چھوڑ دیتی ہے غلاف

حکایت

ایک ٹاپو اور پھر آیا نظر
تھا کشادہ خوشنما برگ و شجر

تھا جزیرہ خوب اُسکا صوف نام
دشت پُر اثمار گوناگوں تمام

جو وہاں دیکھا نہ دیکھا تھا کہیں
یک مکاں تھا پر مکیں کوئی نہیں

گو کہ تھا اُس میں بہت عالی مکان
پر بشر سے تھا پڑا خالی مکان

ایکبار حضرت ہوئے جا کر مکیں
دیکھیے آتا ہے کوئی یا نہیں

گوش زد ہونے لگے انسان کے بول
ناگہاں پہنچے سیہ پوشاں کے غول

آپ نے اُن سے یہ پوچھا بہر اس
کیوں ہے تم لوگوں کا یہ کالا لباس

کچھ نہ بولے رہ گئے سن کر خموش
پھر دوبارہ بولے فرما کے خروش

بولے جاؤ شہر مدہوشاں کو تم
ہوگا واں معلوم یہ اسرار گم

سنکے حضرت کو ہوا تب اشتیاق
آگئے مدہوشاں میں حسب اتفاق

بعد دس منزل کے پہونچے جھونپڑے | دیکھتے کیا ہیں وہاں ہیں نور نور
ہے وہاں ہر ایک نے ہرہ مشتری | مشتری ہیں جس کے حور و پری

ایک ونچے پر ہے چاہا بیٹھ کر | کیجیے نظارہ حسن بشر
پر نہ چھوڑا اسم کو نور العین نے | سیر وہ دیکھی نہیں عینین نے

ایک البتہ پڑا تھا یہ نظر | ہر عجائب سے عجب تھی کل دگر
جو کوئی اکرتا ہے حاصل اسکی دید | عشق آنکا اسکو ہوتا ہے دید

حکایت

کہتے ہیں یوں خسرو گردوں مقام | اک ولایت اور تھی ایلاق نام
تھا سرحد ولایت رودبار | بر لب دریا تھا شہر بانگار

تھا نہایت رونق افزا پسند | کو بکو ہر سو عمارات بلند
جبکہ آیا شہر میں وہ شہریار | دیکھ کر حیران ہو نقش و نگار

عورتوں کا واں نظر آیا ہجوم | مرد سے خالی ملی وہ مرز بوم
ظاہر آیا وقت استفسار یہ | وانکے لوگوں نے کہا اظہار یہ

یاں نہیں پیدائش شکل ذکور | چاندنی رہتی ہے بے ماہ ظہور
جب گذرتے جاتے ہیں کل ایام حیض | چلکے دریا سے یہ آتی ہیں فیض

جنکے سے جو پاک ہو جاتی ہے زن | غوطہ زن دریا میں ہوتی ہے یہ تن
اسنے جو مولود ہوتا ہے ظہور | وہ بجز دختر نہیں ہوتا ذکور

واہ کیا ہے قدرت معبود فرد | آپ دریا کو ہے دی تاثیر مرد
خالق کون و مکان ہے وہ ودود | جو کہ لایا ہے عدم سے سر وجود

مرد و زن گو باعث تخلیق ہے | پر کہیں کچھ اور بھی تنسیق ہے
گو نہیں ہے چاند پر بھی چاندنی | ہے عجب فرش زمین پر روشنی

مار کوئی پا نہیں سکتا ہے دم | عقل کا مرکب یہاں جاتا ہے تھم

حکایت

کہتے ہیں اک وقت سفر سیلاب کے بیچ | جا پڑا ناگاہ اک میدان کے بیچ
تین دن تک گام فرسا تھا بکد | برہنہ پائی ہے اس میدان کی حد

کوئی راہی بھی نہیں ہم کو ملا | پوچھتے جس سے پتہ کچھ راہ کا
ہم وہاں بھوک کے پیاسے تھک گئے | چلتے چلتے پاؤں بھی کچھ پک گئے

پڑ گئی تھی بھوک کی لوگوں میں ہوک | پیاس سے رہتی تھی ساری بھوک بھوک
صبر و استقلال میں لغزش ہوئی | سخت بھوک اور پیاس کی جوشش ہوئی

تھا کشتن کا ایک سایہ دار پیڑ | کسکو طاقت تھی کہ لے اسکو اکھیڑ
ایکدم بیٹھے وہاں زیر شجر | مانند گی راہ تا جاوے اُتر

تھا وہ میدان صاف از انس و وحوش | مور اک آیا نظر مقدار موش
ایکدم بیٹھا تھا پھر وہ گھر گیا | کچھ اشارہ آپ سے وہ کر گیا

تھا یہاں حضرت کا شاہانہ جلوس | مثل آئینہ وہ امی چون عروس
چار گھنٹہ دن چڑھا ہوگا کہ پاس | مور نے آکر کیا کچھ التماس

خود چلا ساتھ اُسکے حضرت بھی چلے
تھے کئی اقسام کے چالیس ڈھیر
اپنے یاروں سے یہ فرمایا دلیر
ہاتھ دھو کر و الله لیکر چلے
آپ سے پوچھا یہ نور العین نے
ایکدن کوئی امیر نامدار
جو بچا وہ سب گیا وہ چھوڑ کر
جانکر بہتر رکھی چیونٹی نے چیز
ہم کو بھی بچایا خدا نے اس جگہ

ساتھ لیکر پیٹر کے لایا تلے
جڑ میں تھا سوراخ مکان دلیر
ہاتھ مارا اور چکھو ہو گئے سیر
مور بے پر کو دعا دیکر چلے
یوں کیا ظاہر شہ کونین نے
اتفاقاً آ گیا بہر شکار
چیونٹیوں کے ہر بلوں میں توڑ کر
کاش آ جاوے کبھی کوئی عزیز
کھل گئی ہر مور کے دل کی گرہ
جان کر مجھ کو بڑا تو وہ بڑا

دیکھتے کیا ہیں وہاں زیر شجر
ایک تو وہ ان میں تھا سب سے بڑا
ایک تو وہ پڑھتا کر ایک کو
تا مقام ولیں آیا تھا مور
چیونٹیوں کا ہے وہ چیونٹا بادشاہ
اُسکے تھا ہمراہ بحید زاد راہ
حکم شاہ مور سے ہو کر دلیر
کیجیے اُسکی ضیافت بانیاز
جو کہ ہیں ہمراہ میں چالیس مرد
کر دیا ہے اور تو دوں سے جدا

جا بجا ہے تو وہ قند و شکر
ما بقی تھا سب برابر جا بجا
اکل کی ترغیب دے ہر ایک کو
آپ نے رخصت کیا اُسکو بڑا
اور سب چیونٹی عابا یا سپاہ
بیٹھکر کھایا کھلایا ہر سپاہ
یہ لگائے چیونٹیوں نے جھٹکے ڈھیر
تا کرے ہم لوگ کو وہ سرفراز
اسلیے تو وہ بنایا فرد فرد

حکایت

کہتے ہیں حضرت کہ کوہ فتح پر
تیس برسوں سے توکل کی سبیل
وہ بشارت آکے سب دینے لگے
تھا جو اُہر سے وہ جو ہر میں صفا
راہ دن جاوے چلا چند راہ
کھولے بھید اور ہے اُسکا خواص
بعض یاروں نے کیا اُسکا طلب
رازدان کار ملنے لگے احوال سب
پیر طلان اُنکا تھا پالا سے بہاء

وقت سیاحی ہوا میرا گذر
خوب پکڑے تھے وہ مردان جلیل
آپ نکی نعمتیں لینے لگے
تھا نہایت آب گوہر میں صفا
مانند گی سے پھر نہیں ہوگا تباہ
خاطر اُسکو لیا با اختصاص
دیکھیے ہیں کہ وہ خوش سنگ شب
جو کہ دیکھا تھا کہا وہ حال سب
اہل دنیا سے وہی گویا تھا آزاد

واں ملے مجکو فقیروں کے گروہ
آپ تھے تا ر العین جا یہ گزیں
تھے ابو الغیث اُن سبھوں کے سرگروہ
بولے اُسکو جو کوئی وقت سفر
پاس اُسکے پیاس آوے گی نہ بھوک
جبکہ روح آباد آئے سید تک
بولے تم کو خواہش ہے سو ہر
تھے فقیروں سے ہاں اشخاص تیس
وقت افطار اُنکو آتا تھا طعام

کوہ پر بیٹھے ہوئے تھے با شکوہ
یوں ہوئی تائید رب العالمین
ایک پتھر بھی دیا بالائے کوہ
باندھ لیوے کس کے بر وے کمر
منہ میں لیوے اُسے جاوے نہ چوک
وہ ملک محمود کو بخشا تھا سنگ
وہ ملک محمود کو مجھو د ہے
کوہ کے دامن میں رہتے تھے تیس
رہتا ہیں ساتھ یک شربت کا جام

روز روزہ کرتے تھے افطار وہ
ایک مرد مؤمن سے تھا جو ہوشیار
اسلیے اسکا ہی کو وہ فتح نام

راہ حق مین اسطرح دشوار وہ
آکے حضرت کا ہوا خدمتگزار
جو کہ ہو روشن وہ روشنی مین خام
ہی یہی تاثیر کو وہ فتح پر

جو کوئی مہمان بھی آتا تھا اگر
فیض صحبت نے کیا اسکو تمام
ایک لحظہ کرے وان اعتکاف
کھل وہان جاتے ہین اسرار بشر

اسکو بھی دیتے تھے روٹی توڑ کر
شخص وہ پہونچا بانواع مقام
زنگ اسکے دل کا ہوا ویکا صاف

کہ

حکایت

کہتے ہین یون خسرو گردون مسیر
ذکر تھی وہ لوگ سب اک پیر کے
دیکھ کر کرتے تھے ہمکو وہ عجیب
پوچھتے تھے وہ عجائب سیر سے
کیا ہی مذہب اور کس کا دین ہے تمام
کہتے ہین بعضے کہ ہے نسناس وہ
پر روایت یہ صحیح ہی نہین

ایک جنگل مین گیا جب ناگزیر
پر قیامت کے سبھی اسیر تھے
دیکھتے تھے اور کہتے تھے سبب
کس طرح چلتے ہو تم دو پیر سے
کیا یہ کہتے ہو یہ کیسا ہی کلام
پر غلط ہی اور ہی دوسرا ہی وہ
اور ہی نسناس کا فرقہ کہین
فرقہ نسناس ہی حق ناشناس

ایک تھا ان مین جزیرہ خوب تر
سب کے سب اک رنگ کے ننگے ہوے
وہ نہ آتی تھی سمجھ مین گفتگو
دین مذہب کا ہوا انسے سوال
تھے نباتات زمین انکی خورک
انکے اوپر بعض کا اطلاق ہے
وہ خدا کو بھی نہین پہچانتے
کہتے ہین نسناس اسکو نیک ناس

ایک ننگا وان نظر آئی بشر
آکے استادہ وہ اک ننگے ہوے
پر اشارہ وسنے کھلا یا رکیب مو
بولے ہسکا کچھ نہین معلوم حال
پر تناسل مثل انسان پاک
جو گروہ شجرۃ الوقواق ہے
کون خالق ہے نہین کچھ جانتے

حکایت

کہتے ہین وقت سفر سعدی دکن
کوہ کی دامن مین تھا گوشہ نشین
وہ بیان کرتا تھا حال ہر دیار
ایک عمدہ کیا نگینہ تھا جڑا
جبکہ کرتا تھا نگینہ کو وہ دھر

ملک کا آیا نظر رشک چمن
تھا جہاندیدہ بڑا مرد گزین
چشم دیدہ نادرات روزگار
بلکہ وہ اعجاز سینہ تھا جڑا
وہ نظر آتا تھا پھر سب کو بشر

تھا بڑا گلزار گلبرگہ تمام
تھا معمر اور نہایت خورد سال
ایک تھی انگشت مین انگشتری
روبرو کرتا تھا جو اسکا نگین
تھا نگینہ کا عجب انداز وہ

ایک تھا درویش کا اس مین مقام
سات سو کا سن مگر تھا تھا کمال
جسکو حیران دیکھ کر ہو مشتری
دیکھ سکتا تھا کوئی اسکو نہین
وہ نگینہ تھا کہ تھا اعجاز وہ

وقت رخصت ایک بتلائی دعا / فائدہ جسکا کہ ہے حد سے سوا
دل ہوا فرزند عبداللہ کا / قید کوئی صورت دلخواہ کا
تا حصول ایام سے دانہ تھا وہ / دام ہستی میں جو دیوانہ تھا وہ
اسکو پھندے سے نکالا آپ نے / دام الفت کا پڑا لا آپ نے
چاہیے توڑے وہ شیروں کی طرح / جو کہ آویگا دلیروں کی طرح
تازہ گل تازہ شجر تازہ ثمر

حسن جن تھا نہایت باکلام / خوبصورت مرد و عورت تھے تمام
آپ وہ دانہ سب گیا دانا سے چھوٹ / عقل کا پھندا اگیا ناگاہ ٹوٹ
پھر کے آئے آپ جب بار دگر / پھر گیا پھر اس ولایت میں گذر
جو ہوا اس سلسلہ میں دستگیر / کب سلاسل میں رہیگا وہ اسیر
شہر شہر و دہ بدہ آباد تھا / جو کہ تھا اس ملک میں آزاد تھا
اس لیے کہتے ہیں گلبرگہ شہر

حکایت

پاک کردے یا الٰہی میری فکر / کیونکہ اب بیت المقدس کا ہی ذکر
ہر مقابر کی زیارت خوب کی / ہر زیارت با دل مرغوب کی
وہ نہ پایا فیض ہم نے دہر میں / وہ ملا ہرگز نہ کوئی شہر میں
ہے فقیروں کو وہاں الوان عام / ہے وہاں موجود سب آب و طعام
روز رحمت بھی اترتی ہے ہزار / مسجد اقصی میں بکثرت بار بار
جامع مسجد ہے اک اندر دمشق / حال اسکا اب سنو از روے عشق
اسنے وہ مسجد بنائی تھی بلند / بانی مسجد وہی تھا ارجمند
اسکی محرابوں کا کیا کہیے شمار / اور عمارت کے سوا بارہ ہزار
بلکہ قندیلیں بھی ہیں بارہ ہزار / مقبرے ہیں یہ بھی آویزاں بہار
[illegible] چشمہ آب رواں / آب حیات کا وہ دنیا ہے نشاں

کہتے ہیں یاں بھی ہوا سیر و مرور / مقبرے دیکھے وہ دیکھے تھے قبور
انبیا کو جگہ یہاں ارواح سے / فیض پایا ہر طرح اصلاح سے
ہیں وہاں ظہور اکثر انبیا / مقبرہ ہے خاص ابراہیم کا
مسجد اقصی کا فرمایا طواف / واں ہوا تھا کچھ عجائب انکشاف
پاک ہو جاتا ہے طائف اسطرح / آج خود پیدا ہوا ہے جس طرح
تھا کوئی ابن امیہ نیکنام / کہتے ہیں اسکا تھا عبداللہ نام
مال بے تعداد وہ لایا تھا لاد / صرف مسجد کے لیے با اعتقاد
رکن احد میں ہیں اکثر انبیا / کہتے ہیں مدفون ہوئے ہیں جا بجا
تین سو [illegible] ہزار / ہر وہی [illegible]
وا ہوئے [illegible] اصحاب سلوک / وان ملا مقصود ارباب سلوک

حکایت

مرکب خاص [illegible] / [illegible] / [illegible] / وان ملا [illegible] حضرت نے گا

ہین یہان مین یہ جہانتک بیان
اسکی مالی سے ہین یہ اکثر روان

کہتے ہین وہ مسکن ابدال ہے
فیض یہ جاری ہی ہان فی الحال ہے

سالکون نے کام اپنا اختتام
سب ہین جا کر کیا ہی والسلام

جو کہ ہی کوہ نہاوند بلند
پہونچے جا کر آپ شاہ ارجمند

نام اسکا خلق مین والوند تھا
تھا عظیم القدر مرجود تھا

ہو رکھی تابوت مین وہ سب کی لاش
جسطرح سوتا ہو کوئی بیخبراش

جو مسافر اسکو لیتا ہی اٹھا
سن لہو ہوتا ہی جاری برملا

جو کسی کا ہو گیا ہی وان گذر
فیض پایا اپنے مقدار ہنر

اسطرح بہتا ہی پانی زور سے
کیا ہی آواز قراءت طور سے

وان گیا ہی جو کوئی اہل سلوک
دو ودل سے ہو گئے اسکے شکوک

وان کیا ہی دین کاشف نے اعتکاف
راز پنہانی ہوے کل انکشاف

ایک مسجد تھی کلان نزد پر کوہ
بانی مسجد کہ تھا مرد شکوہ

تین الف صحابہ وان کرکے جہاد
ہو گئے مقتول وہ نیکو نہاد

روئی کے زخمون پہ ہین تھا بندھے
دیکھ کر حیرت مین حضرت بھی رہے

بند جب کرتا ہی تب ہوتا ہی بند
گھر وان ہوتا ہی کرکے بند بند

حکایت

روشنائی سے قلم مین نور ہی
اس جگہ مذکور کوہ طور ہی

خضر تھا اور مین تھا وقت طلوع طور
اس مین آیا ایک ابلیس غرور

اسطرح کہنے لگا سن کر لعین
دیکھتے عشاق غیر انکو نہین

بولے گو تو عشق سے آگاہ ہی
پھر یہان تو بن گیا گمراہ ہی

اور وہ رکھتا ہی خواہش اور سے
اپنے عاشق سے کہے اس طور سے

یا کہا اغیار سے انکار ہے
یا کہا محبوب خود مختار ہی

ہان اگر ہو عاشق ثابت قدم
گر پڑے جا کر بفرمان صنم

آپنے کچھ اور پوچھا راز سے
اسنے بھی پوچھا کسی انداز سے

کہتے ہین حضرت ہاتفی داستان
حضرت موسی کا مدفن ہی وہان

مین نے پوچھا کیا سبب تھا یہ بتا
تو نے آدم کو نہین سجدہ کیا

جو کہ ہوگا عاشق ثابت قدم
وہ نہ دیکھیگا کبھی غیر از صنم

یون گیا ہی عاشقون پر از ازل
جو کہ رکھتا ہی کسی پر میل کل

جا مرے معشوق کے قدمون پہ گر
اسکو وہ خطرہ اگر آویگا پھر

عشق کے دفتر سے نام اسکا کٹا
بلکہ فرمان تعشق بھی پھٹا

اپنے دل مین کچھ نہ اندیشہ کرے
عاشقی کا جو کہ ہی پیشہ کرے

سنکے اسکو اور سنا کر کچھ سخن
چل دیا وان سے وہ ملعون اہرمن

حکایت

اب سنو کیفیت کوہ قدم
ہی جہان اول پیمبر کا قدم

کوہ سراندیب کر کے گذر
پہلے آئے تھے وہین آدم نظر

آخرش رویا کیے چالیس سال ۔ بالاستر کاہی بعضونکا مقال
ایستادہ ہوکے خود یک پہر سے ۔ پھیر کر منھ التفات غیر سے
بیٹھ کر رویا کیے اک غار مین ۔ تھے یہ ان مصروف استغفار مین
اسقدر رویا کیے تھے زار زار ۔ بہہ چلی آنسو کی چندین آبشار
انکے آنسو سے اگی ہی کاہ نیل ۔ رنگ نیلا ہی برنگ ناگ نیل
ہی وہان کان جواہر بیحساب ۔ جو کہ باہر ہی بامکان کتاب
ایک پتھر پر ہی نقش پاے وہ ۔ تین گز کی ہی مصفا جاے وہ
کر مشقت اور محنت بیشمار ۔ جا پڑا تھا وان سکندر ایکبار
زائر نقش قدم جاکر ہوا ۔ مفتخر وہ نقش پا پاکر ہوا
راستہ باریک تھا دشوار تر ۔ تھا پرندہ کا بھی ناممکن گذر
وان سکندر نے کی تدبیر ایک ۔ جاکے باندھی خوب ہی زنجیر ایک
وہ بندھی زنجیر ہی اس ڈھنگ کی ۔ طول مین ہی تین وہ فرسنگ کی
جو کوئی جاتا ہی اسکو تھام کر ۔ جس طرح زینہ لگا ہو بام پر
کوہ پر جاتا ہی سائر اسطرح ۔ نقش پا پاتا ہی زائر اس طرح
رات کو ذکر علائی کی صدا ۔ لوگ سنتے ہین برابر برملا
خواندن قرآن کی بھی آواز ہی ۔ واہ کیا اعجاز کیا اعجاز ہی
گو نہین ظاہر مین کوئی ہی نمود ۔ بعض درویشون نے دیکھا ہی وجود
بارادت کا ہو آنکے سبب ۔ دیکھ کر ہوتا ہی انکو خوف رب

حکایت

گرچکا سیاحی کوہ قدم ۔ رہرو ان ہوتا ہی بصرہ کو قلم
کہتے ہین وہ شہر ہی فرحت فزا ۔ جو وہان دیکھی نہ دیکھی تھی بہار
ہر شجر ہو وان کچھ پھل سے پر لذیذ ۔ ہر ثمر اثمار سارے پر لذیذ
وان حسن بصری بھی ہین العابدین ۔ سعد طلحہ سب ہین خوش زیر زمین

حکایت

عازم بغداد ہی یان سے قلم ۔ حال کرتا ہی وہان کا کچھ رقم
غوث کا ہی مقبرہ کرخی کی قبر ۔ اور ہین کتنے اکابر اہل صبر
جسکو ہوتی ہی زیارت وہ نصیب ۔ انکی ہوتی ہی سعادت بھی قریب

حکایت

ہو قلم تعظیم سے اپنا سر نگون ۔ ہان رقم کرتا ہی حال گازرون
اولیاؤن کا ہی اک گروان مزار ۔ گازرون ہی ایک شہر پربہار
روضہ شیخ ابو اسحاق ہے ۔ مقبرہ انکا بہ آفاق ہے
کر گئے تھے ایک تو روشن چراغ ۔ آجتک جلتا ہی وہ حسن چراغ

تا قیامت گل نہو گا ہی امید

جبتلک دنیا کا یہ قائم ہی بھید
خود بخود اسکا پسر مارا گیا

ایک کوئی شاہ تھا شیراز کا
ڈوب اسکے بخت کا تارا گیا

چاہتا تھا گل کرے وہ راز کا

حکایت

طوطی خامہ ہی شکر خاے مصر
کوہ کوئی ہے بنام بےستون
کھود کر فرہاد نے ہی جو مقام
رکھدیا تھا جس جگہ گنبد بدنی

اسکو مصری کی ڈلی ہی جانے مصر
وان عجب یہ ہی تماشا ذوفنون
عشق شیرین مین مرا تھا تلخکام
ہو گیا ہی وہ درخت دیدنی

شہر عالی ہی نہایت خوشنما
جو کہ خسرو عاشق شیرین تھا مرد
کھودنے کو اسکے تھا تیشہ اتار
اب سدا پھلتا ہی پکتا ہی انار

کوہ مین پھر جاتا ہی جسکا غلغلہ
تھا وہان مسکن گزین وہ مرد فرد
کھودتا تھا کوہ کو لیل و نہار
بلکہ خون عشقتہ کچھ ہوتا ہی بار

حکایت

ہی دل اقلام مین تازہ شگاف

کیونکہ کرتا ہی وہ سیر کوہ قاف
وہ زبرجد کا ہی کوہ با نمود

کہتے ہین یون اولیا ان ارجمند
آسمان ہی عکس سے اسکے کبود

گرد عالم کے ہی وہ کوہ بلند

حکایت

مرکب خامہ پہاڑون سے اتر
اسکی ہی دیوار روئین اور سنگ
وہ نہین مرتی کوئی قوم شریر
جو کوئی ہوتا ہی ان مین خرد تر
چاہتے ہین تا کہ دین دیوار توڑ
حق لعنت کی ہی گا بیماری انہین
انکے دونون گوش ہوتے ہین بہ اثر

چل سد اسکندری کی سیر کر
ہی وہ یاجوج اور ماجوج تنگ
اسلیے خلقت انھون کی ہی کثیر
قامت انکی ہونگے یک بالشت بھر
ٹوٹ وہ سکتی نہین دیتے ہین چھوڑ
خوب بہیگا ذلت و خواری انہین
لیتے اوڑ چوڑے نہایت پر فراز

آپ نے دیکھا کہ وہ سد عظیم
نوح کی اولاد سے وہ قوم ہی
جو قد و قامت مین ہین لانبے بڑے
بستے سب دیوار مین محصور ہین
جب قیامت کا اثر ہوگا نمود
رات بھر مین سب کے سب مر جائینگے
ایک کو وہ اوڑھنے ہین وقت خواب

تا کہ وہ ہفت صد ہین مستقیم
قوم ہی پر مستحق لوم ہے
تیس گز نانٹ نگی جب ہونگے کھڑے
وہ نکل سکتے نہین معذور ہین
وہ نکل آوینگے سب قوم عنود
جانب دوزخ سفر کر جاینگے
دوسرے کو وہ بچھاتے ہین شراب

حکایت

شہر فصلاں شہر بے تمثیل ہے — خانۂ مالوف اسمٰعیل ہے
انکو حاصل تھا بڑا جذبہ کمال — حال میں آتا تھا انکو وقت حال
تین دن تک ترک کا ہوتا تھا ننگ — موم دل ہوتا تھا جنکا سنگ
تھی بلند انکی نہایت خانقاہ — گوشہ گوشہ میں تھے حجرے بیس راہ
جو کوئی آیا مسافر یا فقیر — ایک حجرہ میں ہوا مسکن پذیر
وہ بڑے اخلاق سے آتے تھے پیش — لطف کرتے تھے مسافر پر بہ بیش
یہ جو انکا قاعدہ دستور تھا — بلکہ ایک اعجاز وہ مشہور تھا
لونڈیاں انکے ہاتھ بھیجینگے طعام — ما حضر جو کچھ ہوا با آب جام
لونڈیاں خدمت کرینگی سب بدل — دست بستہ ایستادہ متصل
ہاں مسافر نے جو کچھ چھپ کے کھایا — پھر قضا کا گر پڑا گویا پہاڑ
لونڈیاں بھاگینگی انکو چھوڑ کر — اپنا منھ خدمت سے اسکی موڑ کر
اپنے مولا کو خبر دینگی ضرور — بس گر لاویگا وہ کپڑا حضور
بس گر کپڑا وہ لے کر آئیگا — اور مسافر خود بخود مر جائیگا
انکو نہلا کر وہیں دیکر کفن — دفن کر دینگے وہ مردان کہن
جس مسافر نے سنبھالا آپ کو — لونڈیاں سمجھینگی اپنے باپ کو
ہیں مسافر کے جدا انمیں قبور — واں مسافر جا بجا ہیں مرد صبور

حکایت

خطۂ اسکندریہ ہے بڑی — اُس میں ہے آئینۂ اسکندری
تیس گز کا ہو وہ آئینہ لگا — اک منارہ پر کہ ہے مثل عصا
کشتیوں پر رات کو ہو کر سوار — جاتے تھے کفار بہر لوٹ مار
انکی آمد کا ہو اوہ سد راہ — عکس ہوتا تھا عیاں وقت پگاہ
مستعد ہوتے تھے مردم بہر جنگ — بھاگ گئے تھے چھوڑ کر اہل فرنگ
وہ ادھر لیتے تھے سب راہ گریز — جہاد مصر فتح و ظفر تلوار تیز

حکایت

ایک کوئی شہر ہے گرد عراق — ہے نہیں کوئی وہاں اہل نفاق
اسکو شہر اولیا کہتے ہیں سب — اولیاء اللہ واں رہتے ہیں سب
جبکہ ہمدانی علی واں تھے گئے — اولیا ہمراہ میں کچھ انکے تھے
یوں ہوئی توفیق حق انکی رفیق — انمیں سے چالیس مردان طریق
آپ کے حاصل کیا دیدار کو — فقر کے پہنچے وہ سب اسرار کو
یہ لطیفہ ہے لطائف میں لطیف — ایک سو بولے ہیں وہ مرد شریف
ہے نہیں کوئی زیادہ یا کہ کم — ایک سو ہیں اولیا بے درد و غم
ایک جا آپ تھے واں معتکف — آئے عبد اللہ مرد متصف

	اولیاؤں میں وہ تھے سب کے امیر	آپ کو تحفہ دیا اک بے نظیر	

حکایت

ہو کہیں کوئی بڑا ابواب کوہ	جسکی چوٹی پر ہو قلعہ پر شکوہ	انھیں رہتے ہیں گروہ رہزناں	آدمی کا واں گذر ممکن کہاں
باگ کوئی نے اُدھر موڑی نہیں	پر سکندر راہ وہ چھوڑی نہیں	کوئی زاہد تھا وہاں اک غار میں	پھرا فزو سکا دعا تھا کار زن
اُسکی دعوت سے ہوئی فتح حصار	تھا بڑا درویش کامل ہوشیار	ہے بنا درویش کا ابتک مزار	فیض پایا ہے ہو جسکا گذار

حکایت

اک جزیرہ تھا جزائر سے طلسم	واں گیا جب سکندر نیک اسم	تا کہ سے آترا حکیم ہوشیار	ایک ٹاپو تھا وہاں پکڑا قرار
پھر سکندر سے کہا سن بادشاہ	چاہتا ہے تو اگر جان کی پناہ	جو کہوں میں وہ تو کر تیار چیز	تا کہ پھرا پار یہ ہو وے عزیز
جو کہ فرمایا کیا موجود وہ	اور لگا کہنے کہ اب کر ہو وجود	تب بنائیں اسنے اشکال طلسم	کیا کروں اظہار احوال طلسم
صورت اجسام انسانی تھا وہ	شکل تصویر انسانی تھا وہ	ایک نقارہ رکھا اسکے حضور	آپ کشتی پر وہ بیٹھا با سرور
پس وہ نقارہ بجا خود شور سے	بہہ چلی کشتی بجا یک زور سے	جب ہوئی صبح تلاطم سے بچا	یہ سکندر نے کہا دانا سے بات
یہ بتا دانا کہ کیا اسکا سبب	جو ہوا ہم لوگ پر فضل رب	وہ لگا کہنے تھا تھا فضل رب	یہ ہوا انجام ہے یوں اسکا سبب
ایک مچھلی تھی یہاں مانند کوہ	سنکے وہ بھاگی ہے آواز شکوہ	بہہ چلی کشتی بھی اسکے زور سے	قوت سیلاب آب شور سے
بعض کہتے ہیں کہ تھا پر طیور	جو کیا کشتی نے دریا سے مرور	پر وہی پہلی روایت ہے صحیح	تھی بڑی مچھلی تو ہیکل صریح
کہتے ہیں حضرت کہ ہنگام سفر	اتفاقاً واں ہوا میرا گذر	جا لگے کشتی میری لوہین اٹک گئی	خود بگرداب ہلاکت پڑ گئی
گو کہ وہ تھا کوس وہ رنگ طلسم	پھر مرا حافظ ہوا حافظ کا اسم	مہلکے سے اسکے پائی جو نجات	تھی فقط تائید رب کائنات
جبکہ پکڑا ایک ٹاپو پر قرار	واں پہ دیکھی قدرت پروردگار	خوبرو بیٹھے ہوئے ہیں ہر طیور	ہیکل دلچسپ ہے ہر ایک نوع
ایک کے ان میں ہے نہایت خوب تھے	ہیں جو مرد رنگ اسکے دونوں پر	ہو مرصع پائے زرین نغن بھی	سینہ میں ہے طرفہ یوں بھی
گو کہ ہیں پہلے کی بہت دنیا کی سیر	پر کہیں دیکھے نہ ایسے خوب طیر	تین والنجوں اس طرح دانائے بعید	شکل نورانی تھی پیشانی کی سفید

دیکھ کر اُنکو یہ ہوتا تھا گمان
ہین لطافت جسم مین آئینہ سان

تھا مثال اولیا اُنکا لباس
لطف وہ کرتے تھی مجھپر بیقیاس

یہ اجازت دی پڑھو نادعلی
ہو گئے ظاہر راز مخفی اور جلی

راز عرفان سے بھی کچھ آگہ کیا
قاعدہ سے فائدہ ہم کو دیا

آفت جہازگاہ سے پاکر پناہ
مین لگے چلنے کی تھی ابھی دریا کی راہ

یہ جا عمل ناگہان آیا نظر
وہ تھا جنبش مین کہ مست آوادھر

وان سے مڑ کر پھر ادھر آیا جہاز
یہ جا عمل چھپ گیا مانند راز

گو پڑا مین جاکے در کام نہنگ
کچھ مگر آیا در مقصد نہ تنگ

حکایت

اک ولایت مین گئے شاہ زمن
نام جھگڑا اور ہے سوبے دکن

جو کہ تھا راجہ وہانکا تھا ہنود
پر نہایت قدردان اہل جود

تھے جہان اک مرد عورت باجمیل
بلکہ عورت تھی زیادہ تر شکیل

ہی عجب اُس ملک مین یہ رسم بد
زین مراسم استعیذ بالصمد

شام کا جسوقت ہوتا تھا ظہور
چھوڑ کر گھر وہ نکل جاتی تھین دور

ایک تھا کوئی مکان مختصر
عورتونکا اُس مین ہوتا تھا گذر

اپنے اپنے تن سے لیکر کپڑیان
ڈالتی تھین اُس مین وہ باپیرہان

اور کھڑی رہتی تھین سب باندھی قطار
جیسے کرتی ہین کسی کا انتظار

بعد اسکے وان پہ آتے تھے ذکور
ڈالتے تھے ہاتھ اپنا با سرور

ہاتھ جسکے آ گیا جسکا لباس
رات کو رہتا تھا اُس عورت کے پاس

گو کہ مادر یا کہ ہو اُسکی بہن
پر نہ چھوڑیگا کبھی وہ بدچلن

آپ کی راجہ نے جو پائی خبر
پیش با تعظیم آیا وہ بشر

دیکھکر حضرت نے یہ فعل دون
ہوئے ہین یہ لوگ اشخاص زبون

بولے راجہ سے کہ ای راجہ یہ سن
تو ابھی دستور یہ بد بند کن

یون کہا ہی یہ بجا ارشاد رب
یہ ہے احوال سا ہوکا سن اب

متفق ہو کر مرے جد و پدر
چھوڑ دی تھی یہ رسم زشت تر

چھوڑ کر اسکو کیا یہ حکم عام
تا نہ نکلے کوئی انسان وقت شام

حکم وہ قائم رہا تا ایک ماہ
ناگہان پہونچی وبا قہر الٰہ

کچھ ہوئے بیمار اور کچھ مر گئے
گھر کے گھر دنیا مین خالی کر گئے

رائے سے کہنے لگے یکبار سب
صاف ترک رسم سے ہے یہ غضب

آفتون سے جبکہ عاری ہو گئے
پھر وہی احکام جاری ہو گئے

کیجیے انصاف خود ای شاہ حشمت
کس طرح ہم چھوڑ دین یہ رسم زشت

بولے سن کر کار ربوبیت ہی یہ
یہ عجب کار الوہیت ہی یہ

ہی یہان گنجائش ہر نیک و بد
دم زدن کی جا نہین ہی بالصمد

حکایت

ایک کوئی درویش تھا شفیق نام
ترک کی وہ قوم ہی مشہور عام

عورت اُسکی تھی نہایت ہی حسین
خوبصورت ماہ طلعت نازنین

اُن میں تھی یہ رسم جاری سربسر ننگے ننگے سر وہ پھرتی تھیں بشر
تھا یہ دستور وہاں پہ تا خاص و عام بھیجا پیغمبر نے مردان تمام
عورتیں ڈالے رہیں منھ پر نقاب یوں نہ ننگے سر پھریں بے حجاب
گو کہ جان جاوے نہ چھوٹے رسم یہ مہر داد و نکی نہ ٹوٹے رسم یہ
شاہ نے دیکھا کہ یہ ہوتیں نفور یہ نہ مانینگے نصیحت بے شعور
اور کچھ تدبیر اس کی کیجیے آہنی زنجیر اس کی کیجیے
پھر کہا اسباب کچھ درکار ہے میر ساماں نے کہا تیار ہے
تھا جہاں سب عورتوں کا رہگذر آکے استادہ کیے اسکو بشر
اوپر اسکے تھی پڑی چادر سفید ظاہر اسکا کچھ نہیں ہوتا تھا بھید
اسطرح ہر ایک نے کر کے نگاہ ہوگئیں بے ہوش خود بے اشتباہ
بولا تھی یہ حکمت رب حکیم یوں ہوا ظاہر مگر راز قدیم
انکو پھر دیکھ کر حیرت ہوئی منھ چھپایا شرم سے غیرت ہوئی
ایک تھا قبچاق میں مرد خدا احمد یسوی کے خلفا سے تھا
جب چلے حضرت ہوا خرقہ طلب آپ نے بخشا بجا لایا ادب
وہ تھا پانصد سال کا پیر کہن بلکہ سی صد سال کا بھی ہے سخن
شرط لایا سب ضیافت کی بجا دست بستہ با ادب صبح و مسا
اک امانت کا امانت دار ہوں مدتوں سے طالب دیدار ہوں
خضر کی ہم کو بشارت ہوگئی اور خدا کی بھی اشارت ہوگئی
جا کے حجرہ میں اٹھا لایا کلاہ اپنے سر پر رکھ کے درویش آگہ
میں نے یہ بو الخیر سے پایا تھا تاج تجکو دینا ہے نہیں اسکو خراج
حضرت بو الخیر سے منسوب ہے ورد اسکا کیجیے کیا خوب ہے

جا پڑا شاہ سکندر ایک روز دیکھ کر حیران ہوا وہ نیک روز
پیر زنیونکو طلب کر کے حضور خود لگا کرنے نصیحت با شعور
سن کے بولیں وہ زنان شریر یہ نہ فرماؤ اے شہ تاج و سریر
ہم نہ یہ مانینگے بس جاؤ شہا پھر نہ فرمانا نہ فرمانا شہا
بولا دانا سے کہ دانا ہم سے جانور نکلے یہ عقل خام سے
بولا کر چندے یہاں شاہا قیام تا یہ خوبی ہم کریں نکلے انتظام
اک سینہ میں بنا کر اک طلسم رہگذر پر رکھ دیا ہر ایک قسم
وہ بنا تھا صاف از سنگ سیاہ تا کریں وہ عورتیں اسکو نگاہ
جو کوئی عورت کہ آتی تھی ادھر منھ چھپا لیتی تھی اسکو دیکھ کر
پوچھا اسکندر نے دانا سے بتا کون ہے یہ دام دے اسکا پتا
دیکھ کر وہ عورتوں نے رنگ وہ یعنی ہے روپوش شکل سنگ وہ
سنگ اپنا منھ چھپایا ہے سیاہ ننگے ننگے سر پھریں ہم ننگ ماہ
آپکی اسنے ضیافت خوب کی تا بہ روز چند دعوت خوب کی
وانسے پھر آگے بڑھے روشن ضمیر کوہ کی دامن میں تھا کوئی فقیر
دیکھ کر حضرت کو استقبال کر اپنے لایا وہ مکان پر باخبر
تین دن کے بعد بولا وہ فقیر اے مرے فرزند اشرف دلپذیر
جی میں آتا ہے کہ دوں وہ تم کو چیز دوسرا لائق نہیں اسکے عزیز
بولے حضرت عین ہے لطف و کرم ورنہ ہوں میں سارے کاموں سے کم
بولا سن فرزند اشرف آج یہ ہے بزرگان سبق کا تاج یہ
تاج بخشی کر کے یہ بولا فقیر اک رباعی ہے نہایت بے نظیر
اولیاؤں میں کھینگے اسکا نام ورد جو اسکو رکھے مرد کرام

اپنے یارونکو بھی دیجیا اذن عام
اس رباعی کا بڑا ہی فائدہ

ورد مین اپنے رکھین اسکو مدام
ہی قلم اس مائدہ سے عائدہ

جسکے اوپر آپ کی ہو التفات
وہ رباعی یہ لکھتا ہون عزیز

اسکو بخشو اس رباعی کو نبات
یاد رکھیو دل مین یہ نادر ہی چیز

رباعی

من بلا تو و می قرار نقد انعام کرد
اک رباعی ور بھی تلقین کی
پاس رکھے اسکو جو بیمار رہو

احسان تو اشمار نقد انعام کرد
آفرین کی اسکی ور تحسین کی
دور کرسکے تن سے ہر آزار رہو

گر بہر تن من بپاشد زہر ہوے
ہوے ہر امراض کو اکسیر ہی
خیر سے یہ بھی رباعی خیر ہی

یک لشکر تو از ہزار نقد انعام کرد
بڑھنے کے مجھ تو نسخے با تاثیر ہی
یاد مین اسکی نہایت سیر ہی

رباعی

جو را بنظارہ نگارم صفت زد

رضوان بتعجب کف خود بر کف زد
یہ رباعی پاکر حضرت خوش ہوے

یک خال سیہ ان رخ بطرف زد
اسکی تاثیرات سنکر غش ہوے

ابدال زبیم چنگ بر مصحف زد

حکایت

کوہ ہی کوئی نواحی عراق
تھا کرامت مین بہت مشہور وہ
کہتے ہین اسکا تھا مجکو اشتیاق
وقت رخصت اسطرح بولا فقیر
جو پڑھے وقت عبادت یاد ہو

کہتے ہین جبل القرون اہل وفاق
تھا جو عرفان سے خود مخمور وہ
ہو گیا دوچار حسب اتفاق
اور رباعی ایک یہ بھی بے نظیر
ہو وہین بیمار سنکر شاد یہ
یاد رکھا اسکو اگرچہ کچھ تلاش

شیخ عبد اللہ وان گوشہ نشین
جو مسافر جا پڑا ان پر اگر
پوچھ کر درویش سے ہر اک چند
خود مصنف نے کیا اظہار یہ
صحت کامل کی اسکو ہی امید
ہی رباعی خوب پڑھ کر شاد باش

کوہ کو دامن مین تھا مرد گزین
اسکو آیا تھا ہر مقصد نظر
فائدہ پاکر چلے ابرار چند
ہی علاج درد ہر بیمار یہ
گو کہ عاجز ہون اطبا اور بید

رباعی

فتنہ انگیزی و دامن درکشی
تیر اندازی کمان نہان کشی
با تو مغوان گفت این کن آن مکن
بادشاہی ہرچہ خواہی آن کنی

ایک دیگر تھا وہاں مرد کرام	مرد کامل تھا جمال الدین بنام	سن رسیدہ تھا بڑا پیر کہن	یعنی سی صد سال کا رشک کہن
از حقائق از معارف چند چند	شاہ سے کہنے لگا وہ ارجمند	ایک تھا پالے ہوئے بندر عجیب	اسکی کہتا تھا کرامات غریب
سامنے حضرت کے جو پایا ظہور	اسکو فرماتے ہیں حضرت باشعور	جوگیوں کے آگئے تھے اک گروہ	پاس بندر کے وہ بیٹھے باشکوہ
وہ لگے بندر سے سب کرنے کلام	خوب بندر بھی بتاتا تھا مقام	اک مسلمان جوگیوں میں تھا نہاں	با لباس جوگیاں مرد جوان
سب کو وہ بندر لگا کرنے نظر	دیکھ کر اسکو نہایت غور کر	ہنس کے بولا واہ وا ای مرد دین	تو مسلمانوں میں کیوں آتا نہیں
تو مسلمان ہو گئے اہل قوم اب	کس لیے جوگی بنا کیا ہے سبب	پکڑ کر میں جب کیا تفتیش حال	راست آیا سب یہ بندر کا مقال
دیکھیے بندر نے پہچانا ہے کیا	قوت اعجاز سے جانا ہے کیا	ہم کو آتا ہے نظر گو بانکار	چشم خود بیں ہیں ہمارا دیدہ ہا
	رحمت عالم نے رحمت دور کر	نور حق سے دل مرا پر نور کر	

حکایت

اک بیاباں میں ہے کوہ بیت نام	تھا کوئی درویش کا اسپر مقام	آپکا سن کر وہ احوال قدوم	آکے حال بد کی حسب رسوم
ایک مدت تک وہاں تھے خود مقیم	اور وہ رہتا تھا حضرت کا ندیم	آپ سے کہتا تھا شفقت کیجیے	مجکو خرقہ اور خلافت دیجیے
آپنے دونوں دیے اسکے تئیں	خوش ہوا وہ پاکے انعام گزین	آپ سے کہنے لگا وہ مرد پیر	دست بستہ خود بالحاح کثیر
گو کہ والی یاں کا ہے ہندو نژاد	پر فقیروں پر ہے اسکو اعتقاد	معتقد ہے اولیاء اللہ کا	قدرداں ہے مرد ہم آگاہ کا
آپکے آنے کی سنکر خاص و عام	ہے نہایت اسکو اشتیاق کلام	جو اجازت ہو تو با عجز و نیاز	آکے حاضر ہو حضور پاکباز
جب ہوا فرمان تو وہ فرماں پذیر	آکے دیکھی حالت شہ بے نظیر	تب ضیافت خوب بالطف خواہ کی	باہزاراں شوق عالی جاہ کی
اپنے اوپر دیکھ کر فضل و کرم	یوں کہا کچھ پیر نے عالی ہمم	بولے ای راجہ بتا کیا دل میں تھا	بولا ہوں میں تنگ شاہی ہونے سے تھا
شاہ دہلی نے کیا ہے مجکو تنگ	ہر ترقی ملک کرتا ہے جنگ	چاہتے ہیں انکے لیے سلطنت	چھوٹ جاوے تا کہ میری مملکت
بولے کر انکی اطاعت اختیار	پر نہ کچھ پرخاش ہوگی زینہار	بادشاہوں کا نہ آویگا قدم	ملک میں پھر نہ کر اسکا تو غم
	راج تیرا یہ رہیگا برقرار	پر نہیں آویگا کوئی شہریار	

حکایت

آپ فرماتے ہیں جس دن یہ فقیر / پیر سے رخصت ہوا تھا ناگزیر
اک علی مردان کی مسجد تھی بلند / کہ جہاں اوہام کی پہونچی کمند
ایک مدت تھا وہاں جاکر مقیم / روز و شب تھا عابد رب کریم
پیر نے اپنی دعا سے سن بسیر / تین دن تک خوب برسایا تھا زبس
حضرت بولفرح فرحت کے قرین / معتکف اُس میں ہوئے تھے مرد دین
بلکہ گرم ہوکر مفید و مستفید / کانورو وان ہوگئے شاہ سعید
پر نہ مانا آپ نے اُنکا کہا / کانورو آخر گئے مثل صبا
کچھ مسلمانون کا تھا فرقہ قلیل / جا بجا قریات میں بے قال و قیل
ایک دختر دیکھ کر رعنا نگار / قاضی محبت سے ہوا دیوانہ وار
سحر کا اُسکے ہوا اُنکو خلل / بنگئے خود گاؤ سینگ آئی نکل
آپکو ابتک نہ تھی اسکی خبر / ہو کہاں قاضی کہاں وہ گاؤ خر
جا بجا مردم گئے بہر تلاش / جستجو سے یون ہوا اسرار فاش
بولے وہ عورت گئی ناپاک جوک / کیا عجب ہے ساحرہ بنجائے خوک
اُسکی ماں یہ حال سن کر بالضرور / الاماں کہتی ہوئی آئی حضور
عفو اسکے کیجے حضرت گناہ / گو کہ ہے کمبخت دختر روسیاہ
گر نہ بخشی نے بخشد خدا / دعوے تم مردود حاجت ناروا
ہے مرے قاضی کو باندھے کھونٹ ڈول / خیر سب آمین ہے انکو جلد کھول
تجھے کہاں حیوان کہاں قاضی ہوئے / زال جب لائی تو شہ راضی ہوئے
جا کے گھر کیا دیکھتی ہے پیر زن / ہے وہی دختر وہی اُسکا بدن
جا سے باہر ہے یہ میرا ہی یہ مقام / کانورو جانا نہیں کچھ خوب کام
کہتے ہیں اس شکل کا کمتر فقیر / میں نے دیکھا ہے جہاں میں شکل میر

تب سنا رکانون آیا ناگہان / یان عمارت خوب تھی اور مکان
تین سو اور ساٹھ گنبد تھے بڑے / ٹوٹ کر دریا میں باقی گر پڑے
تھے وہاں بسیار خاصان الٰہ / اور عالی ہمتان نیک خواہ
نہر جاری باغ تازہ پر بہار / دیکھ کر جسکو خزاں ہووے فرار
اپنی نسبت سلسلہ کی ہر حسیت / شیخ نجم الدین سے کہتے تھے درست
گو ہوئے یاراں حضرت سد راہ / کانورو جانا نہیں ہے خوب شاہ
عورتیں تھیں ساحرہ وانکی تمام / پر نہایت خوبصورت لالہ فام
عورتیں جادوگری میں طاق تھیں / حسن میں سب شہرۂ آفاق تھیں
عاشق اُن پر ہو گئی سولن سے وہ / کھو گئی اصلیت انسان سے وہ
باندھ کر اُسکے گلے میں اک رسن / باندھ آئی میخ میں وہ پرفتن
یار دیگر پھر کے جب آئے حضور / بولے ہے قاضی کہاں ڈھونڈو ضرور
ساحرہ باندھی ہوئی ہے میخ میں / گاؤ کی ہے شاخ نکلی شیخ میں
آخرش سو رو وہ سو رہو گئی / فی البدیہہ شکل اصلی کھو گئی
بولی یہ دختر ہے بداختر شریر / ہو چکی تعزیر اسکی ناگزیر
کیجیے جو کچھ سزا اسکی ہے کم / یہ کیا ہے سخت ترا سنے ستم
بولے وہ دختر تری ناپاک ہے / ساحرہ ہے سحر میں چالاک ہے
گھر گئی روتی ہوئی گھبرا کے زال / پھونکنے منتر لگی با اختلال
بولے تو قاضی کو لائی پیرزال / جا تری دختر نے بھی پایا جمال
بولے یاروں سے کہ اے یاران من / پھر نہ کرنا کانورو کا عزم و ظن
اک ولی اللہ کو ملا وقت رجوع / تھا قوی جذبہ نہایت باخشوع
انبیا کی راہ پر جاتا تھا راہ / دمبدم کرتا تھا وہ اُسکی نباہ

تھا نہیں اسکے برابر نیک مرد / پیروان انبیا سے ایک مرد
آپکو بیعت کیا تھا سرفراز / ایک خرقہ بھی دیا تھا بانیاز

تھا بزرگان سبق سے وہ لباس / مد تو نسے تھا وہ خرقہ اسکے پاس
شاہ سے بولا فقیر نکتہ سنج / تو نہی لوٹا ہے علاء الدین کا گنج

سب خزائن انکے خالی کر لیے / گوہر اسرار خالی کر لیے
بولے میں نے نعمتیں پائیں کثیر / ایک سو چودہ جگہ سے ای امیر

گو جہاں میں جا بجا اکثر پھرا / پر نہ پایا اور کچھ اسکے سوا
فیض پاکر از بزرگان کثیر / میں نے نورالعین کو بخشا سریر

مجتمع کر نعمت کونین کو / بخشدی سب میں نے نورالعین کو
جسکے اوپر ہو سکے اطلاق خیر / میں نے نورالعین کو وہ دی بغیر

دستگیرا دستگیری کیجیے / مجکو بھی کچھ ان میں سے اندک دیجیے
لائق انعام گو بندہ نہیں / پر یہ احسان عام ہے چند نہیں

ہے گناہوں میں بھری گو مثل کی گرگ / پر صنم کے در کا کہلاتا ہوں سگ
کوئی ٹکڑا اپنے خوان عام سے / دیجیے ہم کو اٹھا کر جام سے

نعمتوں سے ایک لقمہ دیجیے / بادشاہا بذل احسان کیجیے

تتمہ بیان خوارق عادات آن حضرت

ہے کہاں تو ساقی اعجاز کار / دے کوئی ساغر کہ بھر لاوے خمار
بیش ہے ذکر کرامات کریم / دے مئے جان بخش سے جام نعیم

آپ کی ظاہر مسیحائی کروں / جملہ عیسائی تماشائی کروں
گو کرامت آپ کی ہے لا تعد / پر بیان کا یہ بیان ہے مستند

حاجی یمنی سے ہے مذکور یہ / ہے لطائف میں سند مسطور یہ
ایک قصبہ جو کہ جانڈی پور ہے / یہ وہاں کا حال ہے مشہور ہے

جا کے ٹھہرے حضرت وہاں بہر نماز / وہ جمعہ کا روز تھا ای پاکباز
شیخ زاہد تھا کوئی زاہد بڑا / تھا بڑا محتاط اور عابد بڑا

تھی کرامت اسکی یہ مشہور ایک / اپنے حجرہ میں وہ گم رہتا تھا نیک
اسکے باعث مردم نزدیک و دور / تھے نہایت معتقد اسکے حضور

کیفیت لوگوں نے کی اسکی تلاش / ہو گئی معلوم اسکی بود و باش
زیر قصبہ جو کہ ہے دریا رواں / وان وہ رہتا تھا مصلے پر جوان

بیچ دریا میں بچھا کر جا نماز / وان رہا کرتا تھا مرد پاکباز
ساتھ لیکر اپنے یاروں کو حضور / پہونچے اسکے پاس دریا سے مرور

کر کے بیٹھے سب نصائح یکدگر / کر کے وہ تعظیم بیٹھا بیخبر
بولے حضرت سن تو ای روشن خو / زہد کی ہے تیرے پیراہن میں بو

ہاتھ اسکی پیٹھ پر خود پھیر کر / بولے زاہد مرحبا ہے سر بسر
یونہیں زاہد نے بھی از راہ غرور / آپ سے کہنے لگا وہ ناصبور

ہو کے برہم بولے یہ سب رند ہیں / کیا عجب مردان ہند ہیں
خود کو جاتے ہیں حق میں آپ بھول / اندکے خوشبو میں گل جاتے ہیں پھول

ہے عجب دریا ڈوباتا کیوں نہیں / اسکو لہروں میں لوٹاتا کیوں نہیں
یا مصلا وہ گیا دریا میں ڈوب / جس طرح سورج ہو مغرب میں غروب

اس لیے ہی قبر اسکی ناپدید
ہی عجب اعجاز بے دید و شنید

کرامت

گانوں ہی کوئی نظام آباد پاس
واں گئے ناگاہ شاہ حق شناس

تھی مسلمانوں کی اکثر بود و باش
سب کے سب مشغول و اہل معاش

فرقۂ ہندو جو تھا محتاج تھا
گھر کا گھر ویرانہ و تاراج تھا

آپ نے مسجد میں فرمایا نزول
پر نہیں پرساں ہوا کوئی جہول

گانوں تھا چھوٹا نہ تھی بازار بھی
کوئی شوقی نہ سودا کار بھی

ہمرہاں شاہ بھوکے ہو گئے
جا بجا مسجد میں شب کو سو گئے

جب گئی وہ شب کھلی لقمہ و نز
نیر اعظم نکل آیا بہ سوز

فرقۂ ہندو سے آیا ایک مرد
رات کا سب حال پوچھا فرد فرد

لوگ بولے رات کو فاقہ ہوا
ہم کو اس بس صدمۂ شاقہ ہوا

عاجزی کرنیکا سنکر حال
کیجیے حضرت نہ کچھ اسکا خیال

میں نے حضرت کی نہیں پائی خبر
ورنہ لاتا دست بستہ تا حضر

اب تامل کیجیے تک ایک دم
جو کہ ہو سکتا ہے کرتا ہوں ہم

بولے ہو خاطر تری ہنستا ہوں خیر
ورنہ کر جاتا ابھی پا نیسے میں سپر

جا کے گھر لایا پکڑ کر ایک گائے
عرض وہ کرنیکا حضرت بھیجیے آئے

کیجیے اس کا یہ کہ حضرت جلال
تا کہ دل سے دور ہو پھر ملال

کیجیے مقبول گاؤ و خرمن
اور جو کچھ ہو سکے نان جویں

پھر گیا گھر جا کے با رنج و محن
لا کے آٹا بھی رکھا دو تین من

لا کے لکڑی بھی پکی پا اتفاقاً
اور مصالح بھی نمک بھی زیادہ

ذبح سب یاروں نے کی گاؤ ہندو
پھر پکایا خوب باورچی نے زود

کھا کے کھانا پی کے پانی ہو گئے سیر
پھر چلے بہر سفر شاہ دلیر

سامنے آکر وہ استادہ ہوا
بہر خدمت آپ آمادہ ہوا

بولے لو ہی کیوں کھڑا گھبرا کے تجھے
جا مسلمانوں کی دولت دی تجھے

سب مسلمان ہو گئے ناگہ تباہ
مٹ گیا وہ سب غرور و عز و جاہ

یا کہ تھے پہلے نہایت نادار
اب ہو جیسا کہ تھا ہندو نزار

اندر کے عرصہ میں زر جاتا رہا
ہندو نکلے آپ گھر جاتا رہا

کرامت

دیکھیں ان قصبہ کا ہے از جونپور
موضع سلسی میں بابا ران مرو

تھا نصیر الدین جو سلسی میں مرد نیک
معتقد آپکے تھے مردم ایک ایک

آئے تھے نکلے خانقہ میں پھر دید
یکدگر میں تا کریں گفت و شنید

گو انھوں نے آپکی پائی خبر
پر نہیں باہر ہوسکے وہ [illegible]

آنکھوں اس بات کا آیا ملال
کر کے متجلی تجلی جلال

بولے [illegible] جل
[illegible] لگتی نہیں نار [illegible] جل

لگ گئی ناگاہ آتش تیز تر	جل گیا سب گانوں اور اسکا بھی گھر	سنکے دوڑے شیخ وہ دو کوس بھر	پا برہنہ سر برہنہ بے خبر
عاجزی کے ساتھ گھیرا شاہ کو	اپنے گھر منت سے پھیرا شاہ کو	آتش غیبی سے جز دو تین گھر	تھا نہیں محفوظ وہ یہ بین دگر
بولے ہمیں کیجیے حضرت قیام	چلکے مین کرتا ہوں کچھ فکر طعام	جبکہ وہ تیار کھانا کر چکے	نوش جان بھی شاہ والا کر چکے
کچھ جبین پاک پر پاکر سرور	عذر وہ کرنے لگے پیش حضور	بولے حضرت جو کہ قضیہ ہوا	ہان یہ قضیہ اتفاقیہ ہوا
نامبارک یہ جگہ تم کو ہوئی	چھوڑ دو اسکو کہ تا چھوٹے دوئی	وہ جگہ ہے گانو کی جو متصل	وان بناکر گھر رہو چاہے جو دل
	وان ہوا مسکن گزین مرد فقیر	حسب الارشاد شہ برنا و پیر	

مقولۂ مؤلف

آگئی ہے اس جگہ اک بات یاد	کہتے ہین اکثر یہ اہل اعتقاد	اچھی ہین وضع ہے اک مبرور کا	نام ہے شاہ گدا مقبور کا
یہ ہوا تھا واقعہ اُس گانوں مین	فرق اسکی ہوگیا ہے نانوں مین	کیونکہ گدا راہی اک امام دراز	پاکہ ہے یہ اور اسرار نیاز
صورت اول مین حال معتبر	صورت ثانی مین اعجاز دگر	صورت ثالث مین غلطی عوام	اسکو جانے خالق ہر خاص و عام

کرامت

ساحل دریاے سون قصبہ ہے ایک	ہے بہت آباد آبادی ہے نیک	کیجیے رونق عمارت پر خیال	کہیے اسکو لاجواب و بے مثال
وان ہوا ناگاہ حضرت کا گذر	جا پڑے بازار مین اسکے اُتر	ہمرہان شاہ یاران دگر	سب ضرورت کو گئے ادھر اُدھر
جا پڑا اس مین وہان کوئی فقیر	تھا جہان لڑکا مقدم کا شریر	لڑکے لڑکے نے کیا پرخون بدن	آگے حضرت سے ہوا وہ حرف زن
بولے کرتا ہے جہان خون فقیر	گانو ویسا ہوتا ہے ویران اے امیر	ہے عجب بستی اگر بستی رہے	چاہیے بستی کی نہ ہستی رہے
قصبہ آباد تھا ویران ہوا	مسکن ویرانہ شیطان ہوا	ایسی ہوتی ہے زبان اولیا	جو کہین فی الفور کرتا ہے خدا

کرامت

شہ دکن کا کرکے آئے تھے سفر	کالپی مین پڑ گیا ناگہ گذر	اسطرح یارو ملے حضرت سے کہا	خوب ہے آسیب و چھوا انکی [illegible]

تبھیجے چندے یہاں حضرت مقام
آپ نے آخر کیا وان پر مقام
دفعتہً وہ یار رستہ سے پھر گیا
باعث رد طریقت ہو گیا
جو یہان سردار ہوگا پر غرور

تاکہ لوگونکا ہو تازہ مشام
فیض سب پانے لگے خاص و عام
آپکی نظروں سے آخر گر گیا
باحقیقت بے حقیقت ہو گیا
اپنے آقا سے پھر گیا با غرور
جو کہ فرمایا ہوا اسکا اثر

تازگی آب و گل کا ہے سبب
ایک بار وہ نین تھا منظور نظر
ہو گیا باغی نہایت پر غرور
بولے کیا آپ ہوا باغی ہے یہ
وہ کرے لشکر کشی یہ سرکشی
کب ہے اس تلوار کی کوئی سپر

تازگی جسم ہے جان کی طرب
چاہتے تھے آپ اسکو بشیر
جا پڑا راہ مسلمانی سے دور
ایسے مخلص بے خطا کے لاتعد
دائما باہم رہے لشکر کشی

کرامت

آپ آتے تھے دکن سے ایکبار
رہ گئے حضرت وہان تا روز چند
آگ اب آیا کریگی ماہ ماہ
ہر مہینہ اب لگا کرتی ہے آگ
جانکر اسکو کہ ہے لکڑی کی آگ

پڑ گیا گجرات مین ناگہ گذار
ایک بولا کچھ کلام ناپسند
تو نہ پاویگا کبھی ہین پناہ
لوگ یہ چھوڑ کر جاتے ہین بھاگ
اینٹ مین اسکی نہ کچھ پہنچیگی لاگ
آگ سے جلتا ہے کوڑا گھاس گھر

ایک قصبہ تھا کہ نام اسکا من
بولے اسکو چھوڑ کر تو جلد بھاگ
گھر جلا اسکا جلا وہ گاؤن سب
خام کارون نے یہ آتش دیکھ کر
یہ نہ جانا تھا زبان کی آگ ہے
پیر زبان کا ہے فرشتوں تک گذر

رونق باغ جنان رشک چمن
تو جہان رہتا ہے لگ جاویگی آگ
چھوڑ کر وہ گاؤن بھاگے بے ادب
پختہ پختہ کُل بنائے اپنے گھر
تا بہ ہفتم چرخ اسکی لاگ ہے

کرامت

ایک قصبہ تھا کہ نام اسکا کرید
آپ جب آئے وہین ایام تھا
زخم دل ظاہر ہوا اکیا کہ مین
پرچہ کاغذ منگا کر ایک خط
حکم حق ہے تجھ کو ہے جوش و خروش

تھا عجب احوال بے دید و شنید
آب نیا کر چکا وہ کام تھا
باڑھ سے پانی بڑھا ہو مضطر لگا بہت
آب طغیان کو لکھا اتنا فقط
ہے یہی کہتا ہون کر اسکو گوش

بسکہ کرتا تھا وہاں طغیان آب
سب مسلمانوں نے باحال تباہ
بولے مزروعات ہونگے کسقدر
ہاں ٹھہرا اے آب ل پانی نہ کر
کر دیا ہے بین لیے اک تجویز جد

کھیت و ہے تھا ہونکا جاتا تھا خراب
بولے آکر اے شہ عالم پناہ
بولے زائد الف سے ہین سر بسر
اپنی حد سے بڑھ حد کے طغیانی نہ کر
کبھی حد سے نہ بڑھ کر کوئی کد

آپ کے خادم نے دیا خط جناب	اپنی حد سے ہٹ گئی طغیان آب	ہٹ گئی اک دم میں طغیانی تمام	ہٹ کے پانی نے کیا حد پر مقام
ہیں بحار معرفت کلی عمیق	بلکہ لا ساحل نہایت ہیں دقیق	جو ہیں بحر معرفت کے آشنا	انکے تابع ہے جہان آب و ہوا
	کہتے ہیں ہٹ جا تو ہٹ جاتا ہے وہ	کہتے ہیں گھٹ جا تو گھٹ جاتا ہے وہ	

کرامت

تھا کہیں اک مرد کوئی مرد نیک	گرم رکھتا تھا محبت کی وہ دیگ	تھا کسیکو ساتھ اُسکے کچھ مرام	بس سفارش کو گئے وہ خوش خرام
تاکہ ہو انجام اُسکا کام وہ	کر دیا جو کام تھا انجام وہ	واسطے آتے تھے کہ وہ انجام راہ	ایک سائل سے ہوئے یہ چار شاہ
تھا جوان بہت بظاہر پیر تھا	عاشق جانباز با توقیر تھا	بیچتا تھا کاہ وہ شام و پگاہ	یوں بسر اُسنے کیے تھے چند ماہ
دل میں کہتا تھا کہ عرفہ آج ہے	مومنوں کے واسطے معراج ہے	آج ہوگا حج بیت اللہ کا	کعبۂ مقصود میں آگاہ کا
واہ کیا دولت ہے میں پاتا کہیں	آج بیت اللہ کو جاتا کہیں	بولے یہ سنکر کہ سن اے پیر حج	چاہتا ہے جی ترا کرنے کو حج
یوں لگا کہنے تھے یہ میرے نصیب	ہو اگر آکر یہ دولت قریب	ہاتھ سے اپنا کیا لے راہ کو	ہوا اگر جاتا ہے بیت اللہ کو
دیکھنا کیا ہے کہ ہے بیت الحرام	خانۂ کعبہ میں کرتا ہوں خرام	شرط حج لایا بجا وہ مرد خیر	تیرین تا خصب کی کعبہ کی سیر
اپنے دل میں پھر لگا کرنے خطور	اب کرونگا کسطرح پانسے مرور	دیکھتا کیا ہے کھڑا ہے بادشاہ	گر پڑا جا کر قدم پر کہکے واہ
بولے جا کر تا ہے کیا اسدم کھڑا	کسلیے حیران ہے حسرت میں پڑا	پھر کہاں وہ اور کہاں بیت الحرام	تھا جہاں پہلے وہی پایا مقام

کرامت

احمد آباد آپ آئے ایک بار	ساتھ میں اصحاب تھے نیکو شعار	جا بجا کرنے لگے سب لوگ سیر	باغ تھا کوئی وہاں پہونچے بخیر
ایک بتخانہ وہاں تھا مختصر	تھا بتوں کا وہ عجائب منظر	ایک دختر تھی نہایت رشک ماہ	چرخ کو رہتی تھی وہ زیر نگاہ
لوگ بولے سبکہ لا ثانی ہے یہ	خوبصورت ماہ کنعانی ہے یہ	ایک بولا اسکی صورت خوب زشت	دیر میں مورت ہے اک حور بہشت
مولوی گلشن یہ سنکر جبر	آئے بتخانہ میں وہ خستہ جگر	دیکھ کر مورت کو صورت ہو گئے	سنگ پر خود بت سے مورت ہو گئے
لوگ کرتے تھے نصائح چند پر	پر کسی کی وہ نہ کچھ سنتے تھے پر	[illegible]	[illegible]

بولے جاکر دیکھے لاتا ہو نہین — عافیت سے ہان اگر پاتا ہو مین
لیکے آئے سب تیقونکو وہان — تھا پڑا وہ عاشق مورت جہان

آکے دیکھا اُسکو پایا حال غیر — ہوکے متالم کیا دعوات خیر
بولے ای مورت تو صورت بن بنی — وہ بنی لیلی تو مجنون گلغنی

ہوگیا انسان وہ پیکر پتلی — یہ بتا اُٹھ کر بنی دختر اُٹھی
پڑ گیا عالم مین غوغا اُٹھ کھڑی — ہوگئی جسوقت وہ مورت کھڑی

واہ وا کیا عیسوی اعجاز تھا — قُم باذنی کا نمایان راز تھا
مولوی کا کردیا شہ نے نکاح — ساتھ اُسکے با انشاط و انشراح

کرامت

میر خسرو شاعر ذی دستگاہ — فاضلو مین شاعرو مین بادشاہ
ایک بیٹا اُسکے تھا اہل ہنر — باپ سے اُسکی طبیعت تیز تر

طوطی ہندوستان احمد خلیل — عالم بےمثل فاضل بےعدیل
ایک اُسکے بھی ہوا پیدا پسر — پر غبی الذہن جاہل بے ہنر

گو پدر نے ہر طرح تعلیم دی — پر نہ اُسنے ایک بھی تسلیم کی
گو بہت ساعی ہوے جد و پدر — پر نہین اُسکو ہوا کچھ بھی اثر

ایکدن وان جا پڑے حضرت شاہ مین — اپنے گھر وہ لیگیا مرد یقین
کرکے سامان ضیافت عرض کی — یہ پسر تھا یا نہایت سے غبی

تربیت اسکی کیا مین نے بڑی — پر نہین اسکی بچھری طبع اڑی
لطف سے جو آپ فرمادین نظر — کیا عجب اسکو کرے وہ کچھ اثر

ایکدم کے بعد تھا احوال دگر — وجد مین آکر یہ بولے سُن پسر
بحر مشہور ہے تو آپ سے — کر سخن تو خود ہی بہتر باپ سے

تھا کہان بےعقل عاقل ہوگیا — ہر طرح کا علم حاصل ہوگیا
ہر مصارع اور اشعار و غزل — کیا مخمس کیا مسدس بے بدل

وہ لگا پڑھنے با آواز بلند — پڑگئے حیرت مین سارے عقلمند
بولے پھر حضرت کہ سن اسکو پسر — شعر گوئی تجکو ہوا ارث پدر

کسلیے اشعار تو کہتا نہین — آشنا ہین بحر سے رہتا نہین
جبکہ حضرت نے کہا ارشاد یہ — سنکے اُسنے کی رباعی یاد یہ

رُباعی

آفرین بر خلیق طبع کزو — گوہر انگیز جوہر افشانیم
اثر تربیت بود کز وے — ہم سخن گو و ہم سخن دانیم

اہل مجلس مین ہوا اک شور — مرحبا کہنے لگے سب دور دور
سنکے مجلس سے اُٹھے جد و پدر — آکے پانو پر رکھے حضرت کے سر

تھا عروس نو کی زیبا پر واہ وا — مرحبا ہی مرحبا ہی مرحبا

کرامت

اک قلندر نام تھا سید علی — تھا جہاندیدہ مگر دیدہ ولی
پھر چکا تھا زیر چرخ نیلگون — تھا بڑا سیاح مرد ذوفنون

تھا مراتب مین قلندر کیطرح — تھا سیاحت مین سکندر کیطرح
تھا فلک گردان تھا ہر سو کا طراق — تھا بڑا جرار طراری مین طاق

اسکو حاصل خوب تھا علم رسوم — صوفیونکے بھی تھے سب حاصل علوم
آ کے حاصل کی ملاقات جناب — معترض ہو کر کیا شہ کو خطاب

آپکا ہی کیون جہانگیری لقب — اسمین علوی اور سفلی بھی ہی سب
ظاہر و باطن کے عالم مین تمام — دخل و ذونمین ہی اسکا لا کلام

سخت ہی اس بات کا ہمکو عجب — ذات مین احد مین ہم کیونکر ہون سب
کیونکہ اکثر اولیاے روزگار — اپنے رتبہ پر ہین اسکے سزاوار

آپکو تخصیص کا کیا ہی سبب — دیجیے اسکا جواب منتخب
بولے تم شیخ زمانہ ہو نہین — واقف راز یگانہ ہو نہین

ہی کہان تم کو علوم اہل راز — ہی تمھاری فہم سے دور دراز
اپنے دل سے اسکی کر تحقیق دور — کیونکہ یہ دشوار ہین تجھپر امور

یون قلندر نے کہا ای مرد خبیر — گھر سے مین کرتا ہوا آتا ہون سیر
بہر دیدار بزرگان کرام — بہر تحقیقات تفتیش مقام

کیے ہم آوین باز تحقیقات سے — تا نہون آگاہ ہم اس بات سے
گر جہان سے آپ لیتے ہین مراد — سب مشائخ دہر مین با اجتہاد

ہی قوام دنیوی انکا وجود — عہد کے اپنے ہین سب عارف نمود
ہان اگر ہی عالم باطن مراد — ہر ولی اپنی ولایت مین ہی شاد

بولے حضرت سن مین بولا ای فقیر — بارگاہ پیر کا ای مرد پیر
عرش سے نازل ہوا ہی جو لقب — وہ لقب مجھکو دیا ہی با طرب

وہ لگا کہنے سنو عالی جناب — آپکو کیونکر ملیگا یہ خطاب
یہ کسی کامل کو بس آیا نہین — اولیاے اکمل نے بھی پایا نہین

بولے جانا ہین کہ اب ای تجھے — کچھ نہین ہی راہ آگاہی تجھے
ثابتہ اعیان سے تو ہی بے خبر — کوئی عرفان مین نہین تیرا گذر

جبکہ سالک کرکے طی راہ سلوک — عین کو وہ ہی پہونچتا بے شکوک
ہین مراتب ثلث اسکے گوش کر — اول و دوم ہی سوم ہی دگر

پہلے ہی وہ سالک نیکو صفات — جانتا ہی خوب سب آثار ذات
بعض علم عین سے وہ باخبر — ہو گیا جو کاشف راز دگر

جانتا ہی عین سے اعیان ذات — جانتا ہی کل اسماے صفات
اولیاے کبین مین جیسا کہ غوث — اور کامل اولیا بے رنگ و لوث

دوسرا ہی سالک نیکو صفات — جانتا ہی اپنا اعیان ثبات
ہونگے وہ آگاہ ہر احکام سے — اپنے خود آزار سے اور کام سے

سن کہ ہین وہ سالکان خوش صفات — اپنے ہر احوال سے آگاہ ذات
اس طرح کے صاحب اقبال ہین — اولیا متوسط الاحوال ہین

تیسرا سالک ہی مقبول اله — جانتا ہی بعض اپنی عین راہ
سالک اکمل بڑا ہی مرد دین — کیا ہی دنیا مین کہ وہ آگہ نہین

جانتا ہی اول و آخر تلک — کل احکام جہان راز فلک
ملکمین مفصل سب نصوص — دیکھ فرماتے ہین کیا اہل فصوص

کہتے ہین عالم کی ہی مجکو خبر — ظاہر و باطن مین ہی مہر اگر
اب یہان سے اسکے استدلال کر — ملکیہ سے اکتشاف حال کر

اولیاؤں سے اگر کوئی ولی — اسطرح حاصل کیا کارِ جلی
ثابتہ اعیان اپنے پر بدل — ہو حقائق سے جہان کی مشتمل

علوی اور سفلی ہی دونوں میں شمول — یہ لقب اسکو روا ہی اے سئول
یوں لگا کہنے کہ اے عالیجناب — آپکا ہی یہ جواب ناصواب

اور بھی تو اولیاء اللہ تھے — ہیں وہ عرفان سے وہ آگاہ تھے
انکو یوں الہام کیوں آیا نہیں — کسلیے اسکا لقب پایا نہیں

بولے ہیں کہ کس مرد رفیق — مختلف ہیں اولیاؤنکے طریق
ہر کسی کا ایک مقصد اور ہے — اپنی اپنی راہ اپنا طور ہے

کوئی زاہد رہ میں کامل ہوا — کوئی عاشق عشق کا حامل ہوا
اور ہی کوئی بڑا اتنا ہے راہ — تا بہ در والہ ہوا اسکا نباہ

اسکے تب معلوم ہوتے ہیں نصوص — دیکھیے جب خوب مضمون فصوص
پہلے اکثر اولیاء اللہ تھے — وہ طویل العمر خضر راہ تھے

خاک میں پنہاں ہوئے انکے وجود — پر نہیں دل کا ملا انکو سجود
گو کہ اکثر طالبان خانقاہ — ہیں جہان میں جا بجا مشہور شاہ

پر وہی ہی عارف باللہ مرد — جو کوئی ہی طالب معشوق فرد
دوسری اک ورس اسکی دلیل — آپ وہ دنیا میں رہتے ہیں خلیل

ہی سعادتمند وہ عالی ہمم — جسنے یہ تکمیل پہونچائی بہم
بعض کہتے ہیں وہ رو مند روزگار — کفر میں کرتے ہیں وہ اسکو شمار

ثابت الاقدام ہیں وہ محتشم — رکھتے ہیں اسلاف میں بڑھکر قدم
ایک رتبہ پر نہیں انکو قیام — رکھتے ہیں بڑھ بڑھ کر عرفان میں گام

طالب حضرت ہی اشخاص ہیں — کیا الوالعزمی سے با اخلاص ہیں
جبکہ ہوتا ہی تجلی کا ظہور — معرفت کا حکم گیا دل میں سرور

ایکدن میں ہو گئے آزاد وہ — دیر کیا ممکن ہوئے دلشاد وہ
یہ خبر ہے حافظ شیراز سے — دیکھ فرماتے ہیں کس انداز سے

قطعہ

غلام ہمت آنم کہ زیر چرخ کبود — ز ہر چہ رنگ تعلق پذیرد آزاد است
بالت تا کے کثرتی توحید ہے صفات — تجھیے راز صنم کا انکشاف

وہ سبھی کے نہیں اسموں پہ قید — جانتے ہیں شرک اسکو وہ جنید
مرد کامل طالب دیدار ہیں — وہ بدل خواہان وصال یار ہیں

تاکریں تاریکی اجسام دور — سینہ ہو صفا ہوں مصداق نور
دور ہیں سب مشغل گر در راہ ہو — جو کہ فانی ہی فنا فی اللہ ہو

شعر

بگذر وعہ تو از شعور فنا ر لنا گذر — خواہی اگر بقائے کہ جاوید کس بقا
کل شئی ھالک کہتے ہیں وہ — غرق بحر معرفت رہتے ہیں وہ

شعر

ہر کہ آمد بہ بحر توحیدش — یافت در جوش آب تفریدش
لیس فی الدار غیرہ دیار — ہر دو بہ حضرت وجود نثار

یا الوہیت کو ہیں سالیے مقام — جیسکے ہیں وہ تاشے صاحب کرام
انکا ہی حصہ لگا تو سبق ہے — مدعا ملتا ہی انکو جن سے

وارثان حضرت ختم رسل
جانتے ہیں خوب خود ہر اک کل

فرش سے تا عرش کی راہ ہے
بلکہ تا قوسین جولانگاہ ہے

ایک میری اور ہیں دیگر دلیل
خود کو سمجھا کر نہ خود ہرگز جلیل

غیرت کو اور زنا فر کو نکال
ظاہر باطن سے اسکی حرص ٹال

از حواس ظاہری کیا باطنی
کر تنا فر دور ہیں مرد غنی

ایک قوت تا کرے کار قوا
ہے لقب اسکو جہانگیری روا

تفرقہ ہے گو کہ ظاہر میں تمام
ایک اعضا کو تعلق ایک کام

گو کہ فطرت میں حقیقت ہیں یہ پیر
پر کریں وہ کام سب کے ہر ضمیر

سنکے وہ بولا قلندر بے یقین
مجکو بے دیکھے یقین ہوگا نہیں

بولے یہ حضرت یہ ہو کر پر غضب
دیکھ آکر جہنمی بے ادب

ہاتھ ہے اک سنبل میرا اگر قیاس
پر ہے اس میں اور احکام حواس

بولے لاؤ آگ سے بھر کر طبق
بھر کے لائے شادمان اہل حق

ہاتھ ڈالا آپ نے او فضل رب
پی گیا دست مبارک آتش سب

سامنے کیا والقمہ کا شمیم
ہاتھ سے کیا تا لقمہ لمس عظیم

سب کو دست مبارک سے ظہور
پر نہیں قائل ہوا وہ مرد زور

یوں لگا کہنے کہ کار حیلہ ہے
ہے نہیں اس بات پر کچھ شبہ ہے

ظاہر کر اس القاب سے عالی نہیں
تھا وہ بے ادبی ہے کچھ خالی نہیں

جبکہ یوں بولا کلام نا پسند
ہاتھ بولا سنکے با بانگ بلند

گو کہ جہانگیر ہم جہانگیر ہم بگو
دست تقدیر ہم بگو پیر ہم بگو

جب نہ بابا دست سے بولی کلام
ہو گیا سنکر قلندر بھی تمام

تھے وہاں موجود یاران فقیر
خود رفیع الدین بھی جو تھے شیخ کبیر

شیخ رکن الدین جمال الدین بھی
شیخ اصیل الدین بھی جو باتھے

اور بھی تھے اسطرح یاران سب
سب کو آیا دیکھ کر اسکو عجب

تھے کچھ ان ہر کوئی چھوٹے بڑے
آگئے پانوں پر وہ حضرت کے پڑے

لیکے سب ہم نے یہ اعجاز ہیں
دیکھنا کیا ہے سنا کا یہ نہیں

جو کہ تھے اخلاص کے آنکھ میں
ہاتھ ملتے تھے برابر ہاتھ میں

اسکی تحسین اور تحقیر کرکے خوب
تھا کہیں نہ یہاں کر آئے خوش قلوب

نہیں ان سے کیا جو مرد اچھا
اسکے پھر اہوں ہیں وہ [illegible]

کرکے نور العین کو اپنا نصیب
لیکے آیا ساتھ میں شیخ کبیر

وہ بھی آ کے شیخ و عدو [illegible]
تا قلندر کا نہ ہوا ایمان تباہ

بولے ایمان ہیں نہ آدینا خلل
ہا بھلا ہو خانہ غم سے نکل

حکایت

آپ فرماتے تھے اکثر یہ بات
یعنی از شیخ علی نیک ذات

روز لیتو نہیں [illegible] تکرار کچھ
کشف ہوتا وہ نہ تھا اسرار کچھ

منزل واقع منازل سے ہوا
شیخ تاج العارفین کا عہد تھا

آگئے وہ وقت کی تھی گھڑیں
پوچھنے کو نزد شاہ عارفین

دیکھنے کیا ہیں کہ وہ عالی جناب
بستر عرفان پہ ہیں مشغول خواب

پر تمامی شغل تن میں ہیں پڑا
ہے مسیح اور مجہل بر ملا

وہ کھڑے تھے ایک ساعت انتظار
تاکہ ہو بیدار وہ شیخ کبار

پھر چلے مایوس ہو کر اپنے گھر
کہتے تھے آوینگے کوئی وقت پر

بولے سب ناگہاں اعضائے تن
ہاں کہاں جاتے ہو ٹھہرو جان من

پوچھنے آئے تھے جو اسرار تم
بھید وہ یہ ہے سنو گفتار تم

دونوں سائل ہو گئے قائل تمام
اٹھ گئی پردہ جو تھی حائل تمام

کرامت

احمد آباد کے گلبرگہ سے شاہ
خاطر اٹھہرے وہاں تا چند ماہ

تھا مبارک یار تھا اسلام یار
اور تھے حضرت کے چندین دوستدار

انکی خاطر سے ہوئے حضرت مقیم
کچھ دنوں تک لیکے خدام و ندیم

ایک دن کا ہے یہ ذکر معتبر
محو قیلولہ تھے وقت دوپہر

بحث دونوں یار میں آکر پڑا
مسئلہ کوئی نہایت تھا کڑا

اپنی اپنی دونوں کرتے تھے دلیل
پر نہ حل ہوتا تھا وہ راز جلیل

یہ ہوا اقرار پھر انجام کار
کیجیے حضرت سے چل کر آشکار

جو کریں ارشاد اسکو ہم کریں
جبکہ جی حلال ہے کیونکر لڑیں

آئے تا عقدہ کریں وہ انحلال
خواب میں پاکر لگے کرنے مقال

آکے کوئی وقت یہ پوچھینگے آ
منتظر کب تک ہیں آوینگے یا نہ

کہکے یہ لیٹے اٹھے دونوں رفیق
خضر حضرت سے یہ بولے سن شفیق

سائلو ٹھہرو سنو وہ راز اب
جسکی ہے تم لوگ کو ہر دم طلب

حل کیے خضر نے وہ راز سخن
ہو گئے قائل وہ سائل نیک فن

تھا نباتوں سے زیادہ قند تر
آب حیوان پاکہ تھا کان شکر

کرامت

سامعو ہی سرگذشت روم یہ
ہی کرامت حضرت مخدوم یہ

تھا وہاں وہ افتخار شاہ روم
خوش نشین سب ہو گئے اہل علوم

ایک نیکو مرد تھا اسلام نام
عالم و کامل نہایت ذی مقام

کرتے تھے وہ غیبت پھر اہیان
جا بجا جا کر مثال واہیان

گو شریعت سے نہ تھے کچھ بھی گناہ
پر گمان بد تھا اسکو خواہ نخواہ

دیکھ کر اسکا یہ احوال فساد
آپ سے ظاہر کیا اسکا عناد

بود خود جانیگا مرد پر فتن
جو کہ لاتا ہی زبان پر بد سخن

ایک دن ظہر پڑھکر نماز بامداد
تھا وظائف میں یہ شہ نیکو نہاد

الاماں کہتے ہوئے آئے وہ پاس
پا برہنہ سر برہنہ بد حواس

بولے ہاں یہ بد حواسی کس لیے
یہ پریشانی اداسی کس لیے

بولا پہلے کیجیے عفو قصور
بعد اسکے پوچھیے جو ہیں امور

کیا کہوں ہرگز کہا جاتا نہیں
یہ عجب احوال ہے آتا نہیں

خواب میں دیکھا نہ تھا حال خراب
جو کہ دیکھا میں نے حضرت رات خواب

سو رہا تھا قصر میں نیم خواب
تھا بدن کا نہیں ان کچھ حساب

دس جوان ظاہر ہوئے خونخوار سے
سب مسلح یکدگر ہتھیار سے

تن سے سر تیرا ابھی لیتے ہیں کاٹ
خون ترا ہم لوگ لیتے ہیں چاٹ

اتفاقاً آگیا اک مرد پاک
ورنہ کرڈالا تھا لوگوں نے ہلاک

یوں کہا اسنے کہ ہم اسکی خطا
سید اشرف سے لیا ہے بخشوا

ہیں لئے پوچھا کسلیئے کرتا ہے سب
کیا مری تقصیر ہے کیا ہے سبب

سید اشرف کا لے جا کر قدم
اپنی پیشانی رگڑو جا کر بہم

جو کہ فرمایا کیا اسنے وہ سب
اب کیا جو کچھ کہ تھا کار ادب

اسکی خاطر سے کیا میں نے معاف
منتو نسے کہگیا تھا صاف صاف

آپ اکثر یہ پڑھا کرتے تھے یہ
بلکہ شیخ کہا کرتے تھے یہ

ورخدا خواہد کہ پوشد عیب کس
کم زند عیب اہل دل نفس

پیش این الماس بے اسپر میا

مجھکو پکڑا اور کہا از زشت خو
غیبت اشرف کی کیا کرتا ہے تو

پھر لٹا کر مجھکو بھروے زمین
چاہیئے تھے تاکریں ذبح ہمین

وہ ہوا آکر شفاعت خواہ ہے
تا بچے جان حزین ہو کر اسیر

وہ گئے سنکر تو ہو کر خشمناک
گالیاں دینے لگا وہ مرد پاک

وہ لگا کہنے کہ مردان الٰہ
خوص میں آ نکلے تو ہے امر رفاہ

ہم تری کرکے سفارش آگئے
خوب ہم کرکے گذارش آگئے

بولے تھا دادا اثر ان کا خصال
اسکی روح آکر ہوئی صرف مقال

طعنۂ پاکان نہ کر ای بوالہوس
یاد رکھ اشعار مولانا کے بس

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
میلش اندر طعنۂ پاکان برد

نکتہ تھا چون تیغ پولاد ست تیز
گر نداری تو سپر واپس گریز

گر بہ بدن تیغ را نبود حیا

حکایت

کہکے قلندر خاں نے نور العین کو
رنج پہونچا بادشہ کو بین کو

قصر پر سوتا تھا اپنے ایک شب
نیز آئے وان قلندر پر غضب

اسکو پکڑا اور کہا ای بے خرد
پھر تو نور العین کو بولیگا بد

تو نہیں یہ جانتا ہے بیخبر
سید اشرف کا ہے وہ نور البصر

قاضی حجت کو بھر اعتذار
صبحدم لایا تھا وہ نیک شعار

بولے تیری کرچکے تعزیر جا
درگذر تیری یہ کی تقصیر جا

دشمن جان ہونگے اسکے اولیا
بد اگر چاہے کہ بدبخت تھے ذرا

ہیں جدہ پشتوں تلک بھر دو

پر نہیں سکی ہوئی توفیق یار
تاکہ حضرت سے کہے کچھ اعتذار

اپنے ہاتھو میں چھری ننگی لیے
صورت قصاب سورت بھی کیسے

جی میں آتا ہے کروں بسمل تجھے
کر دوں میں اسوقت ذبح گل تجھے

کچھ نہ تھا اسکی ہلاکت میں کلام
پر بچا از عون ارواح کرام

دست بستہ ایستادہ تھا حضور
بادل خستہ پیادہ تھا حضور

مجھکو ہے امید از لطف صمد
میرے فرزندوں کو جو دیکھیگا بد

جو کہ انکے حق میں چاہیگا بدی
اسکو دنیا میں نہیں نیکی بدی

آئین مردان خدا عون صمد

کرامت

پھر کے بنگالے سے شاہ نیکنام
آپکا اس مین ہوا خیمہ بپا
تذکرہ پہلے ہوا عرفان کا جب
اہل سنت کے عقائد کے حساب
بعد تمہید عقائد اے عزیز
ہو رسالہ میری تصنیفات سے
بولے آؤ جلد اے بابا حسین
تھا وہاں جو حاضر ظہیر الدین حمید
قاضی احمد کہ تھا سب کا امیر
وہ لگا کرنے نہایت قال و قیل
آپ کو تفصیلیہ دیکر قرار
پڑھ کے پہلے جمعہ کی باہم نماز
جبکہ آیا متصل وقت نماز
غرق طوفان کنگرہ تھا کاج کا
تھا شہیں باران و تھا طوفان نوح
مرگئے پانی مین اکثر ڈوب ڈوب
جو بدی تھی وہ ارادہ بد گھٹا
پڑھ کے نالے مین جو کرتے تھے فغان
عالم دریا مین دیکھا ایک لیاقت

آگے گنتی مین کیا جیسے مقام
کانون مین چرچا یہ پھیلا جابجا
بعد اصحاب والاتقان کا لبس
آپ انکو خوب دیتے تھے جواب
اصطلاح بولے سنہ والا تمیز
ہے مدلل خوب توجیہات سے
وہ رسالہ لاؤ اے بابا حسین
اور بھی اتنا ہی تھے سب مستفید
چھین جیب پڑھ کر ہوا وہ مردہ سا
ہوگئے آخر کو ابیغ طویل
ایک استفتا کیا بہر فشار
کیجیے دست تطاول کو دراز
آسمان پہ چھا گیا ابر گداز
ہیجان مین تھا گمان سیو راخ کا
جشن و طہر انسان کی بھی ٹوٹی روح
صور سنتا ہی ملا انکو غروب
چھا گیا تھا ابر جو آخر ہٹا
کچھ نہ دی نالے نے بھی انکو امان
کوئی کہتا ہے کہ سن او نیکنام

تھا سواد کانون مین غلغلہ نکا
عالمان شہر کے سنکے حال
چھیڑ مناقب مین ہوئی کچھ قال و قیل
آخرین جھنڈا مجلس نے بھی کیا
اک مناقب مین رسالہ خوب ہے
بولے وہ منگوائیے منگوائیے
انکو وہ لائے کتابون سے نکال
دیکھ کر کہنے لگے سب واہ واہ
مرتضی کے وہ مناقب مین بڑا
اور سب عالم ہوئے انکے شریک
تا کہ طبع شاہ رنجہ کیجیے
یہ خبر مخبر سے پہونچی کان مین
پھر لگا پانی برسنے ابر سے
اک عجب برپا ہوا شور و غلغلہ
رعد کی آواز بجلی کی کڑک
اکیمان مجمع کہ جامع کو چلین
جو کہ بدلی تھی لوٹ مین بیخلل
انمین سید خان کہ تھا پٹھان بڑا
سید اشرف اک ولی مرد ہے

بر لب جو ایک باغ پر بہار
تا کرین کوئی مسائل مین مقال
کرتے کرتے ہو گیا بحث طویل
جسرخ نے تحسنت کی آواز دی
دیکھیے جو دیکھنا مرغوب ہے
ہے رسالہ وہ کہان دکھلائیے
انکو دکھلایا کرو اسکو خیال
ہے یہ البتہ نہایت خوب شاہ
گفتگو کرنے لگا آکر اڑا
بولے یہ قاضی کی تھی نا ٹھیک ٹھیک
شیر کو زیر شکنجہ کیجیے
آپ بے تردد ہوئے اُس آن مین
یہ چلے مرشد نکل کر قبر سے
ہوگیا سب کو خیال نفخ صور
وہ گھٹا کالی اٹھی تھی وہ کڑک
اڑ گئے ان البتہ پانی مین ملین
حق نے اسکا انکو دکھلایا بدل
علم کے دریا مین تھا طیران بڑا
تو نے کیا سمجھا تھا وہ اک فرد ہے

گھاٹ پر شیر ہونگے جاویگا اگر
پھاڑ ڈالینگے وہ مجکو شیر نر

چاہتا ہی خوبی دارین جو
عذر کر حضرت کی آگی خوب تو

صالحہ تھی وہ زن مریم خصال
بولی میں نے بھی یہی دیکھا ہی حال

مصلحت ہی جلکے کر عذر گناہ
عرض اپنا کر یہ سب حال تباہ

صحبت اغیار سے باہر نکل
جا کے آنکھوں میں خاک کفش مل

پرتو انفاس روشن سے اگر
ہو جہان روشن عجب اسکا نہ کر

عالم رویا میں وہ پایا ایک دور
قبل اسکے اسنے یہ دیکھا تھا طور

پاس آسکے وہ زن شوہر گئے
ملتجی ہو کر بچشم تر گئے

یاد آیا خواب سے خواب کہین
پاس حضرت کے گئے وہ مرد و زن

کس لیے ہی آپ کو یہ اضطراب
دیکھیے دیتا ہوں میں اُنکا جواب

سنکے وہ بولا کہ حضرت ہی درست
ہیں جو لائق آپکے ہر ایک جست

ہو گی خوش بولی یہ دیکر چار پھل
چار بیٹے ہونگے تیری بے بدل

کیجیو ثالث کا طیب پاک نام
اور رابع کا محمد ہو نام

ہو گیا موقوف جب یہ فان آب
پاس سید خان کی آئی شیخ و شاب

بیوی سید خان بہت ہو کر ملول
ہی یہ استفتا تمھارا نا قبول

جو کیا ایثار او صاف علی
کسلیے تم لوگ کو ہی کھلبلی

جو کریگا وصف ان اور باپ کا
اسمیں کیا حضرت ہی نقصان آپکا

بولی جامع میں لکھا ہی دیکھ لو
دیکھ کر اسکو لائے چھوڑ دو

ہی وہ مومن اور کامل بیقصور
اُسکے ایمان میں نہیں کچھ فتور

ہو گی شرمندہ بہت انجام کار
آئی حضرت پاس بہر اعتذار

بد دعا منھ سے گئی شہ کے نکل
پڑ گیا اُنکی جماعت میں خلل

کسکو ہی یہ قوت بازوی جنگ
تا کڑلے ہاتھ در کام نہنگ

خواب میں یہ ماجرا سب دیکھ کر
اپنی بی بی سے کہا وقت سحر

چاہتی تھی خود کروں اظہار خواب
تمنے سبقت سے کیے اسرار خواب

عاقلوں کو ہی نہایت ناپسند
تا کریں خیمہ ہونگے ظفر خیمہ بلند

بولیگا وہ مہر سے تا پہونچے فراغ
کیونکہ تیرا ہو رہا ہی گل چراغ

خواب اول کا کھلیگا حال سب
اسکی استمداد سے با فضل رب

کوئی آیا ہی ولی نیکو خصال
سید عالی نسب فرخندہ فال

لطف فرما کر دیے ہیں چار پھل
بیکلی دل کی گئی دل سے نکل

بیٹھے جا کر با ادب کر کے سلام
پھر لگے حضرت سے یوں کرنے کلام

بولے میر بھی سخن ہی صاف صاف
پر نہیں مجھ مانتے یا اعتساف

پر کیا ہی میں نے اسمیں ایک غور
تا کریں کوئی نہ وہ تدبیر اور

نام رکھیو پہلے کا طاہر ضرور
مظہر ثانی کا رکھنا با شعور

ہونگے چاروں پیروان چار یار
صاحب علم و ہنر ہونگے چہار

اُنکے استفتا رکھا وہ روبرو
مُہر اپنی تا کریں وہ نیک خو

ہمکو پہنچا اب حضرت سے طور
جتنے ہیں بیفائدہ کی ہست کرو

سید ہونگے واسطے یہ ہی جواز
اور لوگوں کو ہی وجہ امتیاز

بولی ہم کو دو کتابوں سے سند
یوں نہیں مانینگے ہرگز بالصمد

گر کیا ہی وصف میں اُنکے غلو
ہی نہیں کچھ اسمیں جائے گفتگو

یہ روایت سنکے وہ قائل ہو گئے
خوب سید خان ادب کے ہو گئے

جب چلا تیر قضا سوفار سے
کون بچ سکتا ہی پھر آزار سے

حق میں سید خان کی یہ کی دعا
حق کرے تم کو کمال حق عطا

کرامت

قاعدہ یہ آپ کا دائم رہا / ہر سفر اور ہر حضر قائم رہا
ابتلا کوئی نہ تھی مسجد نئی / جائے یہ وچ آباد میں مرد غنی
ایکدن حضرت سبھو لے جا پڑے / اور نمازیں پڑھ کے مسجد میں آ رکے
بیٹھے آکر سامنے کر کے سلام / ایک پوچھا مسئلہ علم کلام
ہی اگر مجبور جبریہ ہوا / ہی اگر مقدور قدریہ ہوا
بولے انکو بیچ کیا ہی یہاں سکوت / ہی بہت دشوار اسکا ثبوت
جسطرح اسلام کرتی ہیں یقین / فی المعانی جبر فی الصورت نہیں
اپنے دل میں بحث سے سمجھا یہ سود / ناہماری ہر فضیلت بھی نمود
آپ دیتے تھے جواب ہر سوال / رفتہ رفتہ بحث وہ پہونچا کمال
پر غضب ہو کر یہ فرمایا کہ ہاں / ابتلک ہی کارگر تیری زباں
انکی ماں سنکر یہ حالات خراب / گھر سے وہ دوڑی ہوئی آئی شتاب
رو کے کہتی تھی کہ ای عالم پناہ / گو کیا ہی سخت تر اسنے گناہ
کوئی جز اسکے نہیں دلبند تھا / یہ تو اکلوتا مرا فرزند تھا
آنسو انکا آپ بہلاتے تھے یہ / اور کہتے تھے کہ بٹ بھکتا وہ ہیہ
پر کرے لکنت بوقت گفتگو / نسل میں اسکی رہیگی اسکی خو
تھا لطائف کا مصنف جو لطیف / اسطرح لکھتا ہی وہ مرد شریف
وہ زدہ بھی مر گیا تھا بیشتر / ایک مدت چھوڑ کر اپنا پسر
صوفیوں کی جھانگ ہی قہر الٰہ / الحذر ہی الحذر رہا لکھو پناہ

روز آدینہ کی پڑھتے تھے نماز / جامع مسجد میں با عجز و نیاز
اسلیے دیہات میں با امتیاز / آپ جاتے تھے وہاں پڑھنے نماز
سنکے آئے حال ملایان چند / پھر بحث علم پھر [illegible]
عبد ہی مجبور یا با اختیار / امر ثالث درمیاں ہی کوئی یار
کوئی مذہب ہی میاں قدر و جبر / کیجیے اسکا بیان ای اہل صبر
پر ہی ظاہر صاف یہ اپنا گمان / اختیار ظاہری جبر نہاں
بحث وہ کرنے لگا پندار سے / کچھ نہیں آگہ ہوا اسرار سے
بلکہ وہ کرتا تھا ایسی گفتگو / خود نکلتی تھی حسد کی صاف بو
اسکے منہ سے ایک نکلا یہ کلام / سنکے جذبہ آپ کو آیا تمام
بالجبر یہ لفظ نکلی وان زبان / ہوگئی باہر دہن سے ناگہاں
گر پڑی زیر قدم بے اختیار / اور لگی رونے نہایت چیخ مار
پر ترحم کیجیے اس زال پر / اور میری اس پریشان حال پر
سنکے یہ روتی تھی بڑھیا زار زار / سنکے لوگوں کا ہوا سینہ فگار
بولی جھٹکر تیر اٹھر آتا ہی کب / پھر زبان جا دبکی اسکے منہ میں اب
عالموں کا علم بھی جاتا رہے / ہر کوئی یا دانش بھی پاتا رہے
بعد مدت کے ہوا میرا گذر / دیکھتا کیا ہوں کہ سب ویران میں گھر
عالموں سے یا تھا قصبہ باغ باغ / یا کہ جغد و بوم سے تھا زاغ زاغ
حق بچاوے ہم کو انکی جنگ سے / رکھے خدا محفوظ اس آہنگ سے

یا الٰہی کر دعا میری قبول / از طفیل آل و اصحاب رسول

کرامت

آپ جانتے تھے کہیں گا ہے اگر
حال سے خالی نہ جانتے تھے مگر

چار سو دہلی مین جا نکلے کہین
تھی جو اس ہو ش قوی سے دم کچھ نہین

مست ہاتھی ایک آیا مثل کوہ
تھا قوی ہیکل نہایت پر شکوہ

پانون بھاری تھی رہی کان حصار
چیل پایے کوہ مین گویا تھے چار

کان تھے یا دو چٹان پہاڑ
یا در خیبر کے دونون تھے کواڑ

دانت دو نکلے ہوے مثل کمان
ہو شب تاریک مین جیون کہکشان

تین من کی پانون مین زنجیر تھی
پر گرانی کی نہ کچھ تاثیر تھی

فیلبان بیٹھے ہوے یا دیو تھے
کوہ پر گویا کہ کالے دیو تھے

فیلبان کرتا تھا شور فرقو
بھاگ گئے تھے لوگ سنکر کو بکو

غل مچایا آپ کو بھی بکچھ کہہ
آپکو آیا نہ کچھ خوف و خطر

بھاگو بھاگو کا ہوا اکبار غل
پر نہ بھاگے گو کہ بھاگے لوگ کل

کچھ نہ بوجھے اور نہ بولا فیل کچھ
لوگ سب کرتے تھے قال و قیل کچھ

آپ تھے یون غرق دریائے شہود
کچھ نہ رکھتے تھے وہ اختیار وجود

کرامت

کہتے ہین حضرت کہ روح آباد مین
ایک شب تھا مین خدا کی یاد مین

بست و ہفتم قدر شب ماہ صیام
نور سے معمور تھا سارا مقام

سات سو پر تھے بیاسی سال اور
اس گھڑی مین تھا عجب کچھ حال اور

اپنے یارونکو دکھائی قدر شب
قدر شب کی سب نے جانی قدر سب

پہلے دکھلایا تھا نور العین کو
نور چشم مقصد کونین کو

تھا وہان ذکر کرم ثم یتیم
شیخ رکن الدین تھا رکن قدیم

تھا اصیل الدین جمیل الدین بھی ایک
ان مین تھا شامل رفیع الدین بھی ایک

تھا اصیل الدین وہی نیک خو
شیخ عارف شیخ معروف نکو

اور تھے اکثر قلندر خوش بیان
تھا ملک محمود بھی حاضر وہان

تھے تمامی خادمان بارگاہ
تھے مریدان ارادت دستگاہ

قدر شب سے سب مشرف ہو گئے
ساری تاریکی دلون سے کھو گئی

مہبط الطاف سے وقت سحر
ملہم غیبی سے یہ پہونچی خبر

سید اشرف تو محبوب ہے
مجکو تو مطلوب ہے مرغوب ہے

ہاتف غیبی سے یہ سن کر کہا
سب کے آگے آپ نے خوش ہو کہا

فرد

بدہ مژدہ گر جان فشانم رواست
کہ در بارہ عام لطف خداست

آپکے عادات معہودہ سی تھی
پڑھتے تھے مکہ نماز صبح کی

صبح دم حضرت گئے پڑھنے نماز
شیخ نجم الدین تھے بیٹھے بانیاز

بولے آ محبوب ربانی بیا
جلد آ اے یوسف ثانی بیا

لو مبارک تجکو محبوبی خطاب
ڈال سایہ مجھپہ بھی ای آفتاب

آپ یہ سن کر بجا لا کر سلام
بیٹھ کر باہم لگی کرنے کلام

تھے مشائخ پانچسو اندر حرم
وجد مین سب آ گئے باچشم نم

گرد سب ورنیچ مین وہ شاہ تھا
حلقۂ انجم مین گویا ماہ تھا

جو کوئی کرتا تھا حضرت کو نظر
تہنیت دیتا تھا اس القاب پر

کرامت

لیکے نور العین کو بابا رحیند
پھر حج حضرت چلو ای ارجمند

بوالوفا خوارزمی یار ونی
بو المکارم اور تھا تنگر قلی

شیخ الاسلام او تھا بابا حسین
سب مریدان ارادتمند عین

آکے بندر روم پر باسوز و ساز
بیٹھے باصحاب بالائے جہاز

طے کیے کچھ دور تک دریا کی راہ
بند شہین ہو گئی باد پناہ

تین دن تک بند تھی بالکل ہوا
تھا ہوا پر ہوش ہمراہان کا

شاہ پر غالب ہوا وجد عجیب
ہمرہان تھے اک طرف مغموم سب

تھا نماز پنجگانہ کا خیال
اور باتون کا نہ تھا کوئی ملال

وقت بیہوشی بھی اسکا ہوش تھا
گو مئے وحدانیت کا جوش تھا

پنجگانہ با وظائف دائمی
یہ نہین چھوٹا تھا حضرت سے کبھی

ہو کے عاجز بولے سب اہل جہاز
دیکھ شاہا احتباس اہتزاز

ہنس کے فرمایا کہ سن یا اعتقاد
جلد کر مجذوب شیرازی کی یاد

شعر

کشتی شکستگانیم ای باد شرطہ برخیز
باشد کہ باز بینیم آن یار آشنا را

جب پڑھی اس بیت کو تصدیق سے
یاد شرط آئی سبب توفیق سے

ہو گیا فی الفور بیڑا پار سب
شکر حق لائے بجا ابرار سب

دل مین جلبی ذکیا اپنے یہ غور
ہی شرائط معرفت سے ایک اور

عارفونکو چاہیے سب کی خبر
بلکہ کل حالات عالم پر نظر

بار ہا حضرت مین یہ ظاہر ہوے
لوگ اُنکے حال سے ماہر ہوے

پیر کوئی ایسا نہین فرخ سیر
عارفان بحر کی دیتا خبر

مدتون سے مجکو اسکی ہے تلاش
دیکھیے ہوتا ہے کب یہ راز فاش

[illegible] گذری [illegible]
ایک کو دیکھا ہے استادہ حضور

بولے ای فرزند میرے دیکھ تو
یہ کھڑا ہے کون تیرے روبرو

رہ سکا آگے [illegible] کلام
ملتفت ہو کر سو جانب نظام

ہم انھین لوگون مین ہین ای مرد دین
جو کہ دریا و زمین مین گوشہ نشین

بولے او ہے کون نام اپنا بتا
تو کہان رہتا ہے کیا تیرا پتا

کیا روش تیری ہے کیا تیرا چلن
کیا ارادت کیا خلافت کا سخن

جو دلی بہشت ہین ای سیمبر
ہے وہی اندر دیار نوعد گر

یون لگا کہنے کہ ای مرد سلیم
ایک اس دریا مین ہے شہر عظیم

شہر اشرف کر کے ہے مشہور وہ
اس جگہ سے کچھ نہین ہے دور وہ

ایک رہتا ہے وہان مرد فقیر
شخص کامل ہے بڑا روشن ضمیر

اُسکا دُرِ سحر ہی مشہور نام
سید اشرف سے ہو منسوب عام

ایکو کہتا ہی وہ مرد گزین
ہون خلیفہ ملین مین اُنکو گزین

ہین مرید اُسکے بکثرت بیشمار
طالب صادق سے ہونگی دس ہزار

ایک اُن مین بندۂ ناکام ہی
طالب صادق کہ کیکل نام ہی

بولی حاجی دیکھ وہ بیٹھے ہین پیر
جسکو تو منسوب کرتا ہی فقیر

دیکھکر وہ با ادب آیا نکل
پیرہن پہنے ہوئے تھا بے بدل

صورت پیر بان وہ بیٹھا تھا لباس
پاس حضرت کی وہ بیٹھا ایک پاس

گفتگو کرتا تھا ایسی طور سے
دور تھی انسانکے فہم و غور سے

کرامت

درمیان مسجد شہر دمشق
معتکف منزل مین تھے حضرت بعشق

عارفان صاحب توقیر سے
تھے زیادہ جنبلہ تحریر سے

تھے بہت از سائران روزگار
ناظران صنعت پروردگار

صوفیان صاحب کا مجمع کثیر
عالم و عبّاد و زہاد و فقیر

تھی جماعت کی جماعت پاکباز
آئے تھی صنانکی وہ پڑھنی نماز

پس بمصداق حدیث مصطفا
سب ہوئے تھے مقتدی شہ مقتدا

گاہ کرتا تھا وہ قاری سعید
ایک شب مین ختم قرآن مجید

جسکو تھا آرام یا جہت کا روگ
بھاگ جاتی تھی وہ سب گھبرا کے لوگ

ملگئی تھین جسکو لذات قیام
اُنکو تھا گویا کہ حلوی کا قوام

تھی وہان مردان کامل یکسو
جامع مسجد مین تھی بانٹے وضو

عید کا ظاہر ہوا تا گہ ہلال
سب گئے خُرد و کلان مسجد سے حال

چاند اُنگلی سے بتاتا تھا کوئی
جاکے نقارہ بجاتا تھا کوئی

کوئی کہتا تھا ہلال عید ہی
کوئی کہتا تھا بہار دید ہی

کوئی کہتا تھا کہ بہر روزہ دار
روح و ریحان ہی بلیغ و بہار

تھا تماشائی کا بھی ہر سو ہجوم
دیکھتا تھا چرخ با چشم نجوم

روزہ دارونکی تھی چہرونپر چمک
جسکو بجلی دیکھکر جاوی جھپک

مطلع انوار تھی صبح جبین
کاسۂ اسرار تھا فرق مبین

گوہر دندان کی وہ تھی آب و تاب
شرم سے دُرِ عدن ہو غرق آب

زلف مشکین غیرت تاتار تھی
دیکھکر اُلجھی ہوئی زنار تھی

ابرو خمدار محراب حرم
تھا ہلال عید بہر دید خم

نوک مژگان یا کہ تھی نوک سنان
ہر دلونمین ہی گڑا جسکا گمان

دیدۂ بینا اگر کھل جائیگا
رات دن کی کیفیت دکھلائیگا

دور خود بینی سے تھی وہ نیک بین
شوق وصل حق مین تھے وہ فرحت قرین

کیجیے کیونکر بیان وصف دہن
ہی نہایت تنگ میدان سخن

غنچۂ سربستۂ اسرار ہے
یا کلی یا حقۂ انوار ہے

تھا صراحی صفا اُنکا گلو
قلقل و مینا مین یہ تھی گفتگو

سینہ تھا وہ صاف تھی اصداف نور
تختۂ بلور یا انوار طور

کیجیے کس طرح توصیف کمر
بال سے یہ راز ہی باریک تر

تھے پرستارِ شہ یکران بُراق
تھا قدم جسکا کہ بر نعلین وفوق

جسکو دیکھا اُسکو ہو طرفہ حمار
شو ہو یا جونکا لیلیٰ شرمسار

گم اگر دیتی صداے زیر بم
عیش کے پیچھے تا ہی جو آہنگ سے

نالۂ مرغاں سے ہر گل زار تھا
جامۂ غم راگ سی سیتار تھا

شور و دارا سی گیا دارا دہل
شور قمری نائی کا تہی کا تھا غل

انگلیاں سکی نہیں مضراب عیش
غلغلہ یہ مین کے شاہ ارجمند

بیسویں رمضان سی لیکر ایکبار
عرض ہارون نے یہ کی ہی یا کبار

مارتی ہی جو بسکو وہ ہم
اسکے کان اینٹھنے کو جنتیکے

بلبلوں میں شور موسیقار تھا
خود نمایاں پردۂ اسرار تھا

دائرہ سی مہر و مہ آئی نکل
سنکے جاتا تھا دل عشاق کھل

رنگ تھی مرنگ سے ارباب عیش
وجد میں کی آسکے آواز بلند

مجکو ڈالا عالم غیبی میں بار
آپ سی کوئی نہیں چھوٹی نماز

یہ طفیل سر گروہ اولیا

بند ہوتی ہی اگر آواز ڈھول
بینوائی کا کریگا جو جبال

تال میں مرغا بیانی تال تھیں
جبکہ کرتی تھی بلند اپنی لاب

زہرۂ زہرہ ہوا باجو سے شق
سوز میں آئی ملائک بھی آتر

تھا بسا انگلیں نے مانہ آس گھڑی
تھا تفکر آپکو تا ایک پاس

یاد مجکو یہ نہیں ہی یا نیاز
بولی یہ سن کر کہ ہی شکر خدا

مجکو سب انعام حق حاصل ہوا

تو شکنجہ پر چڑھاتی ہیں کہ پول
صورت طنبور دینگے گوشمال

پر بطوں میں پردہ ہای جال تھیں
طبلۂ افلاک پٹتی تھی تھاپ

شنگلئے تھی منتری سب اہل حق
ساز یہ گرنے لگی آن کی نظر

ساز میں فرحت کی تھی بوٹی چڑھی
پھر یہ فرمایا کہ جب آیا حواس

یا پڑھی ہی یا نہیں میں نے نماز
وقت اکبر میں نے پایا واہ وا

کرامت

تھا رفیع الدین کو روز ہمکا قلق
بولی مجاور بھی تھا امیں شہنشاہ

بولی اسکو دیکھکر وہ بیتاب
بولا وہ خوش ہی مگر مشتاق ہے

پوچھ کر ان کی یہ طرز گفتگو
بولے یہ لکھو نہیں ہی اسکی خبر گی

اسکے آئینہ میں اتنا زنگ ہے
شاد ہو کر بولے ہی شکر اللہ

قلب پر ہی کسکے شاہ مرد حق
قلب پر کسکے ہو نہیں اینچوا

ہی جبین پر تیری نور آفتاب
فرقت دلبر نہایت شاق ہے

اسطرح بولا کہ ای فرخندہ خو
دیکھتا ہی روشنی میں تیرگی

دیکھتا خود میں نہیں وہ رنگ ہے
قلب عیسی کی ہو میں پچ اہ وا

بولے آکر ای شہ نیکو سیر
پاس نجم الدین کی ہو پہنچا پیام

خوش ہی تیرا عابد خورشید وہ
بولی کیا کرتا ہی مرد خود پرست

دیکھتا ہی اپنی منھ کو بیدرنگ
چرخ پر گا ہے اگر کرتا نظر

سنکے یہ تنگر قلی ولنسی چلا
بوالوفا کہتی تھی سر انداز سے

آپ میں کس انبیا کے قلب پہ
بھیجکر تنگر قلی کو نیر گام

سنکے حیرت میں پڑا یہ بھید وہ
جانتا یہ بھی تھا کچھ راز لست

شیفتہ ہے مختلف میں رنگ تار سے
کوکب اسرار پاتا جلوہ گر

آکی حضرت سی کہا سب ماجرا
تھی مسیحائی عیاں اعجاز سے

زندگی سی ہو جو کوئی نا امید
یا کوئی مجذوم یا داغ سفید

یا کہ ہو دیگر کوئی آزار سخت
یا کہ مردہ یا کہ ہو بیمار سخت

سبکو ہوتی تھی شفا اعجاز سے
تھی مسیحائی نمایان راز سے

کرامت

ہے عجائب ایک حال دمشق
جب وہاں تھا وہ شہ ارباب عشق

مازندران چین گئے تھے اتراک سے
اعتقاد انکو تھا مرد پاک سے

انکو لائے روبرو زاری کنان
بولی یا عیسی کرو زندہ جوان

بوسے مقبولان درگاہ آکے
کم نہیں عیسی سے ہیں بے اشتباہ

بعد ساعت کے اٹھا کر ایک سر
قم باذن اللہ کی بولے خبر

جان تھی گویا گئی مذبوح سے
روح تن سے ملگئی تن روح سے

شہر میں اسکا بڑا غوغا پڑا
مجتمع آکر ہوا چھوٹا بڑا

صحن مسجد میں کیا تھا خود جلوس
ایک زن آئی وہاں مثل عروس

ایک تھا فرزند اسکے دلپذیر
مرگیا ناگاہ وہ ماہ منیر

سنکے فرمایا کہ ہے کار عجب
کار عیسی کا کریں ہم سے طلب

دیکھ کر اسکا نہایت اضطراب
دیر تک محو مراقب تھی جناب

ماں تڑپتی ہے ہای فرزند بول
اٹھ کے اپنا پردۂ اسرار کھول

یا پڑا مردہ تھا یا اٹھ کر چلا
ماں ہوئی خوش جیسے بیمار خود تندرست چلا

بولے حضرت دیکھ کر یہ ازدحام
لیجاو یارو یہاں سے اب خیام

اپنی لیاقت میں ہوگا خلل
چاہیے یاں سے کہیں جانا نکل

کرامت

ایک تھا اہل ارادت ہوشیار
نام جوہر تھا مگر تھا داغدار

تھا خراسان میں یہ دستور قدیم
اس طرح کا جو کہ آتا تھا سقیم

جو اجازت دو شہ نیکو عمل
میں خراسان سے ابھی جاؤں نکل

رنج ہجراں سے جدائی دیگی توڑ
یہ قدم اقدس نہیں جاتا ہے چھوڑ

اس لیے تھا آپ کو محبوب وہ
تھا نہایت آپکو مطلوب وہ

بولے یاروں سے کہ لاؤ جلد آب
منہ کا اپنے آپ نے ڈالا لعاب

تھا بدن میں اسکی کچھ داغ سفید
سب وہ اسکے ہوا تھا نا امید

انکو دیتے تھے وہاں سے وہ نکال
دیکھ کر جوہر لگا کرنے مقال

گو کہ بندہ قابل خدمت نہیں
پر گوارا آپ کی فرقت نہیں

علم میں بھی اہل استعداد تھا
شاعروں میں بھی بڑا استاد تھا

وہ لگا رونے نہایت چیخ مار
اسکے رونے سے ہوئے سب اشکبار

بولی لی ایک قطرہ اور پل
سب بدن میں جیسا تھا اب بے خلل

سب مرض جاتا رہا اکبار وہ
دور اسکے ہو گئے آزار وہ

کرامت

آپ آتے تھے پھپھوند سے بناز
پھر جمعہ کی پڑھ کر رکعات نماز

بولے یاں آتی سیادت کی ہے بو
کوئی ہے سید یہاں پاکیزہ خو

بولے آتا ہے یہاں سید جمال
رو رہا اب ہے سیادت کا جلال

آکے دیکھا اور لائی اعتقاد
روز وہ آنے لگا نیکو نہاد

جی میں آیا تھا کہوں اپنا درد سے
تا سنے فریاد کوئی غور سے

بولے لو تم کو مبارک ہو امیر
ہو گی تیری خوب اولاد کثیر

ہوگا سید صاحب اقبال و منال
تو نہیں اندیشہ کا ہرگز منال

ایک بڑھیا تھی نہایت خوردہ سال
ایک بیٹا اسکا تھا پر نونہال

آئے لیکر پیر و لونا حضور
رو کے کہتی تھی وہ زال بے قصور

بخشیے زندہ دم اعجاز سے
اے مسیحا سے ترا آواز سے

یہ کوئی ساعت کا مہماں ہے ترا
جان نہیں بچتی ہے اسکو مرا

پہلے مجھ کو مار تب بیمار کو
پاکہ اسکے دور کر آزار کو

بولو میری عمر اے شوریدہ حال
ہے زیادہ اسکو بھی بیس سال

جان بلب تھا ہو گیا پھر تندرست
چاق ہو کر اٹھا تھا گو کہ سست

ناگہاں پہونچے سکندرپور میں
بیٹھے آکر قریہ معمورہ میں

تھا جمال الدین وہاں سید لطیف
وہ چلے پھر ملاقات شریف

بعد مدت کے ہوا تازہ دماغ
کھل گیا گویا کہ اسدم قفل باغ

بولی ہے گذری مری دو بیستیں
ایک ہوتا ہے مگر فرزند بست

ایکدن تھا آپکو حال قوی
آپکے قدموں پر گرا وہ متقی

اب نہ کہہ آگے کسی کی التجا
تجکو ہے درویش اشرف کی دعا

وہ گذارش اور دعا تنہ کر چلے
آگئے وہ سید وہاں سے گھر چلے

تھا قریب مرگ وہ بیٹا علیل
زیست کی باقی تھی ایام قلیل

ہے مری امید گانی کا یہ پھل
یہ پسر میرا ہے تھا ہائے بدل

تھا ہستہ عیاں کو اسکی دیکھ کر
بولی پھر اسکی ہوئی مادر پسر

سن کے اسکو اور روئی چیخ مار
مار بیٹھے زال کو پروردگار

رو کے قدموں پر گری بے اختیار
اسکو رونے سے ہوئے سب اشکبار

پیر نے بخشی اسکو تیس برس
زندگی اسکی رہی پھر سال دس

زال بھی خوش ہو کی حضرت سے چلی
دیکھ کر بیٹے کو پھولی جوں کلی

کرامت

اپنے یاروں کو وہ والا نسب
کرتے تھے وقت معین پہ طلب

پھر بلاتے تھے جو دونوں کو اگر
نیم شب کو یا بہنگام سحر

وجد آیا آپ کو اور وہ ڈرکے
مضطرانہ دیکھ کر بیٹھے پرے

پاکہ نور العین یا شیخ کبیر
آپنے کہتے تھے نکاحت لپذیر

لیکے آئے ایک شب اسلام کو
آکے حضرت کے بٹھایا روبرو

نکلے پھر خبر گاہ سے بے اختیار
آپ کو پایا خرامان ستارہ

ہو گئی یک پاس شب اس مین بسر
بولی حضرت شکر ہی رب سحر

سنکی یہ حیران ہوی شیخ کبیر
نور العین و شیخ الاسلام فقیر

کوئی یارو نہین تھی تاب کلام
پوچھتی جو کھول کر باب کلام

پڑھ کی نور العین نی ہو کر دلیر
جا کی پوچھا شیر نی احوال شیر

بولی ہی ماہ رجب کی اولین
سات سو ستر ہی سال ہجرتین

چل بسا دنیا سی غوث روزگار
مین ہوا تھا کوہ پر جسسی دوچار

ہر بزرگان زمانہ ذی وقار
انکی عہدی کی ہوی شب استکار

ہر کسی کو وہ نہین عہدہ ملا
مجکو فرمایا ہی خالق نی عطا

چاہتا ہی جسکو دیتا ہی کریم
ہی وہی وہاب ذو الفضل العظیم

ملنکر کہ جنکا ہوا تھا یہ سبب
یاد رہی مجذوب شیرازی کی اب

فرد

شکر خدا کہ ہر چہ طلب کردم از خدا
بر منتہای ہمت خود کامران شدم

یہ سخن سنکر ہوی سب یار خوش
واہ واہ کرنیلگی یکبار خوش

بولی مجکو ہو گیا پھر حکم سب
جسکا مین چاہون کرون ان عزل و نصب

جب کفن کا کر چکی سب اہتمام
تب جنازہ کا کیا مجکو امام

پھر جنازہ غوث کا پڑھتا ہی غوث
اور کسی کا کچھ نہین ہوتا ہی لوث

لا کی دی مجھ کو کلید روزگار
اور پڑھلایا مثال شہریار

جا رہم لوگون نی وہ نعش فقیر
جا اٹھایا تھا بامداد قدیر

یہ فقیر و عبد مالک عبد رب
ایک تھا اوتاد تھے جنکو لقب

تھا جہان مدفن وہان پر مزار
دفن کر کے آئی ہم سب خاکسار

قبل اسکی نہین تھا بندہ امام
عبد مالک تھا مرا مشہور نام

غوث کی بائین مین بستا تھا سدا
عبد مالک کہتی تھی سب اولیا

غوث کا ہم کو ملا جب سی مکان
ہو گئی تبدیل سب تب سی مکان

داہنی تھا غوث جو کہ عبد رب
وہ مقرر ہی ہماری جا اب

دلہنی اوتاد نی پایا مقام
تھا جہان اوتاد وہی ابدال عام

تھا جہان ابدال اب نجبا رہی
تھا جہان اخیار اب ابرار ہی

تھی جہان ابرار نجبا ہو گئی
جا پہ نجبا آپ نقبا ہو گئی

اور نقبا کی جگہ کل مومنین
اسطرح سبکو ملا عہدہ وہین

کرامت

روم کا احوال یون مرقوم ہی
یہ بیان حضرت مخدوم ہی

ایک مدت تھا وہان وہ باوفا
چند یاروں کی بنائی خانقاہ

ایک خانقاہ اسکی متصل
آپ کرتی تھی وہان راحت بدل

جو کہ تھا بر تخت مولانا جلال
وہ تھا اکثر [illegible] خیال

جب ضیافت کا ہوا وہ خواستگار
دی مشائخ عصر کی دعوت پکار

ان مین تھا اسلام کو شیخ متین
بر تھا بیت اُنکو تھا حضرت سی کین

آپ سی اسکو تھا ناحق کا الفو
گو ملی الفت سی تھا وہ بیر و رد

تھا خیال خام یہ اسکو بدل
تا کری مجلس مین حضرت کو خجل

کہیے کوئی سوال سخت تر	تا جواب اسکا نہ کچھ آوے نظر	یہ تصور کرکے وہ نیکو خرام	آئے دروازہ تلک رکھ چار گام
شکل عرفہ ناگہاں آئی نظر	انکی صورت سے نکل کرکے وہ در	پھر اسی صورت پہ صورت ہوگئی	ایکسو صورت بصورت ہوگئی
دیکھتا تھا ماجرہ حیرت میں تھا	ہاتھ ملتا تھا کہ ظاہر غیرت میں تھا	آپ نے الٹا کیا اشعار یہ	روبرو اسکے کیا اظہار یہ

شعر

ولی کان آئینہ صورت گرست	صد ہزاران صورت از وے بر درست	صورت عالم چہ باشد کاندرو	عرش و فرش و ہر چہ پیدا روی بر درست
آکے در پر شاہزادہ روم کا	چوم کر لایا قدم مخدوم کا	لاکے بٹھایا بڑی اکرام سے	آپ مخصوص ہوا اسلام سے
سامنے آتی ہیں جو شکلیں نظر	پوچھ لو جو پوچھنا ہو کچھ خبر	وہ ہوا سنکر نہایت خوفناک	چہرخ گویا گر پڑا پر بیٹھ پر خاک

فرد

چنان ہیبت افتادہ در جان او	کہ گویا در ید بیچان او	وہ اٹھا مضطر گذارش کے لیے	شاہ کو لایا سفارش کے لیے
جھکو ڈالا شاہ نے زیر قدم	بولے عفو اسکی یہ کی تقصیر ہم	پھر نہ ایسا کیجیو کار دگر	صوفیون سے کیجیو کوئی نہ شر

غزل

ببین بہ سوی شان اے چشم انکار	کہ محرومی ہمی میباد ازین کار	مگو یکتا نہ کہ تنہا ہی نشیند	کہ تنہا می نشود تنہا پدیدار
ظہور ذات حق را در مظاہر	ہمین تمثیل می باید کہ انکار	چو ذات او ندارد حد تعین	صدور کثرت از وحدت چنین یار
اگر باید ترا تمثیل دیگر	نشان آئینہ بر کفے دوا	ہمہ آئینہا ہی مختلف رنگ	مربع از مسدس نوع بسیار
جواہر مختلف آئینہا را	کہ ہر یک عکس دیگر کرد اظہار	برآید چون دہی رنگ رد کے	در آید ہر آئینہ صورت یار
چہ نسبت این کہ صف العین گردد	شنو ہو حق گفتہ اند اصحاب اسرار	جمال خویش را این ہمچو مشرف	ولی اینہا بگو کین ہست تکرار

کرامت

کہتے ہیں حضرت کہ سن نیکو شعار	جبکہ سلطان میں ہوا میرا گذار	عرض کی بار دن کے جاکر شاہ سے	پر خطر ہوا ور چلیے راہ سے
بولے جائیگا اگر رب غفور	ڈر نہیں ہوگا با آسانی مرور	راہ میں آکر پڑا ناگاہ غار	قعر دوزخ کا تھا گویا یادگار
سانپ بچھو اژدہے خونخوار تھے	کالے کالے مار زیر غار تھے	جانتا تھا جو کوئی جاتا نہ تھا	اسکے رستہ پر کبھی آتا نہ تھا

ناگہاں پہونچے وہاں رد شنیع ضمیر
آپ سے ایسا کیا سوے عصا
صوفیوں نکے منکروں کا تھا گروہ
صوفیوں سے جو کہ ہوتے ہیں امور
قیل ان لا الہ ذو ولد
لوگ کہتے ہیں خدا ہے ذو ولد

غار میں گویا لگا طوفان کا تیر
اژدہا بنکر عصا نے کھا لیا
آپکے ہمراہ تھا ناحق تژوہ
کارخانہ سحر کا ہے یا کہ زور
قیل ان الرسول قد کھنا
اور کاہن ہے رسول نیک خد
ہے بھلا ہم کو کہاں راہ دگر

ایک نکلا اژدہا آتش دہان
مثل موسیٰ جو بشارت ہو گئی
دیکھ کر کہنے لگے اعجاز یہ
کیسی نے آپ سے آکر کہا
ماالجی للہ والرسول معا
کب خدا یا کب رسول کائنات
چھوڑ کر اس راہ کو جاویں کدھر

منھ کو پھیلا کے ہوئے تا آسمان
غار کی وہ شکل غارت ہو گئی
سحر ہے جادو کا ہے انداز یہ
آپ نے موقع وہیں پا کر کہا
من لسان الورا فکہت اقا
ہے زبان خلق سے پائے نجات

کرامت

تھا مرید خاص اک پیر علی
دل میں اسکے پڑ گیا کوئی فساد
بولے ہو اس خانوادہ سے وہ رد
بعض یاروں سے وہ لایا التجا
ہو کے نا امید کر عزم سفر
جا کے اسنے یہ کیا اظہار حال
سنکے یہ ہو کر وہاں سے نا امید
کر کے محنت اور کوشش بھی زیاد
سید اشرف نے کیا جو بند در

کر چکا تھا طے مقامات جلی
ہو گیا ساقط تمامی اعتقاد
ہاں نکالو اسکو ہے یہ شخص بد
تا کراویں شاہ سے عفو خطا
جانب ہمدان چلا بے بال و پر
بولے وہ سنکر کہ سن اے بدخصال
جانب مکہ چلا وہ روسفید
انکی خدمت میں تھا وہ انکو نہاں
اسکو ہم کھولیں یہ نا ممکن ہے خبر
آخرش دونوں طرف سے رد ہوا

تا بنہ اعیان سر آیا نہ تھا
بے ادب ہو کر لگا بکنے فضول
تب نکالا اسکو یاروں نے بزور
گو ہوے وہ یار گر عذرخواہ
تھا وہاں مرد خدا سید علی
سید اشرف نے کیا حیدر کو تباہ
شیخ نجم الدین سے وہ جا کر ملا
بولے نجم الدین کہ سن اے ناصواب
بلکہ پر روئے زمیں کوئی نہیں
اسکے حق میں یہ سفر بھی بد ہوا

راز اسکا خوب تر پایا نہ تھا
آپ نے اسکی سنی ہر نا قبول
وہ ہوا حیران وہاں سے منفعل ہو
پر نہیں اسکے ہوے عفو گناہ
واقف اسرار مخفی و جلی
کھول ہم سکتے نہیں اسکی گرہ
ایک مدت تک نہیں پایا کہیں
کسلیے کہتا ہے یہ محنت خراب
تا کرے مفتوح اسکو مرد دین

کرامت

ایک تھا گوہر علی کوئی مرید
تھا بڑا با آبرو خوش خو سعید
جا پڑا ناگاہ بازار ہری
تھیں جہاں کی خوبرو بیٹھک بڑی

دل کے سینے مین نہایت چست و چاق
سبکے سفاک خونریزی مین طاق

ایکنے ان رہزنون سے وہ بولا کلام
حسب بشریت ہوا سرزد یہ کام

گو کیا تو یہ بھی استغفار بھی
اور اسیدم آپ سے اظہار بھی

آپنے سنکر لیا منہ اُس سے پھیر
اور لگے کرنے نصائح تا بدیر

دیکھے بازار مین جاتا ہی خر
رہے زیبا پر یہ کرتا ہی نظر

تھے جدا ہر کام پر ہر مریدیم
زلة الاصحاب پیر در یتیم

بو کی کفت پاکر ہوا گوہر خراب
کرکے سرگوشی ہوا بی آب و تاب

اب یہ خود بینی کی حلقہ مین پڑا
سلک سے اپنی کرو اُسکو جدا

سب فقیرون نے یہ سنکر حکم شاہ
کھینچکر اُسکو نکالا رو سیاہ

ہتہان پاک سے ہوکر جدا
درد ہجران مین تھا کچھ دن مبتلا

جو سکے پلہ پہ ہوے در یتیم
کھل گئی زنجیر ابواب قدیم

سب قلندر نے کہا ای بادشاہ
عفو کردین آپ اب اسکی گناہ

آپکی خاطر سے وہ کی اُسکی معاف
کی تھی جو تقصیر حضرت کے خلاف

کرامت

جب ہوا اتھا فقہ کا سیلانہین گذر
وقت سیاحی بہنگام سفر

ایک جنگل ملگیا تھا لق و دق
دیکھکر جسکو ہوے رنگ فق

وان نہ تھا کوسون تلک بستی کا نام
بلکہ بستی کیا نہ تھا ہستی کا نام

تین دن رہ چلی بی زاد سب
بھوک کے مارے ہوے ناشاد سب

دیکھکر یارونکا بیحد اضطراب
بولی لاؤ پارۂ آہن شتاب

ایک تھا کوئی قلندر مرد نیک
اُسکی پاس آہن کی تھی زنجیر ایک

لاکی اُسکو رکھدیا اُسنے حضور
دیر تک دیکھا کیے اُسکو بغور

زر خالص ہوگئی زنجیر وہ
وہ نظر تھی یا کہ تھی اکسیر وہ

بولے جا بازار کو باتسین
بھوک کی مارے نہین لوگونکو چین

جلد جا بازار ہی یان سے قریب
پانچ ہوگی یا کہ ہوگی شش جریب

جنس لا اسکی تو اسکو بیچ کر
تین دن تک تاکہ ہو کاٹی بسر

جو بچے پانی مین اُسکو ڈالیو
یہ خدا کا کام ہی مت ٹالیو

جب گیا بازار وہ بار سلیم
دیکھتا کیا ہی وہان زر یتیم

ہاتھ مین درہ لیے ایدھر اُدھر
شوق مین پھرتا ہی مثل شیر نر

اپنے دل مین ہو کی حیران وہ ندیم
یون لگا کہنے کہان ہی وہ حلیم

تم کو گھر آ کی تھی حضرت نے چھوڑ کر
تاکہ ملک دین رکھو وان پر نظر

کیا سبب جو آپ آئے اسطرف
کیا سبب پھرتی ہو خود درہ بکف

بولی تم کو حکم تھا یہ شاہ کا
ہو نہ ناظر اولیاء اللہ کا

آتی جاتی ہو جہان جسکی پلک
جو کہ مانگا وہ ملا زیر فلک

سوق کا مجھکو دیا ہی احتساب
اسلیے درہ لیے ہون مین جناب

جو اگر چاہی کرے اُسکے خلاف
مار کر اُسکو کرو تم صاف صاف

سوق (بازار ۱۲) مین آتے ہین اکثر اولیا
بہر حفظ خلق بہر کار بلا

گاہ گاہ بیچ مین کبھی ہر کار سیر
سوق مین آتا ہو تمہین ای مرد خیر

جسکو تو آیا ہی اپنا کار کر
ہونگے بیٹھے منتظر ای خوش سیر

سنکے اسکو جنس بھی وہ لیکے مول	جو بچا پانی میں ڈالا اسکو کھول	آپکی خدمت میں وہ حیران لگا	جنس لیکر آگیا وہ ہوشیار
دل میں یہ تنکر قلی کہنے لگا	مفت میں نہ رشاہ کا ضایع ہوا	کام آتا زر کسی محتاج کے	مفت پانی میں گئی زر آج کے
جبکہ دل میں اپنے یہ لایا خطور	آپ نے معتب کیا ہو کر نفور	تجکو بس اسی کام سے کیا کام ہے	اسکا عالم خالق علام ہے
رازق مطلق کو جتلاتا ہے تو	پرورش دنیا کی بتلاتا ہے تو	آپ نے اسکو نکالا دور تر	تین دن کے بعد آیا وہ بفر
کرکے نور العین کو اپنا پناہ	آکے حضرت سے ہوا وہ عذر خواہ	پھر ہوا اپنی جگہ پہ برقرار	دو حضرت کی ہوا دل سے غبار

کرامت

آپ کعبہ کو چلے بہر طواف	لیکے خود ہمراہ میں احباب صاف	کرکے طے دو تین منزل جلد تر	پہونچے آکر پہلے دریا خضر نگر
آنرے شمس الدین دہلی کی وہ گھر	تھا قران مہر و مہ بالکہ گر	انکی مانجو وہ رہی تار و جنید	شور یا حضرت کو تھا پیدا پلید
خود دیا سے وہ لگے تیکو سیر	تاکلائی جل گیا دست بغیر	ہاتھ انکے تاکلائی جب جلے	جب نکل آئی تو مطبخ سے ٹلے
بولے اسکا کیا سبب ہے جو جلا	بولی سب خادم ابھی یون ہی جلا	بولی آگے آمری چشم چراغ	ہے یہ جینا تیری ہاتھو نکا داغ
اسکو بس داغ ولایت جانیو	ہو کہ میں کہتا ہوں اسکو مانیو	ہاتھ انکا لیکے اپنے ہاتھ میں	دم کیا صحت ہوئی اکبار میں

کرامت

پاس حضرت کی کوئی آیا کہیں	فلسفی تھا پر بظاہر پاک دین	ایکدم بیٹھا تھا وہ شوریدہ حال	بولی تو ہے فلسفی باطل خیال
وہ ہو حیرت میں یہ سنکر کلام	کسطرح مجکو یہ پہچانا ہے عام	اپنے مذہب سے ہوا دل میں خجل	لا کر ایمان خود بخود وہ منفعل
بولی تو سنی ہوا ہے شکر رب	وہ دل سے ہو گیا تیری تعب	سخت حیران ہو کے قدموں پر گرا	اپنے بد مذہب سے جی اسکا پھرا
وہ لگا کہنے خدا آگاہ ہے	یہ بلا شک اولیاء اللہ ہے	رکھے دنیا پر دیا خود سنی ہو	کرکے بیعت لی پکڑ راہ سلوک

کرامت

جبکہ حضرت اور چراغ ہند بھی	یکدگر بیٹھے تھے دونوں متقی	رہزنو نکلے ناگہاں پہونچے گروہ	تھی خلائق جسکے ہاتھوں سے ستوہ

بولے وہ پھر ارادت آئی ہین
بہر تحصیل سعادت آئی ہین
پر نہ چھوڑینگے کبھی ہم لوٹ مار
عذر کرتے ہین پہلے انکار

بولے حاجی سے کرو انکو مرید
تا سعادتمند ہون سب پلید
بولے حاجی ہے ارادت سے مراد
تا کرے توبہ مرید خوش نہاد

ہم سکو یہ کرتے ہین پہلے اشکار
یعنی چھوڑینگے نہ اپنی لوٹ مار
کس طرح ان کو کرین ہم لو مرید
یہ نہین ہونگے ہین کوئی سعید

بولے ہین ہم لوگ مردان غنی
آپ چھوڑینگے یہ اپنی رہزنی
سائلون کا کب ہین یہ سوال
زنگ دیتے ہین تو نفسی سے ہم نکال

جبکہ اپنا ہاتھ انکے ہاتھ پر
رکھدیا وہ تھرتھرائی یکدگر
توبہ توبہ آپ وہ کہنے لگے
ہاتھ پر خود ہاتھ جب دھرنے لگے

کہ چکے توبہ تو اپنا لیکے تاج
انکے سر پر رکھدیا با ابتہاج
چار ابرو صاف انکے ہوگئے
خود بخود انصاف انکے ہوگئے

ہوگیا ہر اک فضیل روزگار
اب کہان تھا کہ کہان ہے لوٹ مار

کرامت

کہتے ہین کرتا ہون جسکو مرید
دیکھ لیتا ہون کہ وہ مغفور ہے
دیکھ لیتا ہون ازل مین ہے سعید
دیکھ لیتا ہون کہ وہ مبرور ہے
دیکھتا ہون لوح مین جسکا ہو نام
جسکو پاتا ہون یقین ان لیکی ہر صفات
ہو مرید ولیکن دیکھا میری تمام
اسکو کہتا ہون کہ رکھو مجھکو معاف

کرامت

کہتے ہین ایک تھا بہرائچی بھی تھے (سید بھی ۱۲)
ایکدن بیٹھے ہوے جانی بھی تھے
تھا کوئی لاچین کا اک عظیم امیر
بھیجی دعوت اُسن کے حالات فقیر

اور پھر امتحان با عقل خام
مشتبہ دعوت مین پکوائی طعام
ایک ہی تھی ضعیفہ پیر زال
ایک پالی مرغ تھی بے پر و بال

چھین کر وہ مرغ مرغ نے بزور
خوب پکوایا چھپا کر پور پور
ایک پھر اور پکوایا کر بیج
سب چاہا کانہ کھاے نقش و پیچ

اور باورچی کو سکھلایا کہان
لا تھو جب سامنے دستار خوان
رکھیو میرے سامنے طعام وہ
جو نہین ہے مشتبہ انعام وہ

جھولکر اسنے کیا کار خلاف
پہر نہ جانا میر نے یا اختلاف
ہو کے متوجہ کہا حضرت سے واہ
آپ نے کھانا نہ فرمایا نگاہ

بوٹی دیتا ہے خدائی فی والکرام
پاک کو نیک و پلید کو بد طعام
پہر وہی حق نے دیا ہوگا حلال
اپنی تو تعلیم کامت کر خیال

صاف تحقیقات سے ظاہر ہوا
آپکے اقوال سے ظاہر ہوا
جو کہ مرغی کو وہ لایا تھا بجبر
وہ مرید و نہین تھی بے ال اہل صبر

مرغ وہ پالی ہوی تھی پھر بھی
تا کھلاؤن اسکو مجھ دلیتہ ہے
آپکے آگے کا تھا کھانا حلال
اسکے آگے تھا حلاف اسکے نکال

خوب تھی آگاہ سب اُسکی سپاہ	تھا پیادہ مرغ بہر بادشاہ	تھا پیالہ مین کھاجو وہ کہ گنج	وہ بھی تھا تبدیل شان ای نکتہ سنج
حب بلا ارباب کا اُسکو ثبوت	ہو گیا وہ وصل حق لاہوت	خدمت حضرت کیا تب اختیار	مخلصون مین ہو گیا اُسکا شمار

کرامت

آپکا معمول مدت تک یہ تھا	دیر کو پڑھتی تھی خود حضرت عشا	تھی عبادت اُسکی خود مد نظر	گیا حضر مین کیا سفر مین سربسر
مکہ جاتے تھے کہ در راہ تباہ	آپ کشتی پر ہوی اسوار شاہ	آپ تھی ششماہ بالائے جہاز	ایک آیا خوب طوفان دراز
اہل کشتی سب کے سب تھے بیقرار	تھا قیامت کا نمونہ آشکار	تین دن حضرت تھی استغفار مین	لوگ کشتی پر تھے استغفار مین
مٹ گئے آثار جب طوفان کے وہ	تذکرے کرنے لگے عرفان کے وہ	تین ثلثون مین ادھر یہ کام تھا	ثلث آخر مین ادھر آرام تھا
ناگہان بولا خروس بامداد	سب ہوکر بیدار مردان جہاد	دیکھکر یاروں نے سرخی شفق	بولے حضرت دیکھیے سوے فلق
بولے کیونکر اسکو حق شائع کرے	محنت درویش جب ضائع کرے	غالبًا دیکھو نہ ہو گی بامداد	صبح سی آئی نکل شب ہوگی شاد
فرض سنت واجب و مستحب	سنتیں پڑھتی حضرت نے با اوراد شب	جو دعا پڑھتی تھی خود بعد نماز	اُسکو بھی سب پڑھ لیے با امتیاز
جبکہ آئے بستر آرام پر	ظلمت شب سے نکل آئی سحر	بولے یاروں سے کہ یاران جگر	اب نہ کرنا دیر تا وقت سحر
	جبتلک تھی زینت تخت نژاد	اُسکے اندر کچھ نہیں آیا فساد	

کرامت

تھا مشہور روم جب وہ شہریار	ایک تھا کوئی وہان بد روزگار	تھا نہایت آپ سی بد اعتقاد	وہ برا کہتا تھا پیچھے بد نہاد
جبکہ مجلس مین وہ آیا عیب گو	شیخ قطب الدین ہے یون عیب گو	واقعہ مین واقعی دیکھا ہی کل	چرخ سے آئی ملائک مین اجل
شکل ہیبت ناک ہی ہیبت نکفت	اُتری پر و تیز مین وہ صف بصف	مین نے پوچھا مجکو بتلاؤ نشان	کون ہو تم لوگ آئی ہو کہان
بولی ہم سب ہین ملائک ای فقیر	ایک رہتا ہی یہان مرد شریر	سید اشرف سے وہ رہتا ہی نفور	اُسکا ایمان کھو دینگی ضرور
حکم ہی اللہ کا کیون چھوڑ دین	شیشۂ جان جاکر اُسکا توڑ دین	تاکہ وہ دارین سی جاوی گذر	عیب گوئی کا ملے اُسکو ثمر
	عیب جوئی سخت ہی عیب جو	مولوی روم کی سن گفتگو	

مولانا روم علیہ الرحمۃ

گر خدا خواہد کہ پردہ کس درد
پیش این الماس بے اسپر میا

میلش اندر طعنۂ پاکان برد
گر بہ بیدن تیغ را نبود حیا
لکھتے لکھتے یہ قلم کالا ہوا

ور خدا خواہد کہ پوشد عیب کس
خلق ایسی خلق پر کوئی نہ ہو
صفحۂ قرطاس گل لالہ ہوا

کم زند در عیب اہل و نفس
کوئی دم آدم سے بدگوئی نہ ہو

کرامت

ایکدن موجود تھا سید علی
تاکرے اسوقت میرا امتحان
رکھکے اک سینی میں وہ دونوں طعام
بولی بسم اللہ کرتا ہوں میں نوش
بولی وہ مشکوک ہے تیرے لیے

واقف اسرار مخفی و جلی
کر گیا داعی ہے وہ اپنا بیان
رکھدیا لاکر حضور ذو الکرام
فرقوا بولی نہایت کرکے جوش
خود جدا رزاق نے دونوں کیے

آپ میں کی دعوت امیر نیک نے
جا کے جو اقسام پکوائے کرنج
یون لگا کہنے کہ اے شاہ جہان
وہ لگا ملنے طبق میں یکدگر
تاکرے حق اپنے مکر پر قرار

حیلۂ تازہ کیا تب پاک نے
پاک بھی مشکوک بھی دونوں بہم
کچھ ہے میرا حصہ کیوں تم جان
ہو گیا آدھا ادھر آدھا ادھر
حکم وضع الشی فی [illegible]

حکایت

ایکدن قاضی رفیع الدین بعبور
شاہ پر خطرہ ہوا معطوف وہ
سامنے بلی کو وہ لائے بلا
شکل ہیبت ناک اسکی دیکھکر
وہ نظر کیونکر نہ ہو تاثیر گیر
اک پہر تک پڑی خاموش تھی
گرد صحابو کے پھرتی تھی کبھی

دل میں کہتے تھے براہ نیک طلب
نور باطن سے ہوا مکشوف وہ
دیکھکر اسکو در عرفان کھلا
روح نکلی تن سے باعزم سفر
ایک نکلا ہے وہ ترکش سے تیر
پھر تھی بلی جبلی ہوش تھی
حلقۂ وجد میں گرتی تھی کبھی

یہ تھی نجم الدین کی تاثیر نظر
سنکے فرمایا کہ بلی ہے کہاں
ہو گیا تبدیل اسکا رنگ رو
یہ ہوا کلمہ کا بلی میں اثر
زخم کاری جو لگا بلی گری
آکے قدمو پر گری حضرت کے لوٹ
جب ہوا مجلس میں کچھ ذکر اللہ

جانور میں بھی وہ کرتی تھی اثر
جو کمال الدین نے پالی تھی یہاں
شیر نر گویا کہ نکلا جنگ جو
آدمی کی جیسے لگتی ہے نظر
اسکی وہ طبع جبلی خود بخود پھری
لگ گئی اسکے جگر میں ایک چوٹ
بیٹھکر سنتی تھی خود ذکر کے نگاہ

آمد مہمان سے وقت بیشتر
جو کہ آتا تھا وہ دیتی تھی خبر
جسکو فرماتے کہ لا اُسکو بلا
اُسکو لاتی تھی بلا کر برملا
ایکدن ناگاہ اک آیا گروہ
تھا مسافر کا گروہ حق پژوہ
جبکہ آیا وقت تقسیم طعام
ایک کا کھانا ہوا کم لاکلام
قدوۃ الکبرا نے بلی سے کہا
آج تو نے کیا نہ امین کی خطا
سنکے یہ ہر شخص کو اک شخص پر
کر دیا پیشاب اُسنے بیخطر
کشف یہ بلی کا جب ظاہر ہوا
وصف سے اُسکے ہر اک ماہر ہوا
یون لگا کہنے کہ شاہا جا بجا
سیر کی دنیا کی مین نے برملا
ہر کسی نے کچھ نہین جانا مجھے
آپکی بلی نے پہچانا مجھے
آپ نے لکھ کر خلافت اُسکی نام
کر دیا مرشد اُسے ہر خاص و عام
اب سنو تم حال بلی کا تمام
مین لطافت سے بیان کرتا ہوں عام
ایکدن آیا مشائخ کا گروہ
اُنکی دعوت تھی بصد شان و شکوہ
مار اُس مین سقف سے جا کر گرا
زہر آلودہ ہوا کھانا برا
کوئی اُسکے بھید سے ماہر نہ تھا
جس سے کہتی تھی وہ بیٹھا تھا ہٹا
کیونکہ تھا وہ زہر آلودہ طعام
غالبا کھا وے نہ کوئی نیکنام
صاحب سجادہ کو پہونچی خبر
جب چلی بلی اٹھا ناک اے پسر
یون کیا ارشاد نور العین نے
جان دی اس گربہ مسکین نے
بس اُسے تعظیم سے تکفین کر
دفن کرد ارا لاماں مین جلد تر
قبر اُسکی ہے زیارت گاہ شیر
مستفیض اُس سے ہیں مردان دلیر

آپ بھی پاتی تھی وہ وقت طعام
جسطرح پاتے تھے جملہ خاص و عام
جنس بکتی تھی وہی نداز سے
جو کہ دیتی تھی صدا اعجاز سے
جو کہ بلی نے دیا آواز تھا
پہر عدد سے ایک بڑا اندازہ تھا
یون کہا یاروں نے اُسدم آنکر
سیدا بلی بڑی ہے بیخبر
سنکے یہ بلی نے وان جا کر شتاب
تھے جہان پر سب مسافر شیخ و شاب
تب کہا حضرت نے وہ ہے بیخطا
مرد تھا بیگانہ اُس مین دیکھ جا
آکے قدمون پر گرا انسان وہ
دہریا تھا لا کے ایمان وہ
نیک و بد ہر شخص سے جا کر ملا
ہر کسی سے ہر طرح آکر ملا
وہ ہوا اسلام لاکر پھر مرید
ہو گیا کامل مثال بایزید
پھر کہا سوے خراسان کو تو جا
صاحب ارشاد ہو گمراہ کا
بعد نقل حضرت غوث زمن
چند مدت تک رہی وہ خوش سخن
شیر شکر تھا برنج اُسمین تمام
پک رہا تھا وہ کڑاہی مین طعام
عارفہ بلی ہوئی اس حال سے
دیتی تھی آواز اپنی قال سے
آخرش ناچار ہو کر وہ ستودہ
جا گری اُس ظرف مین اپنے خود بخود
عارفہ تھی کاملہ تھی وہ غریب
پارسا عفت گزین حق کی قریب
اُس کڑاہی مین ہے بلی در ماہ
ہے برنج شیر و شکر خوشگوار
ہم فقیر و شیر تصدق ہو گئی
عشق مین فقرا کی جانسے کھو گئی
کر دیا مدفون وہان جا کر مگر
بڑھ گئی بلی سگ قطمیر پر
آج ہوتا ہے وہان پر ازدحام
فیض پاتے ہیں سبھی ہر خاص و عام

غزل

مرحبا کیا مقام بلی کا
بن گیا خوب کام بلی کا
جا بجا بلبلوں مین پھرتی تھی
اب ہے کیا احتشام بلی کا

سگ قطمیر سے ہوئی بہتر
شیر شرزہ غلام علی کا
چشم واکر عزیز تو دیکھے
عشق میں چلے ہو گئی اکسیر
ہے جہان میں قیام علی کا
کشتۂ اشرفی ہے نام علی کا

تذکرۂ قدوۃ الآفاق برگزیدۂ کونین حضرت شاہ حاجی عبد الرزاق نور العین قدس سرہ العزیز

چل سمند خامہ چالاک و چست
بیٹھے بیٹھے جی بہت ہوتا ہے سست
کوئی دے ساقی تو ساغر چین کا
ہے زبان پر ذکر نور العین کا

زبدۂ اصحاب لب لباب کاملین
عمدۂ احباب قطب العارفین
وہ غیاث المومنین پشت و پناہ
وہ حمید العصر عالی دستگاہ

نور چشم سید گردون حشم
شاہ خوبان خسرو نیکو شیم
وہ قبول درگہ خلاق ہے
نام نامی عبد الرزاق ہے

سید اشرف کا ہے نور العین وہ
بندۂ حق بادل کونین وہ
سید اشرف کا ہوا جب دم مرگ
جانشین دار الخلافت جو ہوئے

وان سے حضرت نے کیا عزم عراق
آئے شہر جبل حسب الاتفاق
جو کہ تھے سادات وے انکو خوش نہاد
آپکے اوپر تھا انکا اعتقاد

سب کے سب آکر ہوئے شہ سے مرید
ہو گئے عباد و زہاد و سعید
ایک سادات تھے وہاں حضرت مقیم
ہاتھ میں آیا وہاں در یتیم

ایک تھے سید سراپا شکل نور
نام تھا سید حسن عبد الغفور
انکے فرزندوں میں وہ فرزند تھا
ہند میں عشاق کے دلبند تھا

آپکے اوپر دل عاشق ہوا
عاشقوں میں عاشق صادق ہوا
پاکے بوئے گیسوئے عنبر سرشت
یاد آیا سنبل باغ بہشت

زلف پیچاں نے دکھائی پیچ و تاب
آکے وہ الجھا ہوئے مشک ناب
چھوٹنے کی گو بہت تدبیر کی
پڑ گئی پانوں میں کڑی زنجیر کی

جو کہ کرتا تھا نصائح پاکے پند
عشق اسکو اور ہوتا تھا چند
دل میں اسکے گڑ گیا تیر سلوک
مشکلیں جملہ امورات سلوک

کھینچتا ہے جسکو خود اللہ آپ
چھوڑ دیتا ہے وہ خود ماں اور باپ
کھینچتا ہے جسکو خلاق بلند
بند میں وہ رہ نہیں سکتا ہے بند

جو کہ ہو دیوانۂ زلف نگار
اسکو ہے زنجیر سلسلہ ہار
دیکھ کر یہ حال اسکے باپ نے
آپ ہی کی عرض آکر آپ سے

یہ اسیر شیدا ہے اسکو لیجیے
تربیت ہر طور اسکی کیجیے
آپکو دیتا ہوں میں فرزند یہ
تھا ہماری زندگی کا قند یہ

اسکے اوپر جو کہ تھے میرے حقوق
میں نے بخشے انکو از راہ وثوق
یونہیں آکر مادر خستہ جگر
رو کے وہ کہنے لگی حال پسر

میں نے خوش ہو کر دیا فرزند یہ
پاس حضرت کے رہے خورسند یہ
ہوئے خوش ہو کے ہاں میں نے لیا
بیٹھنے کو لخت دل اپنا دیا

یہ مرا فرزند نور العین ہے
یہ ہمارا مقصد کونین ہے
لیکے متبنیٰ بنایا جانشین
تربیت کرنے لگے اسکو یہیں

نے یہ بیٹا ہیں کچھ نہ فرمایا دریغ
اسکے بھی ہاتھون دی کو تشنی کی تیغ

آپکی کرتا تھا وہ خدمت بدل
دست بستہ باپیادہ مستقل

کہتے ہیں یہ حاجی جبی مقال
آپکی خدمت میں تھا انیس سال

پر نہیں مجکو کبھی آتا ہے یاد
اور لایا ہو بجا کوئی ارشاد

اور یہ بھی حکم کرتے تھے اگر
خود بجالاتا تھا مجکو پسر

عمر کا جو کچھ ہے اسکی خیال
تھے زیادہ ایکسو سے بیس سال

جبکہ تھا بارہ برس کا وہ پسر
آپکی خدمت میں آیا سر بسر

پھر رہا ارشاد پر چالیس سال
ماہ وہ پاتا گیا دن دن کمال

طالبون کو راہ دکھلایا کیے
عاشقون کو جاہ دکھلایا کیے

صرف کی اپنی اور کی باقی حیات
خدمت شہ میں بامید نجات

حکایت

قدوۃ الکبرا اشرف ارباب عشق
ایکدن بیٹھے تھے در جامع دمشق

بو المکارم بو الوفا ہر نیکخواہ
تھے وہان بیٹھے ہوے سب گرد شاہ

تھے اصیل الدین بھی اور شیخ علی
تھے تقی الدین بھی مرد متقی

اور بھی کچھ لوگ تھے خود چاہ سے
تھا در عرفان کھلا ہر راہ سے

ہو گیا کچھ ذکر فرزندون کا
اس طرح بولا وہ شہ کونین کا

دو عطا اللہ نے کی مجکو عطا
ایک سر ہے دوسرا سر بر ملا

پیرزادون کا اگر ہوتا تھا ذکر
آپ فرماتے تھے یون اے اہل فکر

پیرزادے ہیں مرا اگلا کام ہے
بلکہ اسکا پیرزادن کام ہے

صلب سے کچھ ہیں پیدا سب پسر
ہیں مجھے آنکھو نسے کیا پیدا پسر

چاہتے تھے آپ انکو بیحساب
کہکے نور العین کرتے تھے خطاب

لیگئے تشریف جب سوے عراق
ساتھ تھا وہ بلبل باغ وفاق

لیکے دکھلایا وہان اپنا وطن
خاص مسکن میں بصد رنج و محن

شیر پلوایا وہان ہمشیر کا
ماجرا دکھلا دیا تقدیر کا

کرکے محکم رشتہ ہاے اتحاد
یون لگے فرمانے ازرہ ارشاد

ایک نسبت میری اسکی اور ہے
بلکہ اس نسبت سے اسکا طور ہے

ایک میری خود بھی خالاتی بہن
خانۂ گیلانی میر حسن

بیٹا اسی کی بطن سے فرزند ہے
یہ مری دل کا عجب پیوند ہے

حکایت

یہ سفر میں ناگہان اے اہل عشق
پڑگیا شہ کا گذر سوے دمشق

ہو گئی حضرت وہان بیمار سخت
ہو گیا عارض کوئی آزار سخت

پاس کی صورت لگی آنے نظر
تھی عیادت کو [illegible]

تھے وہان موجود یاران [illegible]
بو المکارم بو الوفا شیخ کبیر

تھا اصیل الدین صفی الدین [illegible]
اور بھی کچھ لوگ بیٹھے پاس تھے

اپنے اپنے دل میں تھے امیدوار
تھا یہ ہم کو شاید افضت ہو قرار

بعد لحظہ کے افاقہ کچھ ہوا	بولے لوگوں سے سنو لوگو ذرا	وہ دیا ہے میں نے نور العین کو	کس لیے تم لوگ خود دیکھیں جو
اسکو گذری ایک مدت ہے دراز	کہ حکایت میں اسکو ہے سرفراز	صحت کلی ہوئی جسے حصول	بولے نور العین تو میرا ہے پھول
	دست شفقت پھیر کر بولے کہ تو	عجائب میں نے سب لیے با صد سرور	

حکایت

ایکدن کہتے ہیں عالی سیف خان	چند موضع لیگیا لکھ کر دوات	رکھدیا آگے سند با انکسار	بھائی ہے قبول شہر یار
لاکھ سے بڑھ کر علاقہ تھا شکم	آپکو جو سد کا نہ کچھ آیا الم	ہنسکے فرمایا کہ حسن سلیقہ خیالات	جسکے قبضہ میں ہوا سارا جہان
چند موضع وہ کرے پیش لیکے سید	اسکو ہی سکا جو ہو ہوا درد مند	جا کے نور العین کو دکھلا سند	وہ کبھی شاید گوارا نیک بد
سنکے حضرت کا خطاب پیر کا	پاس نور العین کے آیا شتاب	آپکا سنکر جواب لیا ہے	ہو کے متنبہ کہا سن ای امیر
جسکو حضرت نے فرمایا پلید	مجکو وہی سکا جو ہوا ہو درد مند	ان مواضع کی نہیں لیتا کچھ	اس سند کی ہے نہیں اسناد کچھ
سنکے سنتا ہے نور العین کی	آپکو حاصل ہوئی ہے جو خوشی	اسطرح کہنے لگے انجام کار	اسکے سب فرزند ہونگے با وفا
راہ عرفان پر چلینگے ٹھیک ٹھیک	گنج جو تم نے کرلیا ہے شریک	خوب ہے جو تم نے کرلیا ہے طلب	ہوکے قانع وہ اگر بیٹھینگے سب
وہ کبھی محتاج ہونے کے نہیں	ہوئیگا زر تھیلیاں انکو قریب	التفات کم نہیں بسیار ہے	ہمسر مردان ہمگر درکار ہیں
جملہ فرزندان نور العین کے	ہو گئے وہ سرمایہ دار جنگے	ہاں اگر قانع نہونگے وہ بشر	خوار ہونگے خوار ہونگے سر بسر

حکایت

اسیان ہے اس جگہ تعظیم کا	صاحبان واجب التکریم کا	اسطرح کہتے ہیں شاہ نجیب	دوسرا دشمن ہوا ور نیکبخت
جو کرے تعظیم اولاد کبار	پتنے کی گویا ابھی یاد کیا	جو کوئی انکی ملا اولاد سے	وہ ملا گویا اب واجداد سے
جسمیں آئی روح کو پیوند ہے	روح آئی پھر وہ فرزند ہی	بلکہ فرماتے ہیں یعنی شاہ غیور	آئے عبداللہ دا ور جو نیور
پاس میرے آسکے بیٹھے ہیں ملا	پیچھے پھر کھائی ہوئی کوئی نشا	بولے بے ادبی کا وہ آکر کلام	اسکے غصہ ہوا لیا حضرت نے تمام
شیخ فخر الدین کی روح آئی میں	اور لگی کرنے سفارش با یقین	ریش نورانی پکڑ کر ہاتھ میں	بولی پھر دیکھ فرا ب ساتھ میں

عفو اسکے کیجیے جو ہو گناہ
ہو بڑی وحشت نہایت عذر خواہ

انکی خاطر سے کیا غصہ فرو
ورنہ وہ دارین میں جاتا تھا کھو

حکایت

چچا کا بیٹا آپ کرتے تھے بیان
تھا کہیں اک مرد کامل ناتوان

بسکہ تھا سنجر کا اچھا اعتقاد
آپ خود آتا تھا سنجر با مراد

اتفاقاً مر گیا فرخ سیر
جانشین اسکا ہوا اسکا پسر

راہ مین دیکھا کھڑا ہے وہ پسر
اسطرح بولا کہ شیخا تو خبر

تب ہوا اس بات کا انکو ملال
کچھ نہ پیری پاس کا آیا خیال

دیر تک رگڑا کیا سر قبر سے
تا کہ وہ قیدی رہا ہو جبر سے

انکو چاہا مار ڈالین بے محل
آستین سے شیر دو آئے نکل

وہ جوان تائب ہوا پاؤن لیے
قید سے وہ اسکو تھا شیرونکے گھیر

دیکھ کر سنجر ہوا حیران کمال
ہے عجب قدرت خدای ذوالجلال

عاجزی کا ہے بڑا رتبہ بلند

یون بیان کرتا تھا وہ نیکو خصال
تھا کہیں اک اور کوئی باکمال

تھا وہ بندہ جبتک زندہ رہا
خدمت کامل مین تا زندہ رہا

قید ہو کر تہمت جیسی پری ایک
پاس سنجر کے وہ آیا مرد نیک

پر نہ لوگون نے سنی فریاد کچھ
باندھ کر لائے سب اسکو شاد کچھ

ہو کے رنجیدہ گیا پھر آپ سے
جا کے رگڑا منہ کو قبر باپ سے

اسکو لائے صورت قیدی سیاہ
پاس سنجر کے سیاہ رو سیاہ

ہو گئے دونون کھڑے جو انکو چھوڑا
چاہتے تھے انکو ڈالین جیسے پھاڑ

شیر لیکے شیرون نے منہ اپنا موڑ کر
بار آئے ان سبھون کو چھوڑ کر

گر پڑا جا کر قدم پر با قلق
ارحم ارحم ایہا المقبول حق

کر گیا وہ رحم مرد ارجمند

حکایت

کہتے ہیں ہم وہ ولی اللہ ہیں
اپنے فرزندونکو ہمراہ ہیں

ہم جدا انسے ہونگے زینہار
از سر آغاز تا انجام کار

[illegible] خام دل سے دور کر
اولیاء اللہ ہیں زندہ بسر

وہ خدا سے خوش خدا انسے خوشی

زندگی سے تا بایام ممات
ہم نہ جیتے [illegible]

اولیا مردہ اگر زندہ کہے
ہو وہی مردہ کہ جو مردہ کہے

کہو کلمہ نہ انکی شان مین
لا تقولوا ہے لکھا قرآن مین

نص قطعی مین یہی ہے آگہی

حکایت

ایکدن تھا آپکا حال عجیب
اور سب اصحاب تھے [illegible] قریب

رات کو دیتے تھے سبکو خوش خبر
نام لیکر [illegible]

آپ فرماتا ہی نور العین شاہ
لطف سی میری طرف کر کے نگاہ

بولی ہیں مجھکو سب کچھ دیدیا
باطن و ظاہر میں جو کچھ پاس تھا

کچھ نہیں ہیں لے گیا تجھ سی دریغ
تیری قبضہ میں ہی کونین کی تیغ

اور کی جو نے دعا میری قبول
ہو گی اسکی اولاد تیری ذی عقول

ہر فرقہ میں کوئی بیشک ہے عیب
ہو گا انہیں سی کوئی مرآت غیب

بلکہ ایسا بھی کوئی ہو گا جوان
ہونگے انہیں سب کے سب یے نشان

سنکے یہ نازی بشارت نور عین
گر پڑے زیر قدم با شور و شین

لکھتے ہیں مکتوب میں شاہ دین
نعمتیں جو کچھ کہ تھیں مجکو ملیں

یا بزرگان سبق با حال سے
بخشنے نور العین کو اقبال سے

جو کہ ہیں نے دی ہی جسکو کوئی چیز
تا قیامت کم نہو گی ای عزیز

آل و اولاد سی اسکی کہیں

مرتبہ با مرو وہ جائیگا نہیں

حکایت

ایکدن خدمت میں تھا یار سعید
کر رہا تھا حفظ قرآن مجید

یاد کرتا تھا قراءت ہائے وہ
ایک برس تھا شاغل اثبات وہ

کر چکا تھا علم شرعی بھی حصول
کر چکا تھا حاصل علم اصول

بولی اسکو جانو میری پانچ پشت
گو کہ گذری ہیں سنا ہی مرد و زن

سب کے سب قاری کی ہر چھوٹے بڑے
پانچ پشتو میں نہیں کوئی ان پڑھے

ہم کو آن سی ہی قراءت میں سند
تھے جو قاری ان کہا ئی مستند

سلسلہ میں تو بخشیہ کے یارہ
حافظ قرآن ہوئے سترہ تھا

ہم نشین ہم عمر تھے سب ایک ایک
علم میں کامل عمل میں مرد نیک

حکایت

ایکدن حضرت کے آگے برملا
تذکرہ علم لدنی کا ہوا

بولے درویشوں کو سمع غیب ہے
کشف اس اسرار کا لا ریب ہے

انکو ہی اظہار یہ آسان ترین
انکے اوپر راز یہ مخفی نہیں

فکر یہ تھی خسرو کونین کو
کچھ اثر میرا ہی نور العین کو

تربیت کا میری کچھ آیا اثر
چاہیے اس بات کو کرنی نظر

ہاں اگر دیکھوں کہ ہی اب تک خلل
کچھ دوا اسکی کروں جائے نکل

دل میں اپنے خوب اسکو ٹھان کر
بولے نور العین سی یوں آن کر

ایکدم بیٹھے یہاں میر علی
کار کرتا ہی با خلاص دلی

تمکو ہی سب خواہش راہ سلوک
دور اسکو کیجیے جو ہیں شکوک

آج تک اس پر کسی نے اک نظر
کی نہیں غفلت گئی اتنی گذر

چاہتا ہوں میں کہ تیرا کچھ اثر
تربیت کا اپنی دیکھوں سر بسر

بولے یہ سنکر جہاں ہی آفتاب
کیا بھلا ذرہ وہاں دکھلائی تاب

ہو گیا ان طاقت کہاں میری مجال
آپکے آگے میں دکھلاؤں کمال

یہ نہو گا مجھ سی یہ دشوار ہی
صداقت مجکو اس سے انکار ہی

آپکے اصرار پر معذور وہ / جو کہ فرمایا کیا منظور وہ
تا کہ میزان ولایت میں تلے / تا تصرف باطنی اسکا کھلے
تھے مراقب میں وہ کچھ دم ایک پاس / کھل گیا میر علی کا پھر حواس
کھل گئے امی پہ ابواب علوم / عارفوں میں پڑ گئی ناگاہ دھوم
آن سے فرمایا کہ یہ لوگو سنو / صاف تھا میر علی اے دوستو
جسکو ہو جس علم میں شوق کچھ / اسکے آگے وہ کرے اظہار کچھ
آگئے وہ اکبارگی سائل ہوے / سنکے بولے سچ اٹھ گئے قائل ہوے
ایک کا دیتا تھا وہ دس دس جواب / باکمال خوبی و راہ صواب
تھم گئے دم نکل گئی کٹ بال و پر / گر پڑی خاموش ہو کر وہ بشر
لوگ سب اسکے تماشائی ہوے / اسکا غوغا سنکے غوغائی ہوے
ہو گیا اکدم میں لا مال وہ / ہو گیا حلال ہر اشکال وہ
ہو تمہیں بلبل وہی گلشن ترا / ہاتھ میرا ہی کہ ہے دامن ترا
نفس امارہ نے مارا راہ ہے / وہ بڑا دشمن شقی بدخواہ ہے
جو کہ ہے اک مایہ عقل و تمیز / تا کہ سبکا ہے عزیز اشرف عزیز
ظلم سے اسکے تو لے اسکو بچا / کر مری مقبول یا رب یہ دعا
دل سے وہ رکھتا ہے تجھپر اعتقاد

ہو گئے آخر بلاخ فرمان شاہ / اسکو کھلائی وہ تاثیر نگاہ
ہو گئی آخر منکروں کی جب شکست / کھل گئے جو کچھ کہ تھی اسمیں فتوح
اس تصرف کا ہوا ظاہر نشان / ہو گیا وہ بلبل باغ جنان
گو کہ تھے موجود اکثر عالمان / سب کے سب تھے منکران صوفیان
جانتے تھے اسکو امی لوگ سب / آگئے پوچھو جو کہ ہو جسکو طلب
جو نہ دے اسکو جواب باصواب / ضامن اسکا میں ہوں اے عالیجناب
ہیئت افلاک اشکال و صور / منطق و حکمت معانی پوچھ کر
اوج پر جس دم بڑھا وہ تھا ہما / آگئے پرواز سے وہ باز باز
وہ ہما جسپر کہ ہو سایہ فگن / کیوں نہ وہ ہوتا ہو سلطان زمن
اسطرح حضرت کرو مجھپر کرم / جسطرح اسپر کیا لطف اتم
یہ نہیں کہتا ہوں میں ویسا کرو / بندہ مملوک ہوں جیسا کرو
میں تجھے چھوڑونگا اسے اب تلک / مدعا میرا نہ ہوگا جب تلک
جاہ غم میں اسنے ڈالا مجکو آہ / المدد اے مالک مصر آگہ
ہے عدو اسکا جو نفس سنگدل / کر رہا ہے اسکو از بس تنگدل
اک نظر میں ہوگا پامال وہ / اہل عرفان صاحب اقبال وہ
اسکو دل کی بھی برآوے سب مراد

تذکرۂ اصحاب و احباب نیکو سیر

ایک اصحابوں میں تھا شیخ کبیر / مورد الطاف سلطان فقیر
ہو گیا تھا انسی صدمہ ریک دوس / جب کبھی اٹھتا تھا سلسلہ میں جو
وجد میں کرتا تھا قطع راہ وہ / ہوش میں آتا تھا خود ناگاہ وہ

اور بار و شیر نہ تھا اتنا کرم / بلکہ نور العین کو بھی تھا الم
وجد میں آیا تھا وہ نیکو شعار / دیکھ کر کچھ موسم فصل بہار
گاہ صحرا کی طرف جاتا تھا وہ / گاہ مسرت کی گلگشت آتا تھا وہ

موضع مسرن میں ہو کر مسا
گوشۂ مسجد میں بیٹھا مستوا

غل مچاتے تھے بجاتے تھے دہل
اپنے اپنو گھر سبھی ہندو سب تنگ

ایک گدہا تھا اُبر اگدہا سوار
صورت دجال کا دانا بکار

ہاتھ سے کرکے اشارہ دور ہو
کوہ پہ جا کر گیا معذور ہو

جستجو کرتا تھا ہو کر منتشر
ڈھونڈھتا تھا راہ تا جاوے نکل

دیکھتا کیا ہو کہ ہنگام نماز
ایک آتا ہے کوئی مرد نیاز

یوں کھلاتا تھا پلاتا تھا سدا

ماہ پھاگن تھا وہ تھا ہولی کا دن
تھے خرابا کی جوان پیر و مسن

تا در مسجد وہ پہونچے بے خرد
واں لگے کرنے عجب کات بد

وہ لگا کرنے در مسجد پہ شور
شیخ بولے دیکھکر اسکو نہ رو

جا کے سیلا میں گرا زیر پہاڑ
جب یہ پایا شیخ نے وہ ہاتھ جھاڑ

پھر پھرا کر آخرش ہو کر ستوہ
جا کے بیٹھا با توکل زیر کوہ

دو کلیچے تھا لیا اور ایک جام
رو برو رکھ کر گیا آب و طعام

سات پہر دن تک بہ صبح و مسا

حکایت

آپ نے اپنا کیا سو سے کبیر
سنتے ہی بیٹھا بلا پہرہ فقیر

وہ لگا کہنے کہ میں حاضر ہوں پیر
کیا چاہتا ہو جو ہاں اے دستگیر

حد سیلان میں ہو جسد ہم گذر
کوہ کے دامن میں فرمایا مقر

صورت بھالو کوئی آیا نظر
غور سے دیکھا تو تھا جیسا نگا

سامنے لا کر کیا اُسکو کھڑا
آپ نے پوچھا کہ کہہ مرد خدا

وہ لگا کہنے کہ سن اے نامور
تہ بت پر چھپا تھا یہ جانور

بولے آ کر رو برو آ سے کبیر
دیکھ کر اسکو ہوئے نادم کثیر

یہ تحصہ مہربانی چاہیے
التفات جاودانی چاہیے

ہو گیا اسکے درد کی تو ہی دوا
ہاتھ تیرے ہیں دو دست شفا

پڑ گئی تھی بال تھا اسکو وبال
قد رسنت کا لگا ڈالی نکال

سنکے یہ کرلی ہم دونوں پاک
ماجرا طرفہ ہوا زیر فلک

یہ کرامت اور یہ اعجاز تھا
یہ علم نیت اور یہ انداز تھا

تجھکو جب جانا ہو تو پھر اجل
ہو اگر حاضر تو بسم اللہ جل

جس جگہ میں آپ کرتی ہیں سفر
اُسکو جانا تو تھا تھانوں میں چھوڑ کر

چند اطفال قلندر ہمراہ
بن ہو بیٹھکر وہ گئی اچھی سیاہ

آئے حضرت ہی کرما جوالیاہ
[illegible]

جو کہ وہ بیٹا تجھکو تھا وہ روٹھا
اسکو تو دیکھو ترپا [illegible]

اپنے محسن کو نہ پایا تو لگا بینا
ہوں [illegible] نہیں پایا تو لگا [illegible]

وہ گرا تا لگا وہ آ زیر قدم
بولی حضرت یان ہی ہے وقت کرم

یوں لگا کہنے کہ اے عالی جناب
تاب کیا ذرہ کی پیش آفتاب

آپ کے باعث کیا اسکو معاف
حلقۂ بیعت میں لا کر صاف صاف

بولی کانوں میں ھر ترے یہ پہنکر
اپنی آنکھوں کو تو دونوں بند کر

[illegible] کیا پایا آپ نے کانوں میں
گر دیکھی پہونچی نہ اسکی پاؤں میں

دیکھ کر جا [illegible]
جھلکنے لگی سب شاب نور [illegible]

جو کہ سپہ آپکا اکرام تھا
ہر کوئی آگاہ خاص و عام تھا

اُنکی عرضی کا وہ تھا نامہ جواب
اب لکھو مضمون مکتوب جناب

بلکہ ظاہر ہی وہ اس مکتوب سے
جو لکھا تھا انکو خوش اسلوب سے

مضمون نامہ

نامۂ فرزند یار از دنیا تہ
عجب وہ خالق کہ ہر شی ہی الٰہ

ہر فنا الا وفا ہمیں یا نزول
اُسکے مضمون سے ہوئے دلکو حصول

تھا ہر عنا حبرہ صفا یا سرور
سب کچھ بیٹھے در بیچ ہیں سلطوہ

نقش وہ فقرہ تھا بیا فیض ہمیں
صفحہ صفحہ صفحہ خلد بریں

اُسکے ہر لفظوں پہ ہو کر پڑا
آسمان کرتا تھا انجم کو فدا

حق رکھے ایمان کو تیری یا الٰہ
یہ دعا کرتا ہو تجھیں لیل و نہار

جو لکھا تھا آپنے کچھ حال اور
سب پہ ہی معلوم وہ از راہ غور

صبح در پیش ہو نکا ہوتا ہو سفر
آکہ تو کا خدا امانت بند کر

باندھ کر بستر برابر چلا آ
چاہتا ہی تو اگر اُس سے ملا

ہر مشائخ چشت کا ہر کہیں پیا
شہر یہ تیرے مفوض ہی تمام

بند طاعت کا نہ دروازہ تو کر
تا ہم آیا و مسیدہ تم تازہ تو کر

خلق سے کچھ بہ ہر گز انتقال
خلق کی دعوت کا البتہ خیال

جا ملو نکا کوئی سست ہو کلام
دیو مردم سب پہ ہیں انسان ہم

کہہ تم ایمان بکار دین ہو
در ہدایت در پی تلقین ہو

جو لکھا تھا تو نے مقصود کر
جو رسمعیل کی پہونچی خبر

مجکو آگاہی ہوئی احوال سے
ہی مراہم وہ تری اطفال سے

جو پڑیگا در پہ افتادگان
گر پڑیگا آپ جو ہوگا جوان

تھیلتا ہے یا کہ لڑکوں پہ ضرر
جو کہ پہونچا ویگا خود جاویگا

ہی یقین جاویگا اور وہ
خاندان سے اپنے بس تا شادو

تو کہ ہی فرزند مقبول آلہ
ہوگا وہ دارین بیچ خوش تیا

تو نہ کہ اپنی زبان سے خوب بتن
کر حوالہ اسکو پیران چشت

خاندان پر تیری یہ احکام ہی
دیکھا ان ہیں کچھ ضرور ہی کام ہی

جانیو اسکو عروہ نجست خواہ
ہی جو الحفظنا بعد قول آلہ

جو دیا ہی تجھکو اسکو صرف کر
جبکہ ہو وہ صرف کہہ بار دگر

پہنچیں پھر دونکا یہیں تجھکو پناہ
وقت حاجت کیجیو ہمکو پکار

اور اسی ورد کو صبح و مسا
ورد میں رکھیو یا تجھ کو فنا

ہر سلسلے تو لکھے حق ہیں کر دعا
کر دعا مجکو بھی ایمان کی سدا

کام کا انجام سب ہوگا بخیر
کیجیو یاد خدا جز یاد غیر

اپنے بیٹوں اور مریدوں کو سدا
کہیو منجانب مر سب کو بھلا

خواجہ محتشم کو بھی مرد فقیر
شوق سے کیجیو دعا میری کثیر

جو کہ تھا شیخ محمد نامور
شیخ ابن الشیخ تھا وہ خوش سیر

سنتے ہی کہ حضرت کو وہ تھا پدر
کر گیا تھا اور دنیا سے سفر

اسکو پالا آپنے انعام سے
اُنکی شادی میں کئی اکرام سے

نام بھی اسکا رکھا دنییم
در وریای ولایت تھا کریم

صوفیوں سے آ گئے کوئی گروہ
اور لگے کرنے کرامت کا ظہور
دیکھتے تھے حال یہ دُر یتیم
قبلۂ ہر دو سرا مد ظلہم
یاں فقیروں کا اک آیا ہی گروہ
اک بنا کر صاف تر جائے قرار
اطلاعاً عرض کرتا ہی غلام
رات گذری نور کا ترکا ہوا
دیکھتے تھے حال یہ دُرِّ یتیم
دیکھنا کیا ہی کہ انکا سر گروہ
ہیں یہاں کے لوگ بیغیرت بڑے
آ کے پوچھا صوفیو کیا ہی سبب
گو قلندر تھے مگر جنگی تھے سب
خاک پر ٹپکا اٹھا کر رو دیے
آ گئیں ارواح پیران فقیر
اسلیئے نہ ہٹتا ہی ایسا سبب

گانوں شہر پور میں ملحق شرفو
تا کہ آویں مرد ہم نزدیک وے
انکے زور و مکر کا بیخوف و بیم
کعبۂ راہ ہدیٰ امد ظلہم
ظاہرہ سب اہل باطن حق پژوہ
کرتے ہیں اظہار خوارق بارہا
آپ ہیں مالک یادہ و اسلام
صوفیوں میں ناگہاں غل کا ہوا
صوفیوں میں ایک ہی شور عظیم
ہاتھ اپنا پیٹتا ہی با ستوہ
لوٹ لیتے ہیں مسافر کو کھڑے
کیوں ہی غل کیسا ہی یہ شور و شغب
ہاتھ میں چھڑیاں لیئے تگی تھی سب
مل گیا تھا آہ خاک گو رسے
تا نیچے جہاں حزیں ہو کر اسیر
تا کہ بھاگیں بانسری اور باب طرب
آ گئی کوئی اگر واں لومڑی

ایک گوشہ میں بنا کر جا صفا
معتقد اسکے ہوئے اشخاص چند
اسطرح حضرت کو اک تحریر کی
بندۂ نا چیز کا پہونچے سلام
پر فقیہا اسکا عجب انداز ہی
تا کہ لاویں لوگ پھر اعتقاد
بولی پڑھ کر جا بجا ہی قصد نستا
بھاگو بھاگو جنت اپنا چھوڑ کر
آدمی بھیجا کہ جا کر دیکھ آ
اور کہتا ہی کہ لوگو چلدیے
کیا سبب کہ نہیں دیتے مقام
بولی آدھی رات ہی دو تہائی رات کم
اسکے پکڑا اسکو جو سردار ہی
ہو گئی اعضای بادی چور چور
اور کہا وہ جو بچے بھاگو صوفیو
ہی جہاں شیروں کا خود آرامگاہ
پیش ہیں شیر دلیر تو لڑکی

سبکے سب بیٹھے بہم جمع غلات
دیکھ کر عمامہائے سر بلند
با تمنائے ولی تسطیر کی
با تمنائے قدمبوسی تمام
کچھ ریاکاری ہی کچھ اعجاز ہی
ظاہرا معلوم ہوتا ہی فساد
صبحدم جا و بجا کہہ دیا جواب
بھاگو بھاگو یہ ملا ہیں توڑ کر
صوفیوں میں کس لیے ہی غل مچا
قسمت بد نے پھنسایا ہم کو آئے
تا کرے آرام سے چندے قیام
لوگ کچھ آئے نظر ہم کو بہم
ہم سبھوں میں مونس و غمخوار ہی
کچھ نہ تھا ظاہر میں گو انکا قصور
تا کہ یہ خواب جاگو صوفیو
لومڑی کا ہو وہاں کیونکہ نباہ

دیگر

شیخ شمس الدین اودھی نیکمرد
ایکدن بولا کہ دو دن لیا یہ تحفہ
پر تصوف کی جو پڑھتا ہیں علوم

تھا رفیع الدین کا وہ شاگرد فرد
آپ بتلا دیں اگر راہ سلوک
ایک سید خوب لاتی ہیں قدم

جو کہ تھا علم و ارادت میں جنید
بولی ظاہر کے پڑھائی ہر علوم
خوب پڑھنا انہی ہیں گاہ و

تھا رفیع الدین کا دونوں مرید
جو کہ تھی معلوم سب علم رسوم
مرد کامل عارف باللہ وہ

کچھ دنوں کے بعد بنگالہ سے اب — آپ آتے ہین یہان وہ با ادب
اور آپ آتے تھے اُنکی یاد ہین — گاہ فرماتے تھے روح آباد ہین
مجھ کو ہی محبوب خود نام اودھ — بلکہ ہے صحیح صفا نام اودھ
دوستون کی اس جگہ آتی ہے بو — دلکو راحت ہے بدن کو آرزو
ہو کے روح آباد وہ روح طلب — آ ٹھہرے مسجد مین بفضل لطف رب
بعد اسکے شیخ شمس الدین جوان — آکے حضرت سے ہوے گوہر فشان
سنکے حضرت کا کلام دلپذیر — کیفیت حاصل ہوئی اُنکو کثیر
ناگہان پہونچی حرارت کچھ بدل — پی کے پانی ہو گئے خوش مستقل
ہوش مین آکر ہوے خلوت گزین — ایک ہفتہ تین دن تک تھے وہین
ہو گئے جسدم قوی الحال وہ — آئے خلوت سے نکل خوش حال وہ
لیگیا خادم پکڑ کر پھر وہان — لاکے خلوت مین کیا اُنکو نہان
بند کر کے اُسکا دروازہ بزود — باہر آیا وہ نکل مرد ودود
الغرض یونہین ہوئی خلوت تمام — اُنکو پہونچایا بانواع مقام
بو کہ شمس اشرف ہی شمس ہے — بلکہ گر ہین اتحاد و عکس ہے
تربیت اُنکو مریدونکی دیا — تاکہ دکھلاوین تمھین راہ ہدا

دیگر

سید عثمان آپ نیکو ذات تھا — قدوۃ الخلفاء والسادات تھا
راز عرفان اُسکو بتلاتے تھے آپ — معرفت کا طور سکھلاتے تھے آپ
سلسلہ اُسکا تھا گیسو دراز — جو کہ تھا عالم مین ہر دم سرفراز

دیگر

ایک تھا شیخ سلیمان نامور — تھا خلیفو مین نہایت معتبر
پائی جاتی ہے محدث سے سند — تھا محدث بھی بڑا وہ نیک چند
آپ فرماتے تھے یون ارشاد مین — ہے وہ کامل صحت اسناد مین
اس طرح کا ہند مین لکھا ہے ہم — تھا سلیمان جس طرح کا محترم
نسخہ حصن حصین چھوڑا یہان — نسبت با بارتن جو بڑا یہان
سلسلہ اُسکا بہ تصحیح خبر — ہے وہی با بارتن سے سر بسر

دیگر

زبدۃ الاصحاب تھا معروف وہ — جا بجا معروف تھا موصوف وہ
کر چکا تھا جبکہ تحصیل علوم — چاہتا تھا چھوڑ دے دنیائے شوم
چاہیے لیوے پکڑ راہ سلوک — تاکہ دنیا کی نکل جاوین شکوک
آپ تب ہی تھے اپنے پیر پاس — فکر سے معروف تھا بیحد اُداس
خواب مین آیا نظر یک شب — کوئی کہتا ہے کہ سن اے با ادب
ہے تیرے مقصود کی بہتر کلید — ہاتھ مین سید کے سن اسکو سعید
تیرے درد لا دوا کا بھی علاج — ہاتھ مین ہے اُسکی سن با ابتہاج
بولے بتلاؤ کہان وہ ہے مسیح — بولے آتا ہے کوئی دن مین صریح
تو نہ گھبرا رکھ تسلی کر سرور — دیکھ خود آتا ہے ہادی جو ضرور
بعد چندے خود بخود پہونچے حضور — یہ خبر سنکر وہ آیا جونپور

جسطرح آیا ہوا فوراً مرید
حق ریاضت کا بجالایا مرید
حق میں شمس الدین کے جو کی تھی دعا
آپ نے اسکو بھی اک خرقہ دیا
اسکے حق میں بھی وہی ہوئی بھلا
اور خلافت کی سند بھی کی عطا

دیگر

بعض سادات اجلاس ہے نقل
دیکھیے ہوتا ہے میری دولت کون
کم نہیں وہ از جنید و بایزید
آمد سلطان کی جو پائی خبر
قصبۂ الدمیو مسکن کیا
تھا جو ابراہیم سلطان اہل عقل
وقت مشکل جو کرے امداد و عون
صبحدم کہ آذری آنکی تو دید
چلدئے خلوت کا کر کے بند در
خانۂ تاریک کو روشن کیا
اولیا کا راز کب ہووے عیاں
اپنے دل میں وہ ہوا اندیشہ تازہ
خواب میں اسکو دیا تا کہہ نظر
ہو کے متوجہ سو معروف شاہ
اس طرح آیا نکل از جو تیوں
آپ فرماتے تھے دم یہ سخن
پردۂ اخفا میں رہتا ہے نہاں
تھے جنید و شبلی آگے پاکباز
اس زمانہ میں بہت ہیں باخبر
صبحدم اٹھ کر ہوا وہ روبراہ
تھا نکلنے کا وہی باعث حضور
ہیں ولی مکتوم یہ معروف میں

دیگر

شیخ رکن الدین تھا رکن پاکباز
جب کیا تھا آپنے ثانی سفر
تھا نہایت آپ کے مد نظر
تھا قیام الدین کا بھی حسن سلسلہ
آپکے دل میں یہ گذرے تھے خطور
تھا مخاطب با خطاب شاہباز
اور ولایت کو گئے بار دگر
اور لوگوں سے زیادہ لطف پر
جیسے تھا انکا ملا اسکا ملا
بھیجیے بیٹا بھی ان مسکن ضرور
تھا با صحاب ثلاثہ اہل طیر
شیخ رکن الدین بھی تھا ہمراہ میں
سلسلہ اسکا تھا او حضرت کا ایک
فی لوبرہ مشہور ہے اسکا وطن
پرنہ فرمایا پھر اسکو اختیار
ملک عرفان کی کی تھا خوب سیر
ساتھ رہتا تھا وہ یوسف چاہ میں
اسلیے مخصوص تھا وہ مرد نیک
تھا گھر اسکی ہی کنارے وہ چمن
شیخ رکن الدین کو وہ بخشا بہا

دیگر

تھا اصیل الدین مخاطب جرہ باز
آپکے یاروں میں تھا وہ سرفراز
جابے بنگالہ میں دی اسکو بتا
جب ریاضت کر چکا تھا وہ امیر
تا وہاں جاکر وہ آباداں ہوا
تب خلافت کا دیا تاج و سریر

دیگر

تھا جمیل الدین سپید باز ایک
اسکو تھی از حقائق کی خبر
تھا با صحاب ثلاثہ مرد نیک
یوں نہ تھے آگاہ اصحاب دگر
ظاہر و باطن کی جب پائی تھی راز
ایکدن کا ذکر ہے ای بانیاز
تب خلافت سے ہوئے تھے سرفراز
بیٹھے تھے دریا میں بالای جہاز

کچھ ہوئی کھانے کی اس میں احتیاج	پر نہ تھا موجود کشتی پر اناج	پس اشارہ آپنے تھوڑا کیا	خود بخود موجود کھانا ہوگیا

دیگر

قاضی حجت کہ تھا مرد خلیل	عقلیہ کہتا تھا النقلیہ دلیل	قاضیوں میں قاضی القضات تھا	شخص سنجیدہ تھا نیکو ذات تھا
حسب توفیق الٰہ العالمین	آپکا آکر ہوا خدمت گزین	معرفت کی راہ سے آگہ ہوا	شرط لایا سب خلافت کی بجا
	آکے متوطن ہوا اس بن حبیب	ہی جو روح آباد کی موضع قبر	

دیگر

شیخ عارف عارف باللہ تھا	در شریعت در طریقت شاہ تھا	کرچکا تھا وہ ارادت نیکخواہ	تھا ریاضت میں بحکم بادشاہ
سالکانہ کرچکا جب راہ طے	تب دیا خرقہ ارادت اسکو ہے	ہر خلیفہ سے خوارق کی ظہور	جو ہوئی کیا میں لکھوں اسکے امور
	ایک شمہ بھی اگر املا کروں	دفتر دیگر مگر انشا کروں	

دیگر

بوالمکارم زبدۃ الاصحاب تھا	آپکا اصحاب و اولی الالباب تھا	جامع اوراق ملفوظات ہے	کاتب اجزاے مکتوبات ہے
ہے حقائق خوب سب انمیں رقم	اور نسخوں میں یہ ہم دیکھا ہے کم	اکثر انکی اور تصنیفات ہیں	یک عشرات اور دگر لمعات ہیں

دیگر

بوالمکارم شیخ ہروی ایک تھا	ابتدا میں میرزادہ نیک تھا	تھا ندیموں میں نسبت تیمور کے	حضرت صاحبقران مشہور کے
جبکہ تھے حضرت بہاء الدین کے پاس	گھر تھا وہ میر علی کے خویش لباس	سنکے حضرت کی خبر وہ مرد میر	ہوکے آیا دام الفت میں اسیر
پشت پا مارا بروی سلطنت	چھوڑ کر خدمت میں آیا تمکنت	علم ظاہر میں تھا گو ماہر تمام	ترک کیا تھا آپنے یہ اذن عام
کر ریاضت کر ریاضت اے فقیر	تاکہ ہو مفتوح ابواب قدیر	تھا دلی الیقین وہ اثر اک سے	ہوگیا وہ پاک ملکر پاک سے
جلد ہر کو تھا بارہ برس سے راہرو	تھا طریقت میں نہایت گرم رو	تا مکاشف کشف سارے ہوگئے	اوج پر اسکے ستارے چڑھ گئے
فقر میں جید تم کہ وہ کامل ہوا	آپکے الطاف میں شامل ہوا	انکو پہنایا خلافت کا لباس	وہ انہی الطاف میں لیکر کے پاس
بوالمکارم انکا فرمایا لقب	شیخ ہروی تھا ہوا اینام آب	پھر سمرقند اسکو بتلایا مقام	کر دیاں شہر میں اوقات خاص و عام
طالب حق جو کوئی آیا کرے	شربت دیدار حق پلایا کرے	وہ گیا واں جسکو دیکھا اک نظر	ہوگیا وہ اولیاء سے باخبر

دیگر

تھا ردولی میں صفی مرد جوان
علم میں بھی طاق اور صافی زبان

اسکی تصنیفات سے ظاہر ہے سب
ہے نہیں کچھ حاجت تحریر اب

یہ ارادت کا ہوا اسکی سبب
خواب میں ناگاہ دیکھا ایک شب

کرکے استقبال لایا اسکو وہ
عاجزی اپنی جتایا اسکو وہ

اسطرح بولا وہ مرد نیک خواہ
گو کیا اوراق کو تو نے سیاہ

یہ سخن سن کر لگا مانند تیر
کیفیت پاکر کہا اے مرد پیر

اسطرح بولا کہ اے مرد یقین
چاہتا ہے جسکو رب العالمین

اسطرح کہتا ہے خضر راہ سے
جا ملاوے اولیاء اللہ سے

عارفوں کا پیشوا ہے پیشوا
گمرہوں کا رہنما ہے رہنما

صحبت صالح غنیمت جانیو
جو کہیں ارشاد اسکو مانیو

جب ردولی میں پہنچا یا ہم جنید
خیمہ شاہی ہوا آکر بلند

دیکھ کر ہوئے صفی کو آسیے
اے صفی صافی صفائی لائیے

قرب سے کہتا ہے اپنے سرفراز
اسکو بھیجا ہے کوئی پاکباز

با صفوت وہ صفی ہو کر مرید
مرحبا کہتے تھے اسکو ہر سعید

تا چکھی تو ان اسکو حلوائے سلوک
تھی اکائیاں نکلیں سب شکوک

گو کیا تنہا بہت سے بلا تلاش
ہے نہیں مجھکو ملا وہ خوش معاش

اسکے سینہ میں لگا دی محبت چھوڑ
رکھ گئی شیریں تبرک توڑ توڑ

ہو تیری اولاد کے حق میں دعا
حق سے کرتا ہوں یہی ہر دم التجا

خاطر آ جا بس فی ان تک تجھ فہیم
اسکو بنایا ہے راہ قدیم

خلعت خرقہ بھی پہنایا انھیں
اور پہنایا بھی نہلایا انھیں

جامع علم معانی و اصول
حاوی آداب فقہ و ہر نقول

آپ فرماتے تھے یہ وہ ذوفنون
ہند میں کوئی نہوگا شخص یوں

مرد نورانی کوئی آیا ہے پاس
با شکوہ و شان شاہانہ لباس

ہاتھ میں گویا لیے ہے اک کتاب
ہے فقہ میں وہ کتاب انتخاب

وقت وہ آیا کہ ریش اسکی سفید
دلکو ہے تو روشنی اے با امید

جی میں آیا ہے فقیری کیجیے
دستگیرا دستگیری کیجیے

ابھی راز قرب سے آگہ کرے
اسکا دل و جان مثال مہ کرے

تجکو دیتا ہے بشارت یہ فقیر
ایک آتا ہے یہاں روشن ضمیر

جلد آیا چاہتا ہے وہ خضر
آب حیوان کا دکھاتا ہے اثر

اہل وحدت میں موحد فرد ہے
اولیاؤں میں بڑا وہ مرد ہے

جامع مسجد میں فرمایا نزول
خواب کی آمد ہوئی اسکو حصول

ملکے باہم کہہ کے سب تفتیش حال
بولے جسکو چاہتا ہے ذو الجلال

سنکے اسکو صاف وہ نیکو نہاد
صاف سب اپنی کہی وہ اعتقاد

بولے خادم سے کہ جا اے ذوفنون
لاتو شیریں ایسکا شیریں میں کرون

کرکے آیا کو بکو وہ جستجو
دست بستہ آکے بولا روبرو

آپ کے دم گھر گئی لائے نبات
چھٹ پہ آئے تھے جہاں پائی نہ بات

بولے لو انوار حاصل ہو گئے
ہو مبارک آپ کامل ہو گئے

علم سے انکا بھرا سینہ رہے
چرخ کا جب تک کہ آئینہ رہے

ابتدا سے انتہا تک راہ کا
جا کے دکھلایا نشان اللہ کا

دل سے آئی پھر وہ زہے سب شتاب
مجتمع آکر ہوئی سب شیخ و شاب

شیخ اسمعیل طفل شیر خوار
بولے جاؤ یہ پسر میرا امر بہ
تھا ردولی میں وطن کو چھوڑ کر
اور یہاں کر کے ریاضت چار سال
آپ فرماتے تھے تقریباً یہ بات
جب کیا انکی یہ کوشش کمال
اور ردولی میں جگہ تجویز کی
یہ لکھا اسکا سماء الدین نے حال
جو کہ بار دنیا سے کچھ کد کرے

تھا فقط چالیس دن کا طفل آہ
گو کہ ہے چالیس دن کا یہ شہید
اپنے بیگانے سے رشتہ توڑ کر
ہو گیا درویش کامل باکمال
طے کیے یاروں نے کل انوار ستات
مہلکہ سے لائی تب انکو نکال
تھی نہایت چاہ یا تو فقیر کی
ہم سے وہ کرتا ہے شاہا خود جدا
دو جہاں سے اسکو خالق رد کرے
کچھ دنوں کے بعد وہ مرد فقیر

تھا وہ گویا جو امر خبیر ہے
عالموں میں تھی سماء الدین کی دھوم
دام الفت میں ہوا آ کر اسیر
دیر کچھ انوار سبعہ میں ہوئی
پر ہوا وقفہ فقط اندر دو یار
انکو پھر حکم ریاضت ہم دیا
تھا وہاں درویش کوئی بیدرنگ
پڑھ کے یہ مضمون ہے حضرت خفا
لکھ کے یہ پاسخ روانہ کر دیا
ہو گیا آنکھوں میں لوگوں کی حقیر

لا کے ڈالا اسکو انکے پیر پر
اسکے اوپر تھا خلائق کا ہجوم
آ کے روح آباد ٹھہرا وہ فقیر
چند کامل سے کیا رفع دوئی
اک بیکا دم اور سماء الدین سے گا
بھی اجازت اور خلافت ہم دیا
وہ سماء الدین ہی خود ذکر تا تھا چنگ
بولے حق سے یہ ہماری ہے دعا
کچھ اشارہ عارفانہ کر دیا

دیگر

شیخ خیر الدین سدھوری اہل خیر
یہ ہوا انکی عقیدت کا سبب
مولوی علام الدین سے پوچھ کر
آپ نے عقدہ جو انکا اسکو کھول کر
تھے یہ با خدمت میں پھر وہ چار سال
جب خلافت کا دیا تھا اسکو تاج
ایک انہیں میں قاضی سدھا بھی تھا
ایکدن کرتا تھا خیر الدین وضو
پانی لاتی تھک کر رہ گیا
میں نے دیکھی ہے عجائب ایک سیر

تھا حقیقت میں بڑا مرد دلیر
تھا مسائل چند میں پیچ و تعب
رہ گیا خاموش ہو کر منتشر
کہدیے سب حال موتی تول کر
حق ریاضت کا ادا کر کے کما
آئی تھی بیعت میں بارہ خوش مزاج
شیخ سدھا بھی تھا انہیں میں سے سرا
حال ناگہ اسکو آیا ایکسو
جو غسالہ تھا وضو کا بہہ گیا
پانی کرتا ہے بہت اسراف خیر

یکدگر انسے ہوئی دید و شنید
عالمان دہر سے پوچھا کیے
پر کسی سے وہ نہ عقدہ حل ہوا
شیخ خیر الدین کو خود تسکین ہوئی
لائق خرقہ ہوا وہ خرقہ پوش
ساکنان خطۂ مذکور سے
شیخ شمس الدین تھا وہ با صفا
آب خادم دم بدم لاتا تھا پھر
دیکھ کر بولا کوئی انکا سے
بولے ہے حالت میں فرزند گزین

ورا وہ اسکو تو شش ہر دو شدید
جا بجا ہر شخص سے پوچھا کیے
شہ سے مستفسر یہ وہ مشکل ہوا
از سر نو اسکو تلقین ہوئی
آپ نے اسکو دیا خرقہ پوش
سب وہ تھی اثنا عشر میر [illegible]
تربیت انکی سپرد اسکے کیا
وہ وضو ہوتا نہ تھا انجام پہ
صاف آ کر فرد و الا برابر [illegible]
آب دریا کون کی کچھ پروا نہیں

جو گرا دے وہ تمامی آب جاہ	ہے نہیں اسراف یا ہے یہ گناہ		

دیگر

جوکہ تھا قاضی محمد نیک طور	ماہر ہر علم رہتا تھا سدا پور	آپکے یاروں میں تھا مقبول یار	تھا مرید وہ نہیں خلیفوں میں شمار
چل گیا تھا جب وہاں پر اتفاق	لوگ سب آئے تھے باصد اشتیاق	کرکے استقبال خیرالدین کے ساتھ	لیگئے تھے انکو سب تمکین کے ساتھ
آئے ہیں قاضی محمد محترم	راہ میں آکر ملا چوما قدم	اور وہ شاگرد تھا مخدوم کا	افتخار عالمانِ روم کا
پا پیادہ تھا پکڑی آپ ایک	دوسرا ایک تھا خیرالدین نیک	چاہتا ہے اپنی جو بندہ کو رب	اولیا کے پاس پہونچاتا ہے تب
ذرہ یافت کا کیا گھر لے کے باز	سب ہوئے مشکور اصحاب نیاز	طالب حق وہ ہوئے وقت سحر	معرفت سے سب ہوئے وہ بہرور
خدمت عالی کیا پھر اختیار	ساتھ میں سے لگا لیل و نہار	جبکہ جائس میں وہ آیا شاہ تھا	قاضی مذکور بھی ہمراہ تھا
تھے جہانتک وہ انکی نسبت کے بڑے	حلقہ بیعت میں خود آکر پڑے	واسطے تعلیم اسرار دلی	شیخ خیرالدین کو سونپا تھا جلی
صوفیانہ کرکے خود کوشش حصول	ہو گیا انکو بھی حضرت کی قبول	آپ سے پایا خلافت کا لباس	اولیا وہ میں ہوا وہ حق شناس

دیگر

بو محمد سالکِ راہِ یقین	ساکن سدھور عرف مسکین	تھا خلیفوں میں بڑا مقبول وہ	آپکے یاروں میں تھا موصول وہ
جب گئے سدھور سے جائس جناب	آئے خدمت میں وہاں کے شیخ و شاب	اپنے فرزندوں کو لاکر وہ بڑھو	حلقہ بیعت میں لایا ایک سو

دیگر

ہر شئون میں بو المظفر طاق تھا	عالموں میں شہرۂ آفاق تھا	تھا خلیفوں میں نہایت نیکخو	مولد و مسکن تھا اسکا لکھنؤ
تھا زیادہ انکی اوپر لطف عام	اور لوگوں پر نہ تھا اتنا تمام	لکھنؤ میں اسکی خاطر روز چند	تھا وہاں حضرت کا خیمہ سربلند
آئی تھی جبتک مطاہر وہاں نہیں	آپ تھے تاچند سجادہ نشین	اک قصیدہ کرکے موزوں وہ بہ رو	لے گئے آگے مطاہر نیک خو
پڑھ کے فرمایا کہ سن اے نیک فن	ذات پر تیری ہے بس ختم سخن	آفرین سن کر بجا لاکر سلام	با ادب بیٹھا لگا کرنے کلام
شیخ خیرالدین تھے ہمراہ رکاب	اپنی تصنیفوں کی دکھلائی کتاب	تھے مناقب میں قصائد جو چند	سب مطاہر کو دکھائے بند بند
دیکھ کر بولے یہ حضرت بالیقین	حاجت اصلاح کچھ اسکو نہیں	مصرعہ مستانہ جوشانہ ہے یہ	فرد فرد اشعار مستانہ ہے یہ

دیگر

مولوی جامی سی علام دین عالموں میں تھا بڑا باریک بین
پہلے جائس جب وہ آئے خوش لقب یہ خلافت کا ہوا اُنکو سبب
بیٹھکر کرنے لگے ذکر جلی دور جاتی تھی صدا اُنکی چلی
تھے مسائل سات حل ہوتے نہ تھے عالموں سے منفصل ہوتے نہ تھے
سوئے بنگالہ تھا جانے کا خیال تاکہ ہوں شاید وہاں وہ انحلال
رات کو بہر زیارت نیک خواہ مقبرہ میں آئے بدرالدین شاہ
وہ نہ بولا تھا کہ بولے آپ یہ ہم ہیں غوث غائی جو کچھ فرمایئے
کیجیے لطف و کرم کی اب نگاہ بادشاہا کر مری عفو گناہ
میری دل کو کچھ نہیں اتنا ملال آپ ہی آلو وہ مرغ بدفال
جو مسائل سات تھے اشکال وہ حل کیے حضرت نے سب فی الحال وہ
عذر کرتا تھا عنایت کیجیے اب تمہارا رفع شکایت کیجیے
آخرش لیکر اکابر کے گروہ سامنے آیا نہایت باشکوہ
آپنے آخر کیا سب کو مرید ہوگئی ہر شخص کو خواہش مزید
اسطرح کہنے لگا اپنا وہ حال منقضی شاہا ہوئے ہیں تین سال
تا ارادت کیجیے اُنسے حصول پھر نہ فرمائی سلیمان نے قبول
جلد آتا ہی کوئی دن میں وہ پیر اُنسے بیعت کیجیو مرد فقیر
ہاں یہی ہے عزم ارادت چھوڑکر اُنسے بیعت کرلو رشتہ توڑکر
حافظ قرآن ہی اور قاری ہی وہ کوئی علم میں نہیں عاری ہی وہ
لکھکے یہ اور آپ بیٹھے خود خموش منتظر اسکے تھے وہ سب حق نیوش
جبکہ پہونچے قرب ایام وصال آپنے سونپا کہ لو بابا کمال
رکھے محنت اور مشقت چند سال لائق خرقہ ہوا بابا کمال

آپکے یاروں میں سنجیدہ تھا وہ ہر خلط ہو نہیں پسندیدہ تھا وہ
ایک تھی جاگیر واں کوئی بلند آپ بیٹھے اسکو فرماکر پسند
مولوی بولے یہ سنکر ایک شب یہ کہاں کو آئی غوغائی ہیں سب
سالہا پوچھا کیا ہر ایک سے حل ہوا لیکن کوئی نہ ایک سے
کرکے پھر عزم زیارت قبور سوئے بنگالہ چلوں فی الفور
مولوی بولے یہ سنکے یار سے کون صاحب ہیں خفا اطوار سے
ہو کر نادم گر پڑے زیر قدم اور کہا ہیں لائق تعزیر ہم
بولے کو وہ کی ہم ایسی کانوں کان تو خود سنا کرتی ہیں کیا مجھکو سناؤ ان
ہو کے باہم پھر زیارت قبور وہ چلے سب یکہ گر با صد سرور
مولوی کو ہوگئی نقش نگین اعتقاد انکو ہوا اسدم وہیں
بولے وہ جاتا رہا تیرا گلا کچھ نہ تھا تیرا گلا میرا گلا
پھر بیعت خود ہوئے آکر کھڑے اپنے فرزندوں کو پھر چھوٹے بڑے
آپکے لایا ارادت میں وہ نیک اہل قصبہ کو اکابر ایک ایک
میں سلیمان کو گیا ناگاہ پاس اور بھی تھے کچھ اکابر حق شناس
بولنے لگے کہ تم اشخاص اب سید اشرف کی ہوئی تشخیص سب
ہیں نگہبان وہ تمھارے حال کا ہی بڑا احوال وہ اقبال کا
بڑھکے ہم لوگوں سے جانو حیدر کبیر انکی ہی اسکو سمجھو مرد دستگیر
ہی قراءت ہفت میں ہر ہفت خوب سید عالی نسب پاک از عیوب
آپ پہونچے پھر بتصدیق کلام آپکے وہ انتک باہر تھا مقام
سب مریدوں کی ہدایت کیجیو اس جگہ ظاہر ولایت کیجیو
جب چلے گھر اُسکو نائب کرچلے آئے روح آباد خوش خرم چلے

ساتھ یاروں کے وہ باارشاد
جاکے لوگوں سے کہا اے باوقوف
وقت پہ جب آئے وہ طالب ہوا
ہوکے برہم اُسنے کی آخر دعا
جل گئے ناگاہ مردم چار الف
دو رہی یہ بولی اُسکو دیکھکر
خانماں اُنکے کیے تونے خراب
تھا پڑا چیدی بباب خانقاہ
رکھدی اُسکے سر پہ طشت آتشین

روز کرتا تھا ہدایت و پند
ہم کو ہیں سرکار دعوت کے ظروف
منقلب لوگوں کا تب قالب ہوا
جو کوئی کرتا نہیں وعدہ وفا
سیکڑوں گھر جل گئے اشرار الف
خشمگیں ہوکر یہ سُن ما ی بجہر
دو میری سامنے سے چل شتاب
منفعل محجوب عاجز عذرخواہ
لائی نور العین حضرت کے قرین
گو رہیگا اسکا ایمان برقرار

ایکدن دعوت کسی کی اُنکی کی
بولے وہ وقت ضرورت لیجیو
پھر گئے وہ لوگ سب اقرار سے
خبط ہے خبط اُسکا ہوتا ہے عمل
پھر مشوش ہوکے وہ اپنے بدل
میری بیٹوں کو جلاکر تو چلا
لائق بخشش نہیں تیرا قصور
ساعی بیٹا کرکے نور العین کو
بولے درویش لگی ہے انداز سے
پر یہ ہوگا خوار با خویش و تبار

فکر یا محتاج کی اُس کو ہوئی
خوب تر دعوت کی صورت کیجیو
پیش آئے ناگہاں انکار سے
آتش نیچی سے وہ جاتا ہے جل
آیا روح آباد نادم منفعل
پھر یہاں آباد غا کر تو چلا
جا ابھی آگے سے میرے دور دور
آکے وہ حاضر ہوا خود نیکخو
عذرخواہی آپکے اعجاز سے

دیگر

شہر خلیفوں میں خلیفہ ایک تھا
ایکدن کوئی مہم آکر اڑی
راستہ تھا گو نہایت پرخطر
آبلے پانوں میں اسکے تھے نکل
دونوں کفشوں کو بنا کر تاج سر
اُس گھڑی سے ہوگیا مسرور حال
کل تلک غیروں کا تھا محتاج وہ
جس طرح اُسکا بھرا ہے ایکدن
رکھ تو میری دوستوں کو بامراد
لیکر کا سر پہ نہ عمامہ رہے

عبد باوہاب سید نیک تھا
کام تھا دشوار مشکل تھی بڑی
پڑ گیا ناچار حکم شاہ پر
کفش بھی ٹوٹی رہ کا بھی خلل
کوبکو پھرتا تھا وہ لیکر بسر
مفلسی اسکی اُڑی مثل خیال
آپ کے در حاجت روا ہے آج وہ
یوں نہیں میری بھی بھرے پیٹ ایکدن
رکھ تو میری آل و اولاد شاد
پاک اپنا سر بسر جامہ رہے

وہ بہت کرتا تھا خدمت آپکی
بولے جا دہلی تو اے مرد سلیم
کچھ نہ اپنے دل میں وہ لایا تھا ڈر
یہ دگرگوں حال اُسکا دیکھکر
یوں نہیں پھرتا تھا رکھے چالیس دن
تھا کہاں محتاج یا رب تاج
جسطرح حاصل ہوئی اُسکی مرام
دہر میں جبتک ہوشلے ان ہو
تا فنا یاد خدا مونس رہے
از طفیل آل و اصحاب رسول

جسطرح کرتا ہے بیٹا باپ کی
حال یہ لیکر سوے عبد الکریم
جاکے لایا پاسخ اُسکا جلد تر
اُسکو حضرت نے دیے کفش دگر
جا بجا بالاے سر وہ مستحق
دست بستہ روبرو ہے احتیاج
کیجیو ہم کو بھی یا رب شاد کام
ہر طرح محفوظ آباداں رہو
دور مکر و زور دل سے بس رہے
از طفیل نور چشمان بتول